لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

ترجمہ:- اور ہم نے تم میں سے ہر اُمت کو قانون اور راہِ عمل دی۔

فتاویٰ عالمگیری اُردو جدید

جز نمبر ۱۵

کتاب الایمان و کتاب الحدود

حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان اسلامی شاہکار۔ فقہ حنفی کے لئے مستند دستاویز، اسلامی دستور کا مکمل انسائیکلوپیڈیا، جدید حواشی اور فٹ نوٹس سے مزین، اغلاط سے پاک، سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ

مترجم و محشی

مولوی مفتی کفیل الرحمٰن صاحب نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

ناشر

وسیم بک ڈپو۔ دیوبند۔ ضلع سہارنپور یوپی

سول ایجنٹ

مکتبہ فیض القرآن۔ دیوبند۔ ضلع سہارنپور یوپی

فتاویٰ عالمگیری اردو جزء ۱۵

طبع اول ——— ایک ہزار

مطبوعہ ——— وسیم پرنٹنگ پریس دیوبند

قیمت ——— دو روپے ساٹھ پیسے

فہرست عنوانات فتاویٰ عالمگیری اردو جز نمبر ۱۵

ضروری اعلان

(۱) ——— ممبران کرام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس ماہ سے ڈاکخانہ نے وی پی محصول ڈاک خرچ میں اضافہ کر دیا ہے جس کے سبب آئندہ پارہ کی وی پی دو روپے کے بجائے دو روپے ساٹھ پیسے کی ارسال ہوگی۔

(۲) ——— تفسیر بیان السبحان۔ کا عام ہدیہ ۲/۶۰ فی پارہ ہے جس میں تقریباً ایک روپیہ پچیس پیسے محصول ڈاک رجسٹری صرف ہوتا ہے۔

لیکن

(۳) ——— مستقل خریداروں کو جو ایک روپیہ فیس ممبری بھیجکر ہمارے باضابطہ ممبر بن جاتے ہیں ان کو تفسیر بیان السبحان کے تمام پارے ایک روپیہ ۲۵ پیسے فی پارہ کے حساب سے ہم سپلائی کرتے ہیں۔ لیکن محصول ڈاک وی پی ہر حال میں ممبر صاحبان کو ہی تقریباً ایک روپیہ ۲۵ پیسے ہر ماہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہر تفسیر دو روپے ۵۰ پیسے میں پہونچتی ہے۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر کئی ممبران ایک ساتھ فیس ممبری بھیجکر ہمارے ممبر بن جائیں تو ایک جاننے ہوئے تمام ممبروں کے لئے تفسیر بیان السبحان ایک ہی پیکٹ میں ارسال کر سکتے ہیں۔ اس طرح محصول میں سب کو بچت ہو جائے گی ورنہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے کے قریب ہر ماہ ہر ممبر کو بلاوجہ محصول برداشت کرنا پڑتا ہے۔ رسید کوپن پر ممبران حضرات اپنا پتہ انگریزی میں صاف تحریر فرمائیں۔

(۴) ——— بحمد اللہ تفسیر بیان السبحان کے ۲۷ پارے ۳۴ جزوں میں مکمل ہو چکے ہیں ہم نے ممبران کے اصرار پر پارہ الم سے پارہ ۲۵ تک پانچ پانچ پارے یکجا مجلد کرا دیئے ہیں جو صاحب منگوانا چاہتے ہیں وہ ہر وقت طلب کر سکتے ہیں۔ پانچ پاروں کا ہدیہ چھ روپے ۲۵ پیسے، جلد بنوائی ۲۵/۱ ڈاک خرچ ۵/۷۵ یہ جلد ہم آپ کو رجسٹری سے ارسال کر دیں گے۔ آپ نو روپے ۵۰ پیسے کا منی آرڈر کر دیجئے۔ اس جلد کا وی پی نہیں بھیجا جائیگا۔ ممبری فیس ایک روپیہ الگ ہے۔ دوسری جلد پانچ پانچ پاروں کی تیار ہے جو حضرات منگانا چاہیں اوپر لکھے طریقہ سے منگا سکتے ہیں۔

۲۱ویں پارہ سے ۲۷ویں پارہ تک ہر پارہ کے دو جزو کئے گئے ہیں چونکہ یہ پارے ضخیم تھے اس لئے ۲۱ سے ۲۵ تک کے جزوں کی دو جلدیں بنائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ دس پارے مجلد ۱۷/۵۰ میں مع ڈاک خرچ ارسال ہوتے ہیں۔ پارہ عم جزو اول شائع ہو چکا ہے بقیہ چار جزوں پر مشتمل ہوگا۔ ۲۸، ۲۹ پارے جلد ہی منظر عام پر آجائیں گے۔

(۵) ——— فتاوی عالمگیری اردو پانچ پانچ پاروں کی جلدیں تیار ہیں دس جزوں کی جلد ۱۷/۵۰ پانچ جزوں کی جلد ۹/۷۵ کی ارسال ہوگی۔

منیجر وسیم بکڈپو

دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

باب نہم ۹

حج اور روزہ کی قسم کھانے کا ذکر

کوئی شخص حج نہ کرنے کا حلف کرے تو یہ حلف صحیح حج سے متعلق ہوگا حج فاسد سے متعلق نہیں ہوگا۔ کوئی شخص حج نہ کرنے کا حلف کرے یا بزبان عربی کہے کہ "لا یحج حجۃ" (وہ حج ادا نہیں کرے گا) اس کے بعد احرام حج باندھ لے تو تاوقتیکہ وقوفِ عرفہ[1] نہ کرلے قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ بحوالہ ابن سماعہؒ امام محمدؒ سے یہی مروی ہے۔ بحوالہ بشرؒ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ تاوقتیکہ طواف زیارت کے سات شوط یعنی پھیروں سے زائد (مثلاً چار یا پانچ) نہ کرلے قسم نہیں ٹوٹے گی[2] اگر حلف کرے کہ وہ عمرہ نہیں کرے گا یا بزبان عربی کہے "لا یعتمر عمرۃ" (وہ عمرہ ادا نہیں کرے گا) اس کے بعد احرام باندھ لے تو تاوقتیکہ طواف چار شوط یعنی پھیرے نہ کرلے تو قسم نہیں ٹوٹے گی بحوالہ بشرؒ امام محمدؒ سے اسی طرح مروی ہے (محیط) منتقیٰ کے اندر بحوالہ ابن سماعہ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص کہے کہ واللہ عمرہ کی ادائیگی تک حج نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر دونوں افعال کی مکمل ادائیگی کرے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کیونکہ وہ حج سے قبل عمرہ کی ادائیگی کرچکا اور اپنے حلف میں سچا رہا۔ (محیط سرخسی) کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ اگر میں اس سال حج نہ کروں تو تو حلقۂ غلامی سے آزاد ہے اس کے بعد وہ شخص حج ادا کرنے کا مدعی ہو اور دو گواہ اس نے اس سال کوفہ میں قربانی کرنے کی شہادت دیں تو انکی شہادت قابل قبول قرار دینے اور غلام کے آزاد نہ ہونے کا حکم ہوگا (تبیین) کوئی شخص کہے کہ میرے اوپر پاپیادہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی جانب جانا مسجد اقصیٰ کی طرف جانا لازم ہے تو اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ میرے اوپر بیت اللہ کی جانب پاپیادہ جانا لازم ہے۔ درانحالیکہ بیت اللہ سے اس کی مراد بیت المقدس یا کوئی اور مسجد ہو تو اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا اگر کہے کہ میرے اوپر احرام کا وجوب ہے اگر میں ایسا فعل انجام دوں۔ پھر وہ ایسا کرے تو وہ قسم توڑنے والا شمار ہوگا اور اس کے اوپر حج یا عمرہ کا وجوب ہوگا (تبیین) ائمہ اس پر متفق ہیں اگر کوئی حلف کرے کہ میں احرام باندھ لوں گا یا محرم بن جاؤں گا یا ہدی[3] بھیج دوں گا یا پاپیادہ بیت اللہ کی طرف

---

۱ کیونکہ وقوف عرفہ حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج ہی ادا نہیں ہوتا اس لئے قسم کا ٹوٹنا بھی عرفہ کے قیام پر موقوف ہوگا ۲ اور چار یا چار سے زیادہ کرلینے پر قسم ٹوٹ جائے گی ۳ قربانی کے لئے بھیجا جانے والا جانور۔

روانہ ہوں گا۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کے اندر تین شکلیں ہیں (۱) ایجاب (۲) وعدہ (۳) نیت کا نہ ہونا۔ اگر یہ نیت کہ ایسا فعل انجام دینے کی شکل میں میرے اوپر اس کا وجوب ہوگا یا کسی طرح کی نیت نہ ہو تو ان دونوں شکلوں میں جو کچھ وہ کہے اس کے اوپر اس کا وجوب ہو جائے گا۔ اور اگر وہ محض وعدہ کی نیت کرے کہ مثلاً اگر ایسا کام انجام دوں تو میرا وعدہ ہے کہ میں احرام باندھوں گا تو اس کے اوپر کسی چیز کے واجب ہونے کا حکم نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی شخص نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے پھر نماز فاسد ادا کرے مثلاً بلا طہارت نماز پڑھ لے تو استحساناً قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر وہ بوقت حلف نماز فاسد بھی نہ پڑھنے کی نیت کرے تو قضاءً اور دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)، کوئی شخص نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے۔ پھر کھڑے ہو کر قرأت کرے اور رکوع کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر سجدہ کرنے کے بعد نماز قطع و ختم کرے تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا (ہدایہ)، امام محمدؒ نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس کی قسم کب ٹوٹے گی اور مشائخ رحمہم اللہ (دوسرے فقہاء) کی رائیں اس بارے میں مختلف ہیں بعض کے نزدیک رکعت میں سجدہ سے سر اٹھاتے ہی قسم ٹوٹ جائے گی (تبیین)، کوئی شخص کوئی سی بھی نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے تو تاوقتیکہ وہ کامل دو رکعات اخیر پڑھ لے اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (بدائع)، کوئی شخص حلف کرے کہ میں ایک بھی، نماز نہیں پڑھوں گا۔ اس کے بعد دو رکعت پڑھے اور تشہد کی مقدار نہ بیٹھے۔ پس اگر وہ اس حلف سے نفل (ہی) کی نیت کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور حلف میں اگر فرض کی نیت کرے اور وہ نماز دو رکعات والی[1] ہو۔ تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر یہ فرض نماز چار رکعات والی[2] ہو تو اپنا حلف توڑنے والا شمار ہوگا۔ اسی قول کو زیادہ ظاہر اور صحت کے زیادہ مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ کرے مگر قرأت نہ کرے تو بعض فقہاء کے نزدیک قسم توڑنے والا اور بعض کے نزدیک قسم نہ توڑنے والا شمار ہوگا۔ اگر نماز ظہر نہ پڑھنے کا حلف کرے تو تاوقتیکہ چار رکعات ادا کر کے تشہد نہ پڑھ لے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقے سے اگر نماز فجر نہ پڑھنے کا حلف کرے تو تاوقتیکہ دو رکعات کے بعد تشہد نہ پڑھ لے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقہ سے اگر نماز مغرب نہ پڑھنے کا حلف کرے تو تاوقتیکہ تین رکعات کے بعد تشہد نہ پڑھ لے قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط)، کوئی شخص حلف کرے کہ میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہو اگر میں نماز ظہر امام کے ساتھ پاؤں اس کے بعد امام کو بحالت تشہد پائے اور نیت کر کے امام کے ساتھ نماز (تشہد) میں شریک ہو جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر امام کے ہمراہ جمعہ کو نماز نہ پڑھنے کا حلف اس کے بعد ایک رکعت امام کی اقتداء میں پڑھے۔ اس کے بعد اس کو نیند آجائے یا وضو ٹوٹ جائے اور وہ وضو کرنے کی خاطر چلا جائے۔ اس کے بعد وضو کر کے آئے در انحالیکہ اس وقت امام نے سلام پھیر لیا ہو اور وہ باقی ماندہ نماز امام کے اتباع میں بنا (ادا) کرے تو اگرچہ (پوری) نماز کی ادائیگی میں اتصال نہیں پایا گیا اور کچھ وقفہ (تاخیر) ہو گئی مگر قسم توڑنے والا قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ اس جگہ لفظ "ساتھ" حقیقی معنی میں اتصال مراد نہیں بلکہ امام کا اتباع اور اقتدیٰ مقصود ہے۔ اور اگر وہ واقعی اتصال (ہی) کی نیت کرے تو دیانتاً (عند اللہ) اور قضاءً اس کے قول کی تصدیق

---

[1] مثلاً نماز فجر ہو [2] مثلاً نماز ظہر۔

کرنے کا حکم ہوگا (بدائع)، اگر وہ بلا اتصال بطور اتباع واقتدیٰ نہ پڑھنے کی نیت کرے تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا (محیط)، نوازل کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص سجدہ نہ کرنے کا حلف کرے یا رکوع نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد بحالت نماز یا نماز کے علاوہ ایسا کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ فتاویٰ آہو کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص آج کے دن باجماعت نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے۔ پھر وہ ایک شخص کی اقتدا کرلے یا ایک شخص امام بن جائے تو خواہ اس کی اقتدا کرنے والا بچہ (نابالغ) ہی کیوں نہ ہو مگر قسم ٹوٹ جائے گی۔ (تاتارخانیہ) کوئی شخص کسی کی امامت نہ کرنے کا حلف کرے اس کے بعد اکیلا نماز شروع کردے اور نیت یہ ہو کہ کسی کا امام نہ بنے گا۔ اس کے بعد کچھ لوگ آکر اس کی اقتدا کرلیں اور اس کے پیچھے نماز ادا کریں تو دیانتاً قسم نہیں ٹوٹے گی البتہ اگر وہ رکوع اور سجدہ کرلے تو قضاءً قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا [ف۱]۔ اسی طریقہ سے اگر حلف کرنے کے بعد جمعہ کے دن لوگوں کے ہمراہ (باجماعت) نماز پڑھے اور نیت تنہا نماز پڑھنے کی ہو تو استحساناً حلف کرنے والے کا اور ان لوگوں کا جمعہ درست وجائز ہوجائے گا۔ اور حلف کرنے والے کی قسم قضاءً ٹوٹ جانے اور دیانتاً (عنداللہ) نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر وہ جمعہ کے دن نماز کے آغاز سے قبل اپنے تنہا ہی نماز پڑھنے کے گواہ قائم کرلے [ف۲] اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تو قضاءً اور دیانتاً کسی طرح قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر وہ نماز شروع کردے اس کے بعد اس کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ ایک شخص کو آگے بڑھادے تو قسم ٹوٹ جائے گی (خلاصہ) اگر جنازہ کی نماز یا سجدۂ تلاوت کے اندر لوگوں کا امام بنے تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ حلف مطلق نماز یعنی فرض [ف۳] ونفل سے متعلق ہوگا۔ اور نماز جنازہ کو مطلق نماز کے اندر داخل قرار نہیں دیا گیا۔ کوئی شخص فلاں معین شخص کی امامت نہ کرنے کا حلف کرے۔ پھر وہ نماز پڑھے اور (مقتدی)، لوگوں کا امام بننے کی نیت کرے۔ اس کے بعد ذکر کیا گیا شخص بھی اس کی اقتدا میں نماز پڑھ لے تو خواہ حلف کرنے والے کو اس کی نماز پڑھنے کا علم نہ ہو مگر قسم کھانے والے کی قسم ٹوٹ جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی شخص فلاں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کے پہلو میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرے تو خواہ وہ حقیقتاً اس کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھنے کی نیت کرے مگر اس کی قسم ٹوٹ جانے اور قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر حلف کرے کہ واللہ تیرے ہمراہ نماز ادا نہ کروں گا۔ اس کے بعد دونوں ایک امام کی اقتدا میں نماز پڑھیں تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر وہ یہ نیت کرے کہ تیرے ہمراہ اس طریقہ سے نماز ادا نہ کروں گا کہ ہم دونوں کے ہمراہ کوئی تیسرا شخص نہ ہو [ف۴] تو اس شکل میں قسم نہیں ٹوٹے گی (وجیز کردری)، کوئی شخص حلف کرے کہ ضرور آج کے دن پانچوں نمازیں باجماعت ادا کروں گا اور دن میں اپنی بیوی ہمبستری کروں گا اور غسل نہیں کروں گا۔ اس کے بعد اگر وہ اس طرح کرلے کہ نماز فجر وعصر باجماعت ادا کرکے اپنی بیوی سے ہمبستری

ف۱ رکوع وسجدہ سے قبل قضاءً بھی قسم نہیں ٹوٹے گی ف۲ اور پھر نماز پڑھے تو حکم بدل جائے گا ف۳ یعنی پانچ اوقات کی نماز جو ہر عاقل بالغ مسلم ومسلمہ پر فرض ہے۔ اس کے برعکس نماز جنازہ ہر ایک پر فرض نہیں بلکہ ایسا فرض ہے کہ کچھ لوگوں کے ادا کرلینے پر سب کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے اس لئے نماز جنازہ سے یہ حلف متعلق نہ ہوگا بلکہ یہ نماز اس سے خارج شمار ہوگی ف۴ بلکہ محض دونوں ہوں۔

کرے۔ اس کے بعد سورج غروب ہونے پر غسل کر کے نماز مغرب وعشا باجماعت پڑھ لے تو کیونکہ اس نے رات میں غسل کیا اور دن میں نہیں کیا اس لئے قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاویٰ کبریٰ) مجموع النوازل کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شخص یہ حلف کرے کہ جس وقت تک فلاں شخص حیات ہے اور اس میں نماز ادا کرتا ہے میں اس مسجد والوں کے ہمراہ نماز ادا نہیں کروں گا۔ اس کے بعد فلاں ذکر کیا گیا شخص بیماری کے باعث تین روز تک اس مسجد میں نماز ادا نہ کرسکے یا صحت مند ہونے کے باوجود تین دن تک اس مسجد میں نماز نہ پڑھے۔ اس صورت میں اگر حلف کرنے والا ان لوگوں کی معیت میں نماز پڑھے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (خلاصہ) کوئی شخص اس مسجد میں نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے پھر یہ مسجد تعمیر کی گئی۔ اور حلف کرنے والا اسی جگہ نماز پڑھے جہاں وہ تعمیر مسجد سے قبل نماز پڑھ چکا تھا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص بنی فلاں کی مسجد میں نماز نہ پڑھنے کا حلف کرے پھر اس مسجد میں تعمیر توسیع کی گئی ہو اور وہ توسیع شدہ جگہ پر نماز پڑھے تو قسم ٹوٹ جائے گی (ذخیرہ) کوئی شخص حلف کرے کہ میں نے کوئی نماز اس کے وقت سے مؤخر نہیں پڑھی درانحالیکہ وہ ایک بار نیند کی آغوش میں سو گیا ہو حتیٰ کہ وقت نماز نکل گیا ہو اور وہ قضا پڑھی ہو تو اس صورت میں درست یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت آنے سے قبل نیند کی آغوش میں سو جائے اور وقت جانے کے بعد بیدار ہو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر نماز کا وقت آچکنے کے بعد سو جائے تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ (وجیز کردری) کوئی شخص حلف کرے کہ نیند کی آغوش میں اتنی رکعات پڑھنے تک نہیں جاؤں گا اس کے بعد بیٹھے بیٹھے سو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (سراجیہ) کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ اگر تو نماز پڑھے تو تو حلقہ غلامی سے آزاد ہے۔ پھر غلام کہے کہ میں نماز پڑھ چکا اور آقا انکار کرے تو غلام کے آزاد نہ ہونے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) کوئی شخص حلف کرے کہ نکسیر پھوٹنے کی بنا پر وضو نہیں کروں گا اس کے بعد نکسیر پھوٹے اور پھر وہ پیشاب کرے اور اس کے بعد وہ وضو کرے یا پہلے پیشاب کرے، اس کے بعد نکسیر پھوٹے اور پھر وہ وضو کرے تو اس کا وضو کرنا پیشاب کرنے اور نکسیر پھوٹنے کی بنا پر شمار ہوگا اور اس کی قسم ٹوٹ جائے گی (محیط) منتقیٰ کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شخص کہے واللہ اپنی بیوی سے غسل جنابت (ناپاکی کا غسل) نہیں کروں گا[1]۔ اس کے بعد اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر دوسری بیوی کے ہمراہ صحبت کرے یا پہلے دوسری بیوی اور پھر اس سے ہمبستر ہو تو کیونکہ قسم صحبت کرنے پر کھائی گئی تھی اس لئے بہر صورت قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر وہ حقیقتاً نہانے ہی کی نیت کرے تب بھی اس شکل میں اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ کیونکہ اس بیوی سے ہمبستری کی بنا پر بھی نہانے کی ضرورت پیش آئی (فتاویٰ کبریٰ) عورت اگر حلف کرے کہ غسل جنابت یا غسل حیض نہیں کروں گی۔ اس کے بعد اس کا خاوند اس سے صحبت کرے اور (پھر) اسے حیض (ماہواری) آئے اور غسل کرے تو یہ غسل جنابت اور حیض دونوں ہی کے باعث شمار ہوگا اور اس کی قسم ٹوٹ جائے گی (ظہیریہ) کوئی شخص فلاں کو غسل نہ دینے یا فلاں کا سر نہ دھونے کا حلف کرے اس کے بعد اسے نہلائے تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا (محیط) کوئی شخص حرام غسل نہ کرنے کا حلف کرے تو یہ غسل ہمبستری

---

[1] یعنی اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر نہ ہوں گا۔

سے متعلق ہوگا لہٰذا اگر وہ کسی اجنبیہ عورت نے ساتھ حرام طریقہ سے ہمبستری کرے تو خواہ غسل کرے یا نہ کرے بہر صورت قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اجنبیہ عورت کے ساتھ معانقہ کی بنا پر اسے انزال ہو جائے اس کے بعد وہ غسل کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی[1] (خلاصہ) کوئی شخص اپنی بیوی سے قربت و ہمبستری کرنے کا حلف کرے اس کے بعد چت لیٹ جائے اس کی بیوی اس سے اپنی ضرورت پوری کرلے تو صدر و النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر مرد و عورت اجنبی ہوں تو اس صورت میں بھی دونوں پر حد زنا کا وجوب ہوگا۔ اسی قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ البتہ اگر مرد نیند کی آغوش میں ہو اور عورت اس طرح کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی[2] (محیط سرخسی)، کوئی شخص فلاں عورت کے ساتھ ہمبستر نہ ہونے کا حلف کرے یا اس کا بوسہ نہ لینے کا حلف کرے تو یہ حلف تا زندگی صحبت نہ کرنے اور بوسہ نہ لینے سے متعلق ہوگا۔ لہٰذا مرنے کے بعد ایسا کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (سراجیہ)، کوئی شخص بزبان عربی کہے کہ " ان باضعتک او جامعتک فعبدی حر " (میں تیرے ساتھ مباضعت[3] کروں یا تجھ سے ہمبستری کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے تو یہ حلف فرج (شرمگاہ) میں صحبت کرنے سے متعلق شمار ہوگا۔ اگر کہے " ان اتیتک " (اگر میں تیرے نزدیک آؤں)، بشرط نیت۔ اس سے ہمبستری ہی مراد ہوگی۔ لہٰذا ہمبستری کی نیت کرے گا تو درست ہو جائے گی۔ اور اگر اس جملہ سے زیارت و دیکھنے کی نیت کرے اور پھر زوجہ کے ساتھ ہمبستری کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی[4]۔ اور اگر وہ کسی طرح کی نیت نہ کرے تو حاکم ابن نصیر ابن مہرویہؒ سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر زوجہ کے پاس اس کو دیکھنے ہی کی غرض سے آئے اور اس سے ہمبستر نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر دیکھنے کی خاطر آئے اور ہمبستری بھی کرلے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر کہے " ان اصبتک " (اگر میں تجھ تک نہ پہنچوں)، تو نیت کے بغیر یہ حلف نکاح سے متعلق قرار نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر وہ کسی طرح کی نیت کرے تو حاکمؒ سے منقول تفصیل کے مطابق اس کا حکم ہوگا۔ (شرح تلخیص جامع کبیر)، کوئی شخص حلف کرے کہ آج کے دن یا ایک دن روزہ نہیں رکھوں گا۔ اس کے بعد صبح کو ایسی حالت میں اٹھے کہ روزہ دار ہو۔ پھر روزہ توڑ ڈالے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص حلف کرے کہ " لانصوم " (ہم روزہ نہیں رکھیں گے) اس کے بعد روزہ رکھ لے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا[5] (جامع کبیر)، امام محمدؒ فرماتے ہیں کوئی شخص حلف کرے کہ اللہ کے لئے میرے اوپر فلاں شخص کے سفر سے واپس آجانے کے دن روزہ رکھنا واجب ہے۔ اس کے بعد فلاں ذکر کیا گیا شخص ایسے دن آئے کہ جس روز اس شخص نے کچھ کھا لیا ہو یا وہ زوال آفتاب کے بعد سفر سے لوٹے تو حلف کرنے والے پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر اس طرح حلف کرے کہ البتہ فلاں شخص کے سفر سے واپس آنے کے دن روزہ دار ہوں گا۔ اس کے بعد فلاں شخص اس کے کچھ کھانے اور زوال سے قبل سفر سے لوٹے۔ اس صورت میں اگر وہ اس روز روزہ دار رہا تو اس کے اوپر قسم کے کفارہ کا وجوب نہ ہوگا اور اس روز روزہ دار نہ رہا تو قسم کے کفارہ کے واجب ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور فلاں شخص اس کے کچھ کھا لینے کے بعد

١ه اس صورت میں حکم کا مدار عرف پر ہوگا ٢ه کیونکہ اس صورت میں مرد عورت کے فعل سے قطعاً ناواقف ہوگا ٣ه شرمگاہ ہونے کا اتصال
٤ه کیونکہ اس صورت میں بھی زیارت دیکھنا متحقق ہو گیا ٥ه ہمارے عرف کے لحاظ سے روزہ نہ رکھنے سے مراد روزہ کی تکمیل نہ کرنی ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر روزہ اس صورت کے اندر بھی درمیان میں توڑ دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

آئے تب بھی (اس صورت میں) اس کے اوپر قسم کے کفارہ کا وجوب ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص کھانے کے بعد یا زوال آفتاب کے بعد کہے کہ واللہ میں آج کے دن روزہ دار رہوں گا۔ اس شکل میں اگر وہ دن کے باقی ماندہ حصہ میں کھانے پینے اور ہمبستری سے باز رہا تو اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر حلف کی نسبت (اضافت) رات کی جانب کرتے ہوئے کہے کہ واللہ میں اس شب روزہ دار رہوں گا اور اس شب وہ کھانے پینے اور ہمبستری سے باز رہے تو اسے اپنی قسم میں سچا قرار دیں گے۔ (شرح تلخیص جامع کبیر) کوئی شخص حلف کرے کہ "لاصومن حیناً" (واللہ میں تاحین روزہ دار رہوں گا) اس شکل میں اگر لفظ "حین" کے ذریعہ کسی معین و معلوم مدت کی نیت کرے تو اس حلف کے حکم کا مدار اس کی نیت پر رہے گا۔ اور اگر وہ کسی طرح کی نیت نہ کرے تو اس لفظ سے چھ ماہ کی مدت مراد لی جائے گی اور مسئلہ کی شکل (گویا) اس طرح ہوگی کہ "واللہ چھ ماہ روزہ دار رہوں گا" اسی طریقہ سے اگر الف لام کے اضافہ کے ساتھ اس طرح کہے کہ "لیصومن الحین" (تاحین وہ روزہ دار رہے گا) تب بھی اوپر ذکر کردہ حکم برقرار رہے گا۔ ایسے ہی اگر یوں کہے کہ "ان صمت حیناً فکذا" (اگر میں تاحین روزہ دار رہوں تو ایسا ہو) یا الف ولام کے اضافہ کے ساتھ اس طرح کہے کہ "ان صمت الحین" (اگر میں تاحین روزہ رکھوں (تو ایسا ہو) اس صورت میں اگر کسی نوع کی نیت ہو تو حلف کے حکم کا مدار اس کی نیت پر ہوگا اور نیت نہ ہونے کی شکل میں چھ ماہ کی مدت مراد ہوگی۔ لہٰذا تاوقتیکہ چھ ماہ تک روزے نہ رکھے قسم نہیں ٹوٹے گی جیسے اگر وہ اس طریقہ سے کہے کہ اگر میں چھ ماہ روزہ دار رہوں تو ایسا ہو" تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قسم ٹوٹنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ قسم سے متصل چھ ماہ ہی میں روزے رکھے جائیں بلکہ جس وقت بھی چھ ماہ کے روزے رکھے گا اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص حلف کرے کہ "ان صمت زماناً او الزمان" (اگر میں تازمانہ روزہ دار رہوں (تو ایسا ہے) اس شکل میں اگر وہ کسی طرح کی نیت کرے تو حکم اس کی نیت کے مطابق ہوگا اور نیت نہ ہو تو لفظ "حین" اور لفظ "زمان" حکم کے اعتبار سے یکساں ہوں گے۔ جامع صغیر کے اندر ذکر کیا گیا کہ لفظ "حین" اور لفظ "زمان" باعتبار حکم برابر ہیں۔ جامع کبیر کے اندر لکھا ہوا ہے کہ وہ دو ماہ سے لے کر چھ ماہ تک جتنے مہینوں کی بھی نیت کرے گا حکم اس کی نیت کے مطابق ہوگا۔ جامع کبیر کے ذکر کردہ قول ہی کو درست قرار دیا گیا ہے۔ اس واسطے کہ اہل لغت اس بات پر متفق ہیں کہ زمانہ کا اطلاق دو ماہ سے لے کر (زیادہ سے زیادہ) چھ ماہ کی مدت تک ہی ہوا کرتا ہے۔ اگر وہ کسی طرح کی نیت نہ کرے تو اس حلف سے چھ مہینے مراد لئے جائیں گے کوئی شخص بجائے حین یا زمان کے "عمراً" کہے یعنی تاعمر تو اس کا حکم حین اور زمان کا سا ہوگا۔ قدوری نے اس طرح بیان کیا ہے (محیط) کوئی شخص حلف کرے کہ "للہ علی صوم العمر" (اللہ کے لئے میرے اوپر عمر کے روزہ کا وجوب ہے) اور اس کے ذریعہ کوئی (مخصوص) نیت نہ کرے تو یہ حلف عمر بھر روزہ رکھنے سے متعلق ہوگا۔ (غایۃ البیان) کوئی شخص کہے کہ "ان صمت الابد او ان صمت الدھر فکذا" (اگر میں ہمیشہ روزہ دار رہوں یا تا دہر روزہ دار رہوں تو ایسا ہے) اس صورت میں اگر وہ عمر بھر میں کسی دن بھی افطار نہ کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر کسی بھی دن افطار کر لے تو قسم پوری کرنے والا شمار ہوگا۔ اور اگر کسی بھی دن افطار نہ کرے حتیٰ کہ موت کی آغوش میں سو جائے تو زندگی کے آخری لمحہ میں اس کی قسم ٹوٹ جائیگی۔ لہٰذا اگر وہ ذکر کی گئی قسم کی جزا (مال) کسی غلام کی حلقہ غلامی

سو آزادی قرار دے تو اس کے تہائی مال سے اس کی آزادی کو قابل اعتبار قرار دیں گے۔ اگر بغیر الف اور لام کے اس طرح کہے" ان صمت ابداً " (اگر میں ہمیشہ روزہ رکھوں) (تو مثلاً میرا غلام آزاد ہے) اس صورت میں خواہ ایک گھنٹہ (یا ایک لمحہ) کے لئے ہی روزہ رکھے تو قسم توڑنے والا شمار ہو گا (شرح تلخیص جامع کبیر)، کوئی شخص حلف کرے" ان صمت دهراً فعبدی حر" (اگر میں تادہر روزہ رکھوں تو میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار رہے)، لہٰذا اگر وہ کسی مقررہ و معلوم وقت کی نیت کرے تو قسم کے حکم کا نفاذ اس کی نیت کے مطابق ہو گا اور کچھ نیت نہ ہونے کی شکل میں امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم دہر کیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی عمر کے کسی حصہ میں اگر چھ ماہ کے مسلسل یا متفرق طور پر روزے رکھے گا تو اپنا حلف توڑنے والا قرار دیا جائے گا۔ اور اگر وہ چھ ماہ کے روزے نہ رکھے یہاں تک کہ موت کی آغوش میں سو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر اس طرح حلف کرے کہ" ان صمت ازمنة اودهورا او احیانا ففکذا " (اگر میں زمانوں یا دہروں یا حینوں میں روزہ دار رہوں تو ایسا ہے) اس صورت کے اندر حلف زمان، دہر اور حین سب کے شامل ہو گا اور حلف اٹھارہ ماہ سے متعلق قرار دیا جائے گا اور روزہ کے اندر استیعاب روزہ کی تکمیل کو شرط قرار دیا گیا ہے (شرح جامع کبیر للحصیری)، اگر کہے" ان صمت الشهر" (اگر میں اس ماہ روزے رکھوں) ......

.... تو تاوقتیکہ مہینہ بھر کے روزے نہ رکھے قسم توڑنے والا شمار نہ ہو گا (محیط) کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں ایک ماہ روزے نہ رکھوں تو میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے تو حلف ایک ماہ کے روزوں سے متعلق ہو گا خواہ وہ روزے لگاتار رکھے یا متفرق طور پر اور حلف سے متصل مہینہ ہی کی تعیین و تخصیص نہ ہو گی۔ لہٰذا اگر وہ ایک ماہ کے روزے رکھنے سے قبل موت کی آغوش میں سو گیا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر کہے" ان ترکت الصوم شهرا" (اگر میں ایک ماہ کے روزے چھوڑ دوں)، تو یہ قسم حلف سے متصل مہینہ سے متعلق قرار دی جائے گی اور تاوقتیکہ وہ مہینہ بھر روزے ہی نہ رکھے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ پس اگر وہ اس ماہ کے گزرنے سے قبل ایک روزہ یا ایک گھنٹہ کے لئے روزہ رکھ لے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہو گا (شرح جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص اضافت کے ساتھ اس طرح کہے کہ" ان ترکت صوم شهر" یا اس طرح کہے" ان صمت شهرا" (اگر میں مہینہ بھر روزے رکھوں) تو دونوں صورتوں میں یہ حلف عمر بھر سے متعلق ہو گا کہ وہ پوری عمر میں ایک ماہ کے روزے رکھ لے یا ایک ماہ کے روزے ترک کر دے (بحر الرائق)، کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ میری جانب سے ایک دن روزہ رکھ لے اور تو حلقہ غلامی سے آزاد ہے یا میری جانب سے دو رکعات نماز پڑھ اور تو نعمت آزادی سے ہمکنار ہے تو چاہے غلام اس کی جانب سے نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور روزہ رکھے یا نہ رکھے مگر اس کے آزاد ہو جانے کا حکم ہو گا۔ اگر غلام سے کہے کہ میری جانب سے ایک حج کر لے اور تو حلقہ غلامی سے آزاد ہے۔ اس صورت میں تاوقتیکہ وہ اس کی جانب سے حج نہ کر لے آزاد نہ ہونے کا حکم ہو گا۔ دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ حج کے اندر تو نیابت اور قائم مقامی کا نفاذ ہوتا ہے اور نماز روزہ میں قائم مقامی و نیابت (شرعاً) نافذ نہیں ہوتی (ظہیریہ)، کوئی شخص رمضان کے مہینہ کے روزے کوفہ میں نہ رکھنے کا حلف کرے تو اس کا حلف ماہ رمضان کے سارے روزے کوفہ میں رکھنے سے متعلق ہو گا۔ لہٰذا اگر وہ ایک روزہ کوفہ میں

رکھ کر کوفہ سے باہر چلا جائے یا کوفہ کے اندر بیماری کی حالت میں قیام رہے اور بیماری کے باعث کوئی روزہ نہ رکھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر کوفہ میں افطار نہ کرنے کا حلف کرے تو اس کا حلف عید الفطر کے دن کوفہ میں قیام سے متعلق شمار ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ عید الفطر کے دن کوفہ میں ہو تو خواہ وہ نہ کچھ کھائے نہ پئے مگر اس کی قسم ٹوٹ جائے گی (شرح تلخیص جامع کبیر)۔ کتاب کے اندر یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ اگر وہ شب سے ہی یوم فطر کے روزہ کی نیت کرلے اور کوئی چیز نہ کھائے تو کیا قسم ٹوٹ جائے گی اس کے بارے میں مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ درست قول کے مطابق اس کی قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ بہر صورت افطار سے مقصود فطر کے دن (کوفہ میں) داخل ہونا تھا اور وہ اس شکل میں بھی پایا گیا لہٰذا قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)۔ کوئی شخص فلاں کے پاس افطار نہ کرنے کا حلف کرے تو حلف حقیقتاً اس کے ہی پاس افطار کرنے سے متعلق ہوگا۔ پس اگر وہ اپنے مکان پر افطار کرکے فلاں شخص کے پاس جاکر عشاء کا کھانا کھائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص رمضان کے چاند کو کوفہ میں نہ دیکھنے کا حلف کرے تو اس کا حلف بوقت رویت ہلال کوفہ میں اس کے موجود ہونے سے متعلق ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ بوقت رویت ہلال کوفہ میں موجود ہو خواہ اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھے مگر اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا[۱] البتہ اگر وہ رویت ہلال اور افطار کے مسئلہ کے اندر اپنے الفاظ اضافت کے بغیر مطلق (بلاقید) رکھے یعنی مثلاً (یوں کہے کہ) افطار نہیں کروں گا یا ہلال رمضان نہیں دیکھوں گا تو اس شکل میں اس کا حلف حقیقتاً افطار کرنے اور اپنی آنکھ سے چاند دیکھ لینے سے متعلق ہوگا۔ نیز اگر وہ الفاظ مطلق استعمال نہ کرے بلکہ اضافت کے ساتھ کرے مگر نیت کوفہ میں حقیقتاً کھانے پینے کی کسی بھی شے سے افطار نہ کرنے کی کرلی ہو یا کوفہ کے اندر اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھنے کی کرلی ہو تو دونوں مسئلوں کے اندر اس کی اس نیت کی تصدیق کرنے کا حکم کیا جائے گا مگر ذرا سا فرق یہ ہے کہ رویت ہلال کے بارے میں اگر وہ حقیقتاً اپنی آنکھ ہی سے چاند دیکھنے کی نیت کرے تو قضاءً اور دیانتاً اس کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا۔ اس کے برعکس فطر (افطار) کے سلسلہ میں اگر وہ حقیقتاً افطار کی نیت کرے تو دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کرنے اور قضاءً تصدیق نہ کرنے کا حکم کیا جائے گا (شرح تلخیص جامع کبیر)۔ اگر وہ رویت ہلال کے وقت کوفہ میں ہو مگر اسے رویت ہلال کا علم نہ ہوا ہو تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ بعض فقہاء اس صورت میں قسم ٹوٹ جانے اور بعض نہ ٹوٹنے کا حکم فرماتے ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ میرا غلام حلقہ غلامی سے آزاد ہے اگر میں اس برس کوفہ میں قربانی کروں اس کے بعد وہ دس ذی الحجہ کو کوفہ میں موجود تو ہو لیکن قربانی نہ کرے تو قسم نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا اور اگر وہ یہ نیت کرے کہ قربانی کے دن وہ کوفہ ہی میں موجود ہو تو اس کا غلام حلقہ غلامی سے آزاد ہے اس شکل میں حلف کا مدار اس کی نیت پر ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)۔ کوئی عورت اپنے خاوند کو لڑکوں سے تعلق رکھنے اور لواطت کی بنا پر ملامت کرے اور خاوند حلف کرے کہ "لا یاتی حراماً" (وہ حرام کا ارتکاب نہیں کرے گا) اس کے بعد وہ بوسہ لے یا شہوت سے چھوئے تو قسم نہیں ٹوٹے گی البتہ

---

[۱] یعنی اسی صورت میں قسم ٹوٹے گی جبکہ وہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھ لے۔

اگر فرج (شرمگاہ) کے علاوہ کسی اور مقام پر صحبت کرے گا تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر وہ لڑکوں یا عورت کے ساتھ لواطت کا ارتکاب کرے تو فتویٰ اس قول پر ہے کہ اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ کوئی شخص زنا نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد لواطت کرے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا (جیز کردری) ایمان القدوری کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ حرام طریقہ سے وطی و صحبت کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اپنی بیوی سے بحالت حیض یا اس سے ظہار[1] کر چکنے کے بعد صحبت کرے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ بوقت حلف اس کی بھی نیت کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ کوئی عورت حلف کرے کہ واللہ میں نے حرام نہیں کیا۔ اور مقصود اس جملہ سے یہ ہو کہ زنا کو میں نے حرام قرار نہیں دیا بلکہ حرام قرار دینے والا اللہ عزوجل ہے در انحالیکہ ذکر کی گئی عورت سے زنا سرزد ہو چکا ہو تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر کوئی مرد اس طرح حلف کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی قسم کھائے تو اس صورت میں بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اور اگر وہ لفظ طلاق یا عتاق (آزادی) کے ساتھ ایسا حلف کرے تو دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کرنے اور قضاءً تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر حرام کا ارتکاب نہ کرنے کا حلف کرے تو یہ حلف زنا سے متعلق ہوگا۔ اور اگر حلف کرنے والا خصی یا مجبوب[2] ہو تو یہ حلف حرام طور پر بوسہ وغیرہ سے متعلق ہوگا۔ (ظہیریہ)۔

باب دہم

کپڑے زیب تن کرنے اور زیور وغیرہ کے حلف کا ذکر

کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر میں تیرے کاتے ہوئے سوت کو پہنوں تو وہ ہدی ہے اس کے بعد زوجہ ایسی روئی سے جو بوقت حلف خاوند کی ملک ہو سوت کاتے اور اس کاتے ہوئے سوت کا کپڑا وغیرہ خاوند پہنے تو متفقہ طور پر وہ ہدی شمار ہوگا۔ اور اگر یہ کتان یا روئی کا خاوند مالک نہ ہو یا مالک ہو لیکن زوجہ اس میں سے نہ کاتے بلکہ اس قسم کی روئی سے کاتے جسے خاوند نے حلف کے بعد خریدا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسے بھی ہدی قرار دینے کا حکم ہوگا (فتح القدیر) ہدی کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مکہ مکرمہ میں صدقہ کر دیا جائے (ہدایہ) کوئی شخص فلاں کا کاتا ہوا سوت نہ پہننے کا حلف کرے اور اس سے اس کی کوئی نیت نہ ہو اس کے بعد فلاں کے کاتے ہوئے سوت سے تیار شدہ ایک کپڑا پہن لے تو اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اور اگر وہ کپڑے وغیرہ کی نہیں بلکہ عین سوت کی نیت کرے تو کپڑا پہننے کی بنا پر قسم نہیں ٹوٹے گی اور ایسی شکل میں اس نے کسی طرح کی نیت نہ کی ہو وہ خالی سوت پہن لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ اگر وہ اس کے بھی نہ پہننے کی نیت کرلے تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط) کوئی شخص فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت کا کوئی بھی کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد ایسا کپڑا پہن لے جو فلاں

---

[1] ہو لغۃ مصدر ظاہر من امرأتہ اذا قال لہا انت علی کظہر امی وشرعاً تشبیہ المسلم زوجتہ او ما یعبر بہ عنہا جزء شایع منہا بمحرم علیہ تابیداً (در مختار صفحہ ۲۶۱ ج ۲)

[2] جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو۔

ذکر کی گئی عورت اور دوسری عورت کے کاتے ہوئے سوت سے بنا ہوا ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگرچہ دوسری عورت کا سوت مقدار کے اعتبار سے دسواں ہی حصہ کیوں نہ ہو۔ اور چاہے ان دونوں کا سوت مخلوط ہو یا ہر ایک کا جدا جدا ایک جانب ہو۔ یہ اسی طرح ہے جیسے یوں حلف کرے کہ فلاں کا کپڑا ازیب تن نہیں کرونگا۔ اس کے بعد ایسا کپڑا ازیب تن کرے جو فلاں ذکر کئے گئے شخص اور دوسرے میں مشترک ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر فلاں بنے ہوئے میں سے نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد ایسا کپڑا ازیب تن کرے جسے فلاں نے کسی اور شخص کے ساتھ مل کر بنا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر فلاں کا خود بنا ہوا کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد ایسا کپڑا پہن لے جسے فلاں نے کسی دوسرے کے ساتھ مل کر بنا ہو۔ اس صورت میں اگر اس طرح کا کپڑا ہو کہ اسے ایک ہی آدمی بن لیتا ہو مگر اسے بجائے ایک کے دو آدمیوں نے بنا ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر اس طرح کا کپڑا ہو کہ اسے دو ہی آدمی بنتے ہوں تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اگر فلاں عورت کے ہاتھ کا کتا ہوا نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت کا ایسا کپڑا جس کے اندر دوسری عورت کا کاتا ہوا سوت بھی شامل ہو پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی خواہ فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت کا اس میں ایک ہی تار شامل ہو (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص فلاں کے کاتے ہوئے میں سے کوئی کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کے غلاموں کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا ازیب تن کرے اس صورت میں اگر فلاں شخص خود بنائی کا کام کیا کرتا ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر خود نہ کرتا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (ایضاح) کوئی شخص فلاں کا کاتا ہوا کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد ایک ایسا کپڑا پہنے جسے فلاں شخص کا تے ہوئے سوت اور روئی سے بنا ہو اور وہی شخص بوقت حلف اس کا مالک ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اسی طریقہ سے اگر وہ بوقت حلف اس سوت کا مالک ہو جس کا کپڑا زیب تن کیا ہو[1] تب بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ کوئی شخص فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت سے نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد ایسا کپڑا زیب تن کرے جسے فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت سی لیا گیا ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقہ سے اگر ایسے کپڑے کو زیب تن کرے جس میں فلاں عورت کے سوت کا سلکہ ہو تب بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اس کے کاتے ہوئے سوت کا ازار بند ہونے کی شکل میں امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور امام محمدؒ کے نزدیک قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگر اس کے کاتے ہوئے سوت کی گھنڈی[2] یا تکمہ[3] ہو تو پہننے کے حلف کی صورت میں قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر لبنہ[4] اس کے کاتے ہوئے سوت کی ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ زلق کا بھی یہی حکم ہوگا۔ رقعہ[5] جسے بزبان فارسی سیا نتین کہتے ہیں بعض فقہا کے نزدیک اس کا بھی یہی حکم ہوگا جبکہ وہ فلاں عورت ہی کے سوت سے کاتا ہوا ہو۔ امامؒ سے منقول ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی۔ رقعہ کی شکل میں جبکہ قسم ٹوٹ جائے گی تو لبنہ اور زلق کی صورت میں بھی قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا۔ جیب پر لگائے جانے والا رقعہ بھی اسی حکم میں داخل ہوگا۔ اگر وہ اس کے کاتے ہوئے سوت میں تقریباً دو بالشت کا ٹکڑا لے کر اپنی شرمگاہ پر رکھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر وہ عورت کے کاتے ہوئے سوت کی ٹوپی یا شبکہ[6] جسے بزبان فارسی کلو تنہ کہتے ہیں اوڑھ لے تو قسم

[1] بلکہ بعد میں مالک ہوا ہو [2] ایک طرح کی گھنڈی [3] گریبان کا تکمہ [4] پیوند یا کپڑے کا ایک ٹکڑا [5] ایک نوع کی ٹوپی۔

ٹوٹ جائے گی۔ اور موزے بھی اسی حکم میں داخل ہوں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت سے بُنے ہوئے کسی بھی کپڑے کے نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کپڑے میں سے تھوڑا سا حصہ کاٹ کر پہن لے اس صورت میں اگر وہ بقدر چادر یا تہبند کے ہو تو قسم ٹوٹنے ورنہ نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اسے کاٹ کر اس کا پاجامہ بنا کر پہن لے تو قسم توڑنے والا قرار دیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر عورت کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد اوڑھنی یا مقنعہ[51] (برقع) پہن لے تو تاوقتیکہ یہ بقدر تہبند کے نہ ہو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور بقدر تہبند کے ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگرچہ اس کے ذریعہ (کامل) ستر عورت ممکن نہ ہو۔ اسی طریقے سے اگر حلف کرنے والا عمامہ باندھ لے تو تاوقتیکہ اس کے پیچ بقدر تہبند یا چادر کے نہ ہوں قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر اتنا ہو کہ اس میں سے قمیص یا پاجامہ بن سکتا ہو تب بھی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (ایضاح)۔ اگر بوقت حلف وہ لفظ کپڑا نہ کہے اس کے بعد ذکر کی گئی عورت کے سوت کا عمامہ باندھے تو قسم ٹوٹ جائے گی اگر فلاں عورت کے سوت سے نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد سوت سے کاتے ہوئے کپڑے کو زیر ناف تک پہنچائے اور ابھی تک اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آستینوں میں داخل نہ کیا ہو اور اس کے پیر ابھی تک اس (کپڑے) کے نیچے ہوں (اور اندر داخل نہ کئے ہوں)، تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر پائجامہ یا موزے نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد اپنی ٹانگ پائجامہ میں داخل کرے یا ایک پیر موزے میں داخل کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر یہ کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد یہ کپڑا اس کے سونے کی حالت میں اسکے اوپر ڈالدیا جائے اور اسکے سونے کی حالت میں اسکے اوپر سے اتار لیا جائے تو فقیہ بلخیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اور فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ یہ از روئے قیاس ہے۔ اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اگر اس کی نیند کی حالت میں اس کے اوپر ڈال دیا جائے اور وہ نیند سے بیدار ہو تو اسے اتار کر پھینک دے تب بھی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر اتار کر نہ پھینکے بلکہ اپنے اوپر پڑا رہنے دے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر نبیذ[52] (یا نشہ آور مشروب) سے ہوشیار ہونے اور مخصوص کیفیت کے دور ہونے کے بعد اس کے اوپر ڈال دیا جائے تو خواہ وہ ڈالنے سے آگاہ ہو یا نہ ہو بہر صورت قسم ٹوٹ جائے گی۔ شیخ ابو نصرؒ اسی طرح فرماتے ہیں (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت سے کوئی کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد فلاں ذکر کی گئی عورت اور ایک عورت کے مل کر کاتے ہوئے سوت سے ایک کپڑا بُنا جائے مگر دوسری عورت کا کاتا ہوا سوت اس تھان کے شروع یا آخر میں ہو پھر اس جگہ اس کے سوت کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے یعنی کپڑے کو جدا کر کے باقی ماندہ کپڑا جو محض فلاں عورت ہی کے کاتے ہوئے سوت کا ہو پہنے۔ اس صورت میں اگر وہ بقدر تہبند یا چادر کے ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور تہبند یا چادر کے بقدر نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اس کا پاجامہ بنا کر پہن لے تب بھی قسم توڑنے والا قرار دیا جائے گا۔ اور اگر اس کپڑے میں سے دوسری عورت کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا الگ نہ کرے بلکہ مع اس کے پہن لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (محیط) کوئی شخص فلاں

---

۵۱ برقع

۵۲ غیر نشہ آور شیریں مشروب

عورت کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت سے بنا ہوا کمبل اوڑھ لے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگرچہ صوف کا بنا ہوا کیوں نہ ہو۔ (محیط سرخسی) کوئی شخص کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے تو اس کا حلف ہر ایسے کپڑے سے متعلق ہوگا جو ستر عورت کے قابل[1] ہو اور اس کو استعمال کر لینے پر نماز درست ہو جاتی ہو۔ یہاں تک اگر ٹاٹ یا بساط (فرش) یا طنفسہ (ایک طرح کا فرش) اوڑھ لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر خز کی چادر یا طیلسان (عبادہ) اوڑھ لے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ کیونکہ ان کا شمار بھی پہننے والی چیزوں میں ہوتا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر پوستین پہن لے تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر ٹوپی اوڑھ لے تو قسم نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا (محیط) جرابوں، موزوں، بوریا اور کھال کا بھی یہی حکم ہوگا (تاتارخانیہ) اگر کسی مخصوص کپڑے کے نہ پہننے حلف کرے۔ اس کے بعد اس کپڑے کا آدھے سے زیادہ حصہ پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی (مبسوط)، کوئی شخص پاجامہ نہ پہننے کا حلف کرے۔ پھر کسی لانبے قد کے آدمی کا کپڑا پہن لے جو اس کے لئے سراویل (پاجامہ) کے قائم مقام ہو جائے اور یہ کپڑا سراویل ہی کے قاعدہ و طرز سے تراشا ہوا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد پستہ آدمی کا سراویل پہن لے اور وہ اس کے لئے ثیاب[2] (کپڑے) کے قائم مقام ہو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط سرخسی)، خلاصہ کے اندر لکھا ہوا ہے کہ جو کپڑا ستر عورت کے قابل نہ ہو اسے ثوب (لباس) نہیں کہتے (تاتارخانیہ)، کوئی شخص قمیص نہ پہننے کا حلف کرے۔ پھر بغیر آستینوں والا قمیص پہن لے اور بوقت حلف اس کی کوئی مخصوص نیت نہ ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط)، ملتقط کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد اسے جبراً وہ پہنا دیا جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر اتارنے پر قدرت کے باوجود نہ اتارے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ) کوئی شخص قمیص نہ پہننے کا حلف کرے تو اس کا حلف عادت کے مطابق قمیص پہننے سے ہوگا اور گریبان سے سر کے نکلنے کے بعد اکثر (حصہ قمیص) کا اعتبار کریں گے۔ (عتابیہ) کوئی شخص سراویل یا قمیص نہ پہننے یا چادر نہ اوڑھنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد چادر یا قمیص یا سراویل کی لنگی باندھ لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقہ سے اگر ان میں سے کسی کا عمامہ باندھ لے تب بھی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اگر یہ سراویل یا یہ قمیص یا یہ چادر نہ پہننے کا حلف کرے ———— تو خواہ چادر کو بطور لنگی استعمال کرے یا قمیص کو بطور چادر یا نہاتے وقت قمیص کو سر سے باندھ لے بہر صورت قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص عمامہ نہ پہننے (باندھنے) کا حلف کرے پھر اسے اپنے کاندھے پر ڈال لے تب بھی قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ کوئی شخص دو قمیصیں (بیک وقت) نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد ایک قمیص پہن کر اتار دے پھر دوسری پہن لے اور وہ دونوں بیک وقت نہ پہنے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص کہے کہ واللہ ان دونوں قمیصوں کو زیب تن نہیں کروں گا۔ اس کے بعد ایک قمیص دوسری پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ کیونکہ اس شکل میں حلف عین قمیص سے متعلق ہوگا۔ لہٰذا اس کے اندر نام کا اعتبار ہوگا۔ عادت کے مطابق

۱؎ یعنی جتنے حصہ کا چھپانا شرعاً واجب ہے اتنا حصۂ بدن چھپایا جا سکے۔ ۲؎ ایسا کپڑا جو کسی خاص وضع پر کٹا ہوا نہ ہو مثلاً اسے کرتہ یا پاجامہ کے طرز پر نہ کاٹا گیا ہو۔

پہننے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (بدائع) کوئی شخص فلاں کو نہ پہنانے کا حلف کرے۔ اس کے بعد عاریتاً کچھ روز کے لئے مانگا ہوا، کوئی کپڑا دیدے یا اس کے موت کی آغوش میں سو جانے اس کے بعد اس کو کفن دیدے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔......... البتہ اس شکل میں قسم ٹوٹ جائے گی جبکہ وہ پہنانے سے مالک بنا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ ستر پوشی کی نیت کرے۔ کوئی شخص یہ حلف کرے کہ یہ کپڑا زیب تن نہیں کروں گا حتی کہ مجھے فلاں شخص اجازت عطا کر دے اس کے بعد فلاں شخص موت سے ہمکنار ہو جائے تو قسم کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا اگر ایسے ہی یہ کہ فلاں شخص مجھکو اجازت عطا کر دے۔ اس کے بعد فلاں شخص اسے ایک بار اجازت عطا کر دے تو اس حلف کے پورا ہو جانے کا حکم ہوگا (سراجیہ) کوئی شخص اپنی زوجہ کے کاتے ہوئے سوت کے نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد ایسی قبا پہن لے جس کا ابرہ اس کی بیوی کے کاتے ہوئے سوت کا اور استر کسی اور عورت کے کاتے ہوئے سوت کا ہو تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص فلاں کو کپڑا نہ پہنانے کا حلف کرے۔ اس کے بعد فلاں کو دراہم عطا کرے اور وہ کپڑا خرید کر زیب تن کر لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اسے پہننے کی خاطر کپڑا بھیجدے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ دینے کی نیت کرے تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹے گی (مبسوط) امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ کوئی شخص سیاہ نہ پہننے کا حلف کرے تو یہ حلف مخصوص طور پر کپڑوں ہی سے متعلق ہوگا۔ اگر وہ سیاہ ٹوپی اوڑھ لے یا موزے یا جوتے یا پوستین پہن لے تو قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) کوئی شخص کسی بھی سیاہ چیز کے نہ پہننے کا حلف کرے تو سیاہ ٹوپی اور سیاہ پوستین اور سیاہ موزے وغیرہ پہننے سے قسم ٹوٹ جائے گی (خزانۃ المفتین) کوئی شخص حریر (ریشم) نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد مصمت پہن لے تو بانا معتبر قرار دیا جائے گا تانے کا اعتبار نہ ہوگا۔ کوئی شخص روئی نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد روئی کا کپڑا پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر ایسی قبا (شیروانی) جس کا بانا روئی کا نہ ہو اور اس کے اندر روئی بھری ہوئی ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی جبکہ اس کی بھی نیت کر لی ہو (ایضاح) کوئی شخص ریشم نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد ایسا کپڑا زیب تن کرے کہ اس کا بانا تو خز کا ہو اور تانا ریشم کا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر کتان کے کپڑے کے نہ پہننے کا حلف کرے پھر ایسا کپڑا پہنے جس میں کتان اور روئی کی ملاوٹ ہو تو چاہے کتان کا تانا ہو یا بانا ہو بہر صورت قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص ریشمی کپڑا نہ پہننے کا حلف کرے اسکے بعد ایسا کپڑا پہنے جس میں ریشم اور روئی مخلوط ہو۔ اس صورت میں اگر ریشم کا بانا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط) کوئی شخص خز نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد خالص خز کا کپڑا زیب تن کرے یا ایسا کپڑا ہو کہ اس میں ریشم یا روئی کا تار ہو اور بانا خز کا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی اگر حلف کرے کہ خز کا ایسا کپڑا زیب تن نہ کروں گا جس کے سوت کو فلاں عورت نے کاتا ہو۔ اس کے بعد ایسا کپڑا زیب تن کرے جس کا تانا ریشم کا اور بانا خز کا ہو اور اسے فلاں ذکر کی گئی عورت نے کاتا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر صوف (اون) کی طیلسان نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس قسم کی طیلسان اوڑھے جس کا بانا تو صوف کا ہو اور تانا ریشم یا روئی کا ہو تو اپنی قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ طیلسان کو اور کپڑوں کے مشابہ قرار نہیں دیا جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) منتقی کے اندر بحوالہ ہشامؒ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ حلف کرے کہ اس کپڑے کی دو قمیصیں کٹواؤں گا اس کے بعد محض ایک قمیص کٹوائے اور اس کے بعد سلائی ادھیڑ کر اسے از سر نو سلوائے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر دو قمیصیں سلوانے کا حلف کرے تو ذکر کی گئی شکل میں قسم نہیں ٹوٹے گی اگر اس کپڑے کی دو قمیصیں کٹوانے کا حلف کرے۔ اس کے بعد محض ایک قمیص کٹوا کر سلوا لے اس کے بعد اسے

۱؎ ایسا کپڑا جسمیں ریشم اور سوت کی آمیزش ہو ۲؎ ایک قسم کا موٹی کپڑا ۳؎ ایک طرح کا ریشم ۴؎ ایک قسم کی چادر۔

ادھیڑ کر دوسری وضع کی قمیص کو بنالے تو فرماتے ہیں کہ قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی) کوئی شخص ایک قمیص کے متعلق حلف کرے کہ وہ اس میں قباء اور سراویل بنوائے گا۔ پھر اس قمیص کی قبا بنوا کر پہن لے یا نہ پہنے۔ اس کے بعد قباء کو ادھیڑ کر سراویل بنوائے تو اس کی قسم اسی وقت ٹوٹ گئی تھی جبکہ اس نے قمیص بنوائی تھی۔ زیادات کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شخص یہ حلف کرے کہ اگر میں اس کپڑے کی قباء اور سراویل نہ بنواؤں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے درانحالیکہ اس کی اس جملہ سے کوئی مخصوص نیت نہ ہو اس کے بعد سارے کپڑے کی محض قبا بنوا کر سلوالے۔ اس کے بعد قباء کو ناقص قرار دے کر اس قباء کا سراویل سلوالے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ اگر اس کا منشا یہ ہو کہ جیسا بھی کپڑا ہے اس میں سے بعض کا سراویل اور بعض کی قبا تیار کراؤں گا تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا (بدائع)۔ کوئی شخص اس قمیص کو نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد اسے ادھیڑ کر از سر نو قمیص سلوا کر پہن لے تو قدوری نے بیان کیا ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح نوادر کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ قباء اور جبہ کا بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ سلائی ادھیڑنے کی بناء پر قبا اور جبہ کا نام سرے سے ختم نہیں ہوتا بلکہ کہتے ہیں کہ یہ ادھیڑی گئی قمیص ہے اسی طریقہ سے اگر اس کشتی پر سوار نہ ہونے کا حلف کرے اس کے بعد اس کشتی کو توڑ کر اس کے تختے الگ کر دیئے جائیں اس کے بعد از سر نو ان تختوں سے کشتی تیار کی جائے اور اس کشتی میں سوار ہو تو نوادر کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور جامع میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کیونکہ اس صورت میں بعینہٖ وہی کشتی وہی قبا باقی نہ رہے گی بلکہ نئے سرے سے بنی ہوئی کشتی، قمیص اور قباء ہوگی۔ کوئی شخص یہ جبہ نہ پہننے کا حلف کرے اور اس کے اندر چھال وغیرہ بھر دی جائے اور پھر وہ اسے پہنے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اسی طریقہ سے اگر استر دار جبہ ہو اور وہ استر نکلوا کر دوسرا استر لگالے اس کے بعد پہنے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا کیونکہ چھال اور استر کی تبدیلی سے جبہ کا نام ختم نہیں ہوگا بلکہ بدستور اسے جبہ ہی کہا جائے گا۔ کوئی شخص اس بچھونے پر نہ سونے کا حلف کرے اس کے بعد اس کے اندر جو کچھ بھرا ہوا ہو (مثلاً روئی بھری ہوئی ہو) اسے نکال دے اور پھر اس بستر پر سو جائے تو مشائخ فرماتے ہیں کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ سونے کے لئے استعمال کیا جانے والا بستر بغیر حشو (بھراؤ) کے نہیں ہوتا۔ اگر بستر میں بھری ہوئی چیز نکال کر اس کے اوپر سو جائے خواہ وہ صوف ہو یا روئی تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ محض اس بھری ہوئی شے کو بستر نہیں کہا جاتا (فتاویٰ قاضی خاں)۔ کوئی عورت حلف کرے کہ یہ مقنعہ[1] زیب تن نہیں کروں گی۔ اس کے بعد اس سے نمازیوں کا نشان بنالیا جائے پھر وہ نشان ختم کر کے اسی عورت کو لوٹا دیا جائے اور عورت اس کا مقنعہ بنالے تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (خزانۃ المفتین) جامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر عورت یہ حلف کرے کہ یہ ملحفہ[2] زیب تن نہیں کروں گی۔ اس کے بعد اس کی دونوں جانبیں سی کر درع (قمیص) کی شکل دیدی جائے اور اگر گریبان و آستینیں بنادی جائیں۔ پھر اسے عورت پہن لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر اس کی دونوں جانبیں جنھیں ملا کر سیا گیا ہو توڑ دی جائیں اور دونوں آستینوں اور گریبان کو اس میں سے نکال کر پھر اسے پہنے تو قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ دوبارہ اس کا نام ملحفہ قرار پانا کسی نئی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ یہ نام پہلے ہی سے اس کی ذات سے متعلق تھا۔ اس کے برعکس اگر ملحفہ کو کاٹ کر اس کی قمیص سلوالی گئی ہو۔ اس کے بعد سلائی اور سیون ترتیب ختم کر کے اور توڑ کر ٹکڑوں کو از سر نو اس طریقہ سے جوڑا جائے کہ وہ ملحفہ بن جائے اور اسے عورت پہن لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ قدوری کے اندر ہے کہ اگر خز کے ایک معین ٹکڑے کو نہ

---

[1] ہمارے عرف کے لحاظ سے اس صورت میں بھی قسم ٹوٹ جائیگی [2] سر پر ڈالنے کی اوڑھنی [3] چادر، اوپر کا لباس

پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اسے نوچ کر کات لیا جائے اور (گویا اسے) دوسرا ٹکڑا بنا دیا جائے۔ پھر اسے پہنے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص اس بساط پر نہ بیٹھنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کی دونوں طرفوں کو ملا کر سی لے اور اس کا خرج اس پر بیٹھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اس کے بعد اگر سیون توڑ کر اس کا بساط بنا دے تو اس کے اوپر بیٹھنے پر قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر بیچ میں سے کاٹ کر دو خرج بنا لے اس کے بعد ان کی سیون توڑ کر کٹے ہوئے حصہ کو سی کر بساط بنا دے تو اگرچہ اسے دوبارہ بھی بساط ہی کہا جائے گا مگر اس پر بیٹھنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ ہمارے مشائخ (فقہاء) کے نزدیک یہ حکم اسی شکل میں ہوگا جبکہ دونوں خرج ایسے ہوں کہ اگر انھیں الگ الگ کر دیا جائے تو تنہا کسی ایک کو بھی بساط نہ کہا جا سکے۔ اور اگر ان میں سے ہر ایک کو بساط کہا جا سکتا ہو اور ایسی حالت میں دونوں کو ادھیڑنے کے بعد ایک کو دوسرے میں سی کر اس کے اوپر بیٹھے گا تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (محیط)، کوئی شخص زمین پر نہ بیٹھنے کا حلف کرے تو اس صورت میں قسم توڑنے والا شمار ہوگا جبکہ اس کے اور زمین کے درمیان بجز اس کے کپڑوں کے اور کوئی چیز حائل نہ ہو اور اگر اس کے اور زمین کے بیچ میں کوئی بوریا، یا چٹائی یا کرسی یا فرش وغیرہ حائل ہو تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ کوئی شخص اس فرش اس بچھونے (بستر) یا اس چٹائی پر نہ بیٹھنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کے اوپر اس جیسا دوسرا بوریا وغیرہ بچھا دے اور اس کے اوپر بیٹھے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (بدائع)، کوئی شخص اس بستر پر نہ سونے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کے اوپر اس جیسا دوسرا بستر بچھا دیا جائے اور اس کے اوپر سو جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (بحر الرائق) کوئی شخص اس بستر پر نہ سونے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کے اوپر پلنگ پوش بچھا کر سو جائے تو متفقہ طور پر قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص اس تخت یا اس دوکان پر نہ بیٹھنے کا حلف کرے یا اس چھت پر نہ سونے کا حلف کرے پھر اس پر ایک مصلیٰ یا فرش یا بستر بچھا کر اس کے اوپر بیٹھے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر تخت کے اوپر کوئی اور تخت یا دوکان کے اوپر دوسری چھت بنا دی جائے اور اس کے اوپر بیٹھے یا سوئے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (بدائع)، کوئی شخص زیور نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور موتیوں کی غیر مرصع لڑی پہن لے تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قسم ٹوٹ جانے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قسم نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور مرصع ہونے کی صورت میں متفقہ طور پر تینوں ائمہ کے نزدیک قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا۔ زبرجد اور زمرد کی لڑی غیر مرصع ہو تو اس کے اندر بھی اسی قسم کا اختلاف ہے۔ ہمارے دیار کے عرف کے لحاظ سے امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول عرف کے قریب ہے لہٰذا انہی کے قول کے مطابق فتویٰ دیں گے کیونکہ ہمارے دیار میں غیر مرصع (غیر جڑاؤ) زیور پہننے کا عادتاً رواج ہے۔ اگر پازیب یا جھانجن یا کنگن پہنے تو چاہے وہ سونے کے ہوں یا چاندی کے ہوں تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (کافی) اگر عورت زیور نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد چاندی کی انگوٹھی پہن لے تو ظاہر الروایت کے مطابق قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مشائخ (فقہاء) کے نزدیک یہ حکم اس شکل میں ہے جبکہ انگوٹھی مردانہ وضع کی بنائی گئی ہو اور اگر عورتوں ہی کی وضع کی ہو یعنی نگینہ دار تو زیادہ صحیح قول کے مطابق قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (محیط)، بادشاہوں کے تاج کا شمار زیور میں نہیں ہوتا اور عورتوں کے تاج کا شمار زیور میں ہوتا ہے۔ کنگن اور کنٹھا (گلوبند) کا شمار زیور میں ہوتا ہے (تمرتاشی)، کوئی عورت مکعب[3] نہ پہننے کا حلف کرے پھر وہ لالک[4] پہن لے اس صورت میں اگر عرف و عادت کے اعتبار سے

---

[1] بچھونا، فرش [2] بکرت، حصہ
[3] و [4] پازیب

لوگ لالک کو مکعب کہتے ہوں تو قسم ٹوٹنے اور ورنہ قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا (محیط) کوئی شخص زیور نہ پہننے کا حلف کرے پھر منقش تلوار[1] یا منقش پٹکا باندھ لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اس حلف کا تعلق عورتوں کے زیور سے ہوگا (فتاوی قاضی خاں) کوئی شخص کرتہ نہ پہننے کا حلف کرے اور اس سے اس کی کوئی مخصوص نیت نہ ہو پھر وہ لوہے کا کرتہ (زرہ) یا عورت کا کرتہ پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر وہ ان دونوں میں سے ایک کے نہ پہننے کی نیت کرے تو دوسرے کے پہننے پر قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط سرخسی) کوئی شخص ہتھیار نہ پہننے کا حلف کرے اس کے بعد تلوار لٹکالے یا بازو پر ڈھال یا کمان لٹکالے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بزبان فارسی اس طرح حلف کرے "سلاح نہ پوشم" (ہتھیار نہ پہنوں گا) تو ان چیزوں کے لٹکا لینے (یا پہننے) کی بنا پر قسم ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا لوہے کی زرہ پہننے پر قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (محیط) لباس کے سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ تہبند سے کم کپڑے کو ثوب نہیں کہا جاتا اور لفظ سلاح (ہتھیار) کا اطلاق زرہ، تلوار اور کمان پر ہوتا ہے چھری اور بغیر ڈھلے لوہے کو سلاح نہیں کہتے[2] (عتابیہ)

باب یازدہم[11]

زدوکوب اور قتل وغیرہ کے حلف کا ذکر

کوئی شخص فلاں کو زدوکوب نہ کرنے کا حلف کرے اور اس کے موت کی آغوش میں سو جانے کے بعد اسے زدوکوب کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (شرح طحاوی) کوئی شخص اپنے غلام کو زدوکوب نہ کرنے کا حلف کرے پھر کسی اور شخص کے غلام کو زدوکوب کرنے کا حلف کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر حلف کرنے والا یہ کہے کہ میری نیت یہ تھی کہ اپنے ہاتھ سے زدوکوب نہیں کروں گا تو اس کے قول کی تصدیق کرنے اور قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا کوئی شخص کسی آزاد شخص کو زدوکوب نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد ایک دوسرے شخص کو حکم کرے اور وہ اسے زدوکوب کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ اگر حلف کرنے والا بادشاہ یا قاضی[3] ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی (ظہیریہ) کوئی شخص اپنے بیٹے کو نہ مارنے کا حلف کرے اس کے بعد کسی اور شخص کو حکم دے اور وہ اس کو زدوکوب کرے تو باپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (محیط) زید اپنے غلام کے سو کوڑے مارنے کا حلف کرے درانحالیکہ اس جملہ سے اس کی کوئی خاص نیت نہ ہو اس کے بعد اس کے سو کوڑے آہستہ آہستہ مارے تو حلف میں سچا قرار دیا جائے گا۔ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس طرح مارنے کی شکل میں ہے کہ اسے مارنے کی بنا پر کچھ اذیت و تکلیف محسوس ہو اور اگر اس قدر آہستہ مارے کہ وہ کوئی تکلیف محسوس نہ کرے تو قسم میں سچا شمار نہ ہوگا۔ اگر دو شاخوں (دو حصوں) والے کوڑے سے پچاس کوڑے لگائے اور ہر مرتبہ کوڑے کے دونوں حصے اس کے بدن پر لگتے ہوں تو حلف میں سچا شمار ہوگا اور اگر ان کوڑوں کو یکجا کر کے ان کے عرض (چوڑے حصہ) سے ایک ضرب یا ضربیں لگائے تو حلف میں سچا شمار نہ ہوگا اور ان کے سروں پر مارنے کی صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اگر وہ مارنے سے قبل کوڑے کے دونوں سرے برابر کر دے اور مارنے پر ہر کوڑے کا سرا اس کے جسم پر لگا ہو تو وہ اپنے حلف میں سچا قرار دیا جائے گا اور اگر ایک سرا دوسرے سرے میں پیوست ہو گیا اور مل گیا ہو تو کوڑے کا جتنا حصہ بدن پر لگے گا اس لحاظ سے سچا شمار ہوگا اور جتنا حصہ ایک سرے میں

۱؎ جس میں سونے یا چاندی کے نقش و نگار ہوں ۲؎ یہ تفصیل محض عربی زبان کے لحاظ سے ہے ۳؎ یعنی بلحاظ مرتبہ و عہدہ ایسا شخص ہو جو اپنے ہاتھ سے زدوکوب نہیں کیا کرتا بلکہ دوسرے کو مارنے کا حکم دیتا ہو۔

پیوست ہو گا اتنے حصہ کے اعتبار سے سچا شمار نہ ہوگا۔ عام مشائخ (فقہاء) یہی فرماتے ہیں۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (ذخیرہ)، کوئی شخص اپنی کم سن لڑکی کے بیس کوڑے مارنے کا حلف کرے تو حلف میں سچا ہونے کی شکل یہ ہے کہ اپنی کمسن لڑکی کے بیس قمچیاں (پتلی سی لکڑی) مار دے (ظہیریہ)، کوئی شخص کہے کہ واللہ اگر میں فلاں شخص کو پکڑ لوں تو اس کے سو کوڑے ماروں۔ اس کے بعد اسے پکڑ کر اس کے ایک کوڑا یا دو کوڑے مار دے تو فرماتے ہیں کہ فوری طور پر اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یہ قسم ہمیشہ باقی رہے گی اور مرنے کے وقت تک سو کوڑوں کی تعداد پوری کرلے گا اور سو کوڑے مار دے گا تو اس وقت قسم ٹوٹنے کا حکم ہوگا (ذخیرہ)، کوئی شخص اپنی زوجہ کو نہ مارنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد چٹکی سے نوچ لے یا دانت سے کاٹ لے یا گلے کو گھونٹ دے یا بالوں کو پکڑ کر کھینچ دے اور اس کی وجہ سے اس کو اذیت پہونچے تو اپنی قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ مشائخ (فقہاء) کے نزدیک یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ یہ حرکات مذاق و تفریح کے طور پر نہ کی گئی ہوں۔ اور مذاق و تفریح و دل لگی کے طور پر کی گئی ہوں تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر اس کا سر اپنے سر سے ٹکرا دے اور اس کے سر سے خون نکل آئے لیکن یہ حرکت بطور تفریح و مذاق کی ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ حکم بزبان عربی قسم کھانے کی شکل میں ہے۔ اگر بزبان فارسی ہو تو ان تمام شکلوں میں قسم نہیں ٹوٹے گی۔ درست قول کے مطابق اگر غصہ و غضب میں ایسا کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اس کے بال اکھاڑنے کی صورت میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ صحیح قول کے مطابق اگر غصہ میں ایسا کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اسے اس طرح دھکا دے اور ہٹائے کہ اس کے جسم کو کوئی اذیت نہ پہنچے تو قسم نہیں ٹوٹیگی (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی عربی شخص بزبان فارسی اپنی زوجہ کو نہ مارنے کا حلف کرے تو اس سے پوچھا جائے گا کہ اس سے اس کی کیا نیت ہے۔ اگر وہ ضرب مراد لے اور اس نے بجائے ضرب کے لفظ "زدن" (مارنا) کہدیا ہو تو اس کا حکم عربی میں حلف کرنے کا سا ہوگا اور اگر اس کی مراد وہی ہو جو بزبان فارسی اس لفظ سے مراد لیتے ہیں تو اس کا حکم فارسی میں حلف کرنے کا سا ہوگا۔ اور اگر اس کی مراد کا علم نہ ہو تو اس وقت جس زبان میں بھی حلف کیا ہو اسی کے مطابق حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی فارسی شخص بزبان عربی حلف کرے تب بھی اسی تفصیل کے مطابق ہوگا (ذخیرہ)، کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر میں تجھکو زدوکوب کروں تو تو طلاق والی ہے۔ اس کے بعد اس عورت کی باندی کو زدوکوب کرے جس میں (جھڑلنے وغیرہ کی بناپر) اس کے بھی چوٹ لگ جائے تو مجموع النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ شیخ ظہیر الدین مرغینانیؒ بھی اسی قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ بعض فقہاء کے نزدیک اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اپنے فتاویٰ کے اندر بقالیؒ بھی اسی طرح ذکر فرماتے ہیں۔ اسی قول کو زیادہ ظاہر اور (صحت کے) زیادہ مشابہ قرار دیا گیا ہے کوئی شخص اپنی زوجہ کو زدوکوب نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد وہ اپنا کپڑا جھاڑنے لگے اور زوجہ کی آنکھ میں لگ جائے اور آنکھ میں اس کے باعث درد ہو جائے تو فتاویٰ ابو اللیثؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (محیط)، کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ "ان لم اضربك حتی اتركك لاحية ولا میتة فعبدی حر" (اگر میں تجھکو اتنا نہ ماروں کہ تو ادھ مری ہو جائے تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے)، تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ یہ حلف سخت دردناک طریقے مارنے سے متعلق ہوگا لہٰذا اگر وہ ایسا ہی کرے تو اپنے حلف میں سچا قرار دیا جائیگا۔ کوئی شخص حلف کرے کہ اپنے غلام کو کوڑوں کے ذریعہ اتنا زدوکوب کرونگا کہ موت کی آغوش میں سو جائے یا قتل ہو جائے تو اس سے مراد سخت زدوکوب کرنا لیا جائیگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی شخص حلف کرے کہ اسے اتنا زدوکوب کروں گا کہ وہ بے ہوش ہو جائے یا موت کی آغوش میں سو جائے یا رونے لگے یا دہائی دینے اور واویلا کرنے لگے تو تاوقتیکہ حقیقتاً یہ باتیں نہ پائی جائیں اپنے حلف میں سچا شمار نہ ہوگا

(محیط سرخسی)، کوئی شخص حلف کرے کہ اس تلوار کی ضرب اس وقت تک لگاؤں گا کہ موت کی آغوش میں سو جائے تو تاوقتیکہ وہ تلوار کی ضربوں سے مر نہ جائے حلف میں سچا قرار نہیں دیا جائے گا (خلاصہ) کوئی شخص حلف کرے کہ واللہ میں تجھکو تلوار سے ماروں گا درانحالیکہ اس کی کوئی نیت نہ ہو اس کے بعد اسے تلوار کے عرض (بغیر دھار والے چوڑے حصہ) سے مارے تو اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا اور اگر دھار سے مارنے کی نیت کرے تو حلف دھار کے ذریعہ مارنے سے متعلق ہوگا۔ اور اسے نیام سے مارے گا تو اپنے حلف میں سچا شمار نہ ہوگا اور اگر تلوار کی نیام اس کی دھار کے ذریعہ کٹ کر تلوار کی دھار باہر نکل آئے اور حلف کرنے والا اس حلف کئے شخص کو زخمی کر دے تو اپنے حلف میں سچا قرار قرار دیا جائے گا۔ کوئی شخص فلاں کو تیر سے نہ مارنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اسے تیر کے بنیٹ (موٹا حصہ) سے مارے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ذخیرہ)، کوئی شخص حلف کرے کہ میں تجھکو تلوار یا کوڑے کے ذریعہ نہیں ماروں گا۔ اس کے بعد اسے تلوار یا کوڑے کے ذریعہ مارے اور پھر مدعی ہو کہ میں نے اس تلوار اور اس کوڑے کے علاوہ دوسرے کوڑے کا قصد کیا تھا تو اس صورت میں قضاءً اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا کیونکہ وہ ایسے معنیٰ مراد لے رہا ہے جو اس کلام سے مفہوم ہو رہے ہیں اور حقیقی حال کا علم اللہ عز وجل کو ہے اور اسی کی ذات عالم الغیب ہے (محیط سرخسی)

منتقی میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ اگر میں تجھکو سو کوڑے نہ ماروں تو تو حلقۂ غلامی آزاد ہے۔ اس کے بعد اس سے پہلے کہ وہ غلام کو اتنے کوڑے مارتا غلام موت کی آغوش میں سو گیا تو وہ آزاد وفات یافتہ شمار ہوگا۔ نیز امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ حلف کرے کہ البتہ میں آج فلاں کے پچاس کوڑے لگاؤنگا اور وہ ایک معین کوڑے کا قصد کرے اس کے بعد معین کوڑے کے علاوہ کسی اور کوڑے سے پچاس کوڑے اس کے مار دے اور وہ دن بیت جائے تو فرماتے ہیں کہ خواہ وہ کسی بھی کوڑے سے مارے اس کی قسم پوری ہو جائے گی اور نیت باطل و کالعدم قرار دی جائے گی (محیط)، کوئی شخص کوڑے سے مارنے کا حلف کرے پھر کوڑا کپڑے میں لپیٹ لے اور اس کے بعد اس سے مارے تو حلف میں سچا شمار نہ ہوگا۔ کوئی شخص اس چھری کے پھل یا اس نیزے کے پھل سے نہ مارنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد یہ پھل نکال لے اور دوسرا پھل لگا کر اس سے مارے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص فلاں کے بال نہ چھونے کا حلف کرے اس کے بعد فلاں شخص سر منڈالے اور دوسرے بال نکل آئیں اور حلف کرنے والا انھیں چھوئے تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا اگر اس کے دانت نہ چھونے کا حلف کرے اس کے بعد حلف کئے گئے شخص کے دوسرے دانت (ان دانتوں کے علاوہ) جم جائیں اور حلف کرنے والا ان کو چھوئے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (وجیز کردری)، کوئی شخص کہے کہ ان ضربتک الابد او ابداً او الدھر" (اگر میں تجھے تا ابد یا تا دم مرزدہ کوب کروں) (تو میرا غلام آزاد ہے)، اس کے بعد ایک ساعت (ایک گھنٹہ یا ایک لمحہ) زدو کوب کرے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اگر کہے "ان لم اضربک شہراً فعبدی حر" اگر میں تجھکو ایک ماہ زدو کوب کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے) اس صورت میں اگر حلف کے وقت سے پورا ایک ماہ گزر جائے اور کسی بھی وقت اسے زدو کوب نہ کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر ایک ماہ کے دوران کسی وقت اسے مارے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر میں تجھکو آج زدو کوب نہ کروں تو تو طلاق والی ہے اور پھر اسے زدو کوب کرنا چاہے پس زوجہ کہے کہ اگر تیرا عضو میرے عضو سے مس ہو تو میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے پھر خاوند کسی لکڑی کے ذریعہ زدو کوب کرے اور اپنا ہاتھ زوجہ کے جسم کو نہ لگائے تو زوجین میں سے کسی کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر زوجہ اس طرح کہے کہ تو تجھکو زدو کوب کرے تو میرا غلام نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہے تو اس سے بچنے کا حیلہ و تدبیر یہ ہے کہ زوجہ اپنا غلام

کسی ایسے شخص کو بیچ دیے جس کے اوپر اسے پورا بھروسہ ہو اس کے بعد خاوند اسے معمولی طور پر زدوکوب کرے تو اس صورت میں خاوند کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور زوجہ کی قسم بلا کسی جزا (نتیجہ) کے ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد جسے غلام بیچا ہو اس سے اس کو خرید لے (ظہیریہ) اگر کہے کہ آج کے دن میں تیرے لڑکے کو زمین پر ایسا نہ دے ماروں کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں تو ایسا ہو۔ اس کے بعد اسے بہت زیادہ مارے تو زیادہ صحیح قول کے مطابق اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (ینابیع) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں تجھکو زدوکوب کئے بغیر موت کی آغوش نہیں پہنچا دوں تو میرا ہر مملوک (غلام) حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اگر اسے زدوکوب کئے بغیر موت کی آغوش میں سوجائے تو غلاموں کے آزاد ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر کہے کہ اگر میں تجھکو زدوکوب نہ کروں تو ایسا۔ اس کے بعد زدوکوب کرنے سے قبل موت کی آغوش میں سوجائے تو زندگی کے آخری لمحہ میں قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر اپنے غلام سے کہے کہ اگر میں تجھکو زدوکوب نہ کروں یہاں تک کہ موت کی آغوش میں سوجاؤں یا درمیان اس کے اور درمیان اپنے کہ میں موت کی آغوش میں سوجاؤں تو تو حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اسے نہ مارے یہاں تک کہ موت کی آغوش میں سوجائے تو غلام آزاد نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص اپنے لڑکے کو زدوکوب کرنا چاہے لہٰذا حلف کرے کہ مجھے اس کے زدوکوب کرنے سے کوئی روکنے والا نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے لڑکے کے دو قمچیاں ہی ماری ہوں کہ کوئی اس کو روک دے درانحالیکہ وہ اس سے زیادہ زدوکوب کرنا چاہتا ہو تو مشائخ کے نزدیک اس کی قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ اس کا منشایہ ہے کہ اس کے جی بھر کر مارنے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالے لہٰذا درمیان میں کسی کے روک دینے کی بنا پر اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں) بنیادی بات یہ ہے کہ لفظ حتیٰ کہ کسی چیز کی غایت اور انتہا بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے گا اس کے یہی معنی مراد لئے جائیں گے۔ اس طرح پر کہ حتیٰ سے پہلے جو کچھ آرہا ہو وہ ممتد ہو اور حتیٰ جس چیز پر آرہا ہے حلف کی گئی چیز کے ختم ہونے میں وہ موثر ہو۔ اگر یہ بات دشوار ہو تو لفظ حتیٰ لام سببیہ کے معنی میں ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ موقع کے لحاظ سے لام سببیہ مراد لیا جاسکتا ہو یعنی اس طریقہ سے کہ حلف ایسے دو کاموں پر منعقد ہو کہ ان میں سے ایک کام ایک کی جانب سے دوسرا دوسرے کی جانب سے ہو بشرطیکہ ایک فعل دوسرے فعل کی جزا بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو لفظ حتیٰ کو حرف عطف (دو فعلوں کو ملانے والا) قرار دیا جائے گا۔ حلف میں سچا ہونے کے لئے غایت و انتہا کا پایا جانا شرط ہے۔ لہٰذا اگر انتہا سے پہلے فعل سے باز آجائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ لام سببیہ کا حکم یہ ہے کہ سبب بننے کی صلاحیت و اہلیت رکھنے والی شے پائی جائے مسبب کا پایا جانا شرط نہیں۔ عطف کا حکم و شرط یہ ہے کہ معطوف (جس کو ملایا جائے) معطوف علیہ (جس کے ساتھ ملایا جائے) دونوں پائے جائیں (محیط) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں فلاں کو اس کی اطلاع نہ دوں جو تو کر چکا ہے حتیٰ کہ مجھے زدوکوب کرے تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اسے اطلاع دے مگر وہ اسے زدوکوب نہ کرے تو یہ اپنے حلف کے اندر سچا قرار دیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں تیرے پاس نہ آؤں حتیٰ کہ تو مجھے چاشت کا کھانا کھلائے یا کہے کہ اگر میں تجھے نہ ماروں حتیٰ کہ تو مجھے زدوکوب کرے تو میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے اس کے بعد اس کے پاس آئے لیکن وہ چاشت کا کھانا نہ کھلائے یا اسے مارے مگر اس کو زدوکوب نہ کرے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی بلکہ اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا۔ اگر کہے کہ میں اس کے ساتھ ساتھ ملا نہ رہوں گا یہاں تک کہ میرے قرضہ کی ادائیگی کر دے اگر میں اسے زدوکوب نہ کروں حتیٰ کہ رات آجائے

لہ یعنی مثلاً غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے

یا حتیٰ کہ صبح نمودار ہو جائے یا حتیٰ کہ زید دوگانہ پڑھ لے یا حتیٰ کہ مجھکو روک دے یا حتیٰ کہ میرا ہاتھ تھک گیا تو ایسا ہے اس صورت میں حلف کے سچا ہونے کی شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ غایت کے پائے جانے کے ثابت ہونے کے وقت ساتھ ساتھ رہنا اور زدوکوب کرنا بھی پایا جائے۔ اور اگر غایت کے پائے جانے سے قبل وہ اس فعل سے باز آجائے خلاً قرضہ کی ادائیگی سے قبل وہ ساتھ ساتھ رہنا ترک کر دے یا ذکر کئے گئے امور کے پائے جانے سے قبل وہ زدوکوب کرنا چھوڑ دے تو قسم ٹوٹ جائے گی اس جگہ لفظ حتیٰ غایت کے لئے ہے کیونکہ ساتھ ساتھ رہنا ایک ممتد امر ہے اسی طریقہ سے یکے بعد دیگرے زدوکوب کرنا بھی ممتد امر ہے اگر وہ جزا کی نیت کرے تو دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کرنے اور قضاءً تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا کیونکہ اس نے حقیقی معنیٰ کا نہیں بلکہ مجازی معنیٰ کا قصد کیا ہے اگر دونوں ایک ہی آدمی کی جانب سے ہوں یعنی وہ اس طرح کہے کہ اگر آج میں تیرے پاس نہ آؤں حتیٰ کہ چاشت کا کھانا تیرے پاس تناول کروں یا حتیٰ کہ تجھے زدوکوب کروں یا کہے کہ اگر آج کے دن میرے پاس نہ آئے حتیٰ کہ تو چاشت کا کھانا میرے پاس کھالے تو اس صورت میں میرا غلام حلفۃً غلامی سے آزاد ہے تو حلف میں سچا ہونے کیلئے دونوں فعلوں کے پائے جانے کو شرط قرار دیں گے۔ یعنی حتیٰ عاطفہ دلالت والا شمار ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر اس کے پاس آکر چاشت کا کھانا کھائے۔ پھر بلاتاخیر چاشت کا کھانا نہیں اور کھالے تو وہ اپنے حلف کے اندر سچا قرار دیا جائیگا۔ اور اگر سرے سے چاشت کا کھانا ہی نہ کھائے تو کیونکہ اس صورت میں لفظ حتیٰ کو غایت قرار نہیں دیا جاسکتا اسلئے اسکی قسم ٹوٹ جائیگی (کافی)

کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ ہر بار میں تجھکو زدوکوب کروں تو تو طلاق والی ہے۔ اس کے بعد زوجہ کو ہتھیلی سے مارے اور زوجہ کے جسم پر اس کی انگلیاں متفرق طریقہ سے لگیں تو زوجہ پر محض ایک طلاق پڑے گی اور اسے دونوں ہاتھوں کے مارنے کی صورت میں دو طلاقیں واقع ہونے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی)، کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ اگر میں تجھ سے ملاقات کروں اور تجھکو زدوکوب نہ کروں تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس کے بعد غلام کو ایک میل کے فاصلہ سے دیکھے یا چھت پر دیکھے اور اس تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاوی کبری)، کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں فلاں کو دیکھوں تو اسے زدوکوب کروں تو خواہ قریب سے دیکھے یا دور سے حلف دونوں طرح دیکھنے سے متعلق ہوگا اور زدوکوب کرنے کے بارے میں مختار ہوگا کہ خواہ فوری طور پر کرے یا تاخیر سے۔ البتہ اگر دیکھنے کے ساتھ ہی فوری طور پر مارنے کی نیت کرلے تو حکم اس کی نیت کے مطابق ہوگا (محیط)، کوئی شخص کہے کہ اگر میں تجھکو دیکھوں اور تجھکو زدوکوب کروں تو میرا غلام نعمتِ آزادی کے ہمکنار ہے۔ اس کے بعد اسے دیکھے درانحالیکہ بیماری کے باعث اٹھنے اور اسے زدوکوب کرنے کی طاقت نہ ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی (ظہیریہ)، اگر زید کی زوجہ ایک باندی کے متعلق اس سے جھگڑے کہ تو اس کے ساتھ ہمبستر ہوتا ہے اور زید حلف کرے کہ اگر میں اپنے ہاتھ کو اس کے سر پر رکھوں تو میرا غلام حلفۃً غلامی سے آزاد ہے پھر بحالتِ غصہ اس کے سر پر طمانچہ مارے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (عتابیہ)

کوئی شخص حلف کرے کہ میں اپنے غلام کو ہر حق و ناحق بات پر زدوکوب کروں گا درانحالیکہ اس کی کوئی نیت نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس وقت وہ ؟ اس سے حق اور ناحق شکایت کرے تو اسے زدوکوب کرے اور اس شکل میں شکایت پائی جانے کی صورت میں مارنا مراد نہیں لیں گے۔ البتہ اگر وہ یہ نیت کرلے تو حکم اس کی نیت کے مطابق ہوگا۔ اگر وہ شکایت کرے پس وہ اسے زدوکوب کرے۔ پھر وہ دوبارہ اسی سلسلہ میں شکایت کرے تو اس کے اوپر دوبارہ اسے زدوکوب کرنا واجب نہ ہوگا (محیط)، کوئی شخص فلاں کو ہزار مرتبہ زدوکوب کرنے کا حلف کرے تو یہ حلف بہت سی دفعہ زدوکوب کرنے سے متعلق ہوگا۔ کوئی شخص فلاں کو ہزار مرتبہ قتل کرنے کا حلف کرے تو یہ

۵ل یعنی ایسا کام جو ختم ہونے والا اور انتہا پذیر ہے۔

حلف قتل کی شدت و سختی سے متعلق ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص فلاں کو زدوکوب کرنے یا فلاں سے گفتگو نہ کرنے کا حلف کرے درانحالیکہ فلاں موت کی آغوش میں سوچکا ہو۔ اس صورت میں اگر وہ اس کے انتقال سے واقف نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ اس کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم فرماتے ہیں اور اگر اس کے انتقال سے واقف ہو تو متفقہ طور پر اس کا حلف منعقد ہونے اور فوری طور پر حلف ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر تو مجھ کو زدوکوب کرے اور میں تجھ کو زدوکوب نہ کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے تو یہ حلف اس سے متعلق ہوگا کہ حلف کرنے والا حلف کئے گئے شخص سے پہلے زدوکوب کرے اور حلف کئے گئے شخص کے زدوکوب کرنے کے بعد مارنے کی نیت کرے تو یہ حلف دوسرے کے زدوکوب کرتے ہی زدوکوب کرنے والے کو مارنے سے متعلق ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میرے جس غلام کو تو نے زدوکوب کیا ہے (اے فلاں) وہ حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد وہ سارے غلاموں کو زدوکوب کرے تو ان میں سے بجز ایک غلام[1] کے کسی کے آزاد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر کہے اے فلاں میرا جو غلام تجھ کو زدوکوب کرچکا ہے وہ نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہے۔ اس کے بعد سارے غلام اسے زدوکوب کریں تو سارے غلاموں کے آزاد ہوجانے کا حکم ہوگا۔ پہلے مسئلہ کے اندر سب غلاموں میں سے ایک آزاد قرار دیا جائے گا اور ان میں سے کسی ایک آزادی کے لئے چننے و متعین کرنے کا حق و اختیار آقا کو ہوگا۔ کوئی شخص کہے کل عبیدی ضربتہ فھو حر" (میرا ہر وہ غلام کہ جسے زدوکوب کروں حلقۂ غلامی سے آزاد ہے) اس کے بعد سارے غلاموں کو زدوکوب کرے تو سارے غلاموں کے آزاد ہوجانے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر وہ بعض کو زدوکوب کرے تو بعض ہی کے آزاد ہونے کا حکم ہوگا (محیط) اگر کہے کہ میرے غلاموں کو زدوکوب کرے تو امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ سب غلاموں کے آزاد ہوجانے کا حکم فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ بجز ایک غلام کے سارے غلاموں کے نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہونے کا حکم فرماتے ہیں[2] (شرح تلخیص جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص حلف کرے کہ اگر اس غلام کو کوئی شخص زدوکوب کرے تو اس کی زوجہ طلاق والی ہے۔ تو اس صورت میں خواہ حلف کرنے والا خود زدوکوب کرے یا کوئی اور اسے مارے بہرشکل طلاق واقع ہونے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص کہے کہ اگر میرے اس سر کو کوئی زدوکوب کرے تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس صورت میں خود اس کے علاوہ کوئی اور شخص مارے تو زوجہ پر طلاق واقع ہوجائے گی۔ زید عمرو کو زدوکوب کرنے کا ارادہ کرے اور خالد زید سے کہے کہ اگر تو نے اسے زدوکوب کیا تو میرا غلام نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہے۔ پھر وہ اسے زدوکوب کرنے سے باز آجائے اور پھر کسی وقت باز آجانے کے بعد اسے مارے تو خالد کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور یہ حلف فوری طور پر زدوکوب کرنے سے متعلق ہوگا۔ (سراجیہ) امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ زید اپنے دو غلاموں سے کہے کہ اگر میں تم دونوں کو زدوکوب کروں الّا ایک روز یا الّا ایک دن میں یا الّا ایک روز کہ اس کے اندر میں تمہیں زدوکوب کروں گا یا الا بروزے یا الا روزے تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے تو اسے یہ حق و اختیار حاصل ہوگا کہ انھیں جس دن چاہے زدوکوب کرے۔ چاہے ایک ہی وقت میں دونوں کو زدوکوب کرے یا متفرق طور پر۔ اس کے بعد اگر ان میں ایک کو جمعرات کے دن اور دوسرے کو جمعہ کے دن زدوکوب کرے تو جمعہ کے دن آفتاب غروب ہونے تک قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے دونوں کو استثناء کے دن زدوکوب کیا۔ اور اگر سورج غروب ہونے سے قبل وہ دوبارہ پہلے غلام ہی کو زدوکوب کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اس کے بعد اگر وہ دونوں غلاموں کو ایک

۱ے اور تعیین کا اختیار حلف کرنے والے کو ہوگا۔ ۲ے عربی زبان میں حلف کرنے کی شکل میں یہی حکم ہوگا۔

دن میں زدوکوب کرے یا دونوں دن میں زدوکوب کرے یا اسی کو زدوکوب کرے کہ جس کو جمعہ کے دن زدوکوب کرچکا تھا تو مارنے کے وقت ہی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ اس دن دونوں غلاموں کو استثنائ کے دن کے علاوہ زدوکوب کیا ہے اس لئے کہ اس نے پہلے کو جمعرات کے دن اور دوسرے کو سنیچر کے دن زدوکوب کیا ہے پس دونوں کو مارنا استثناء کے دن کے علاوہ پایا گیا۔ اور دونوں کو ایک ہی دن زدوکوب کیا لہٰذا مستثنیٰ کیا ہوا دن بیت گیا۔ پس اس دن کے علاوہ سارے دن غیر مستثنیٰ قرار دیئے جائیں گے۔ اور اگر اس کے بعد شخص اسی کو زدوکوب کرے جسے جمعرات کے دن زدوکوب کیا تھا تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا کیونکہ آدھی شرط کی تکرار ہے کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں تم دونوں کو زدوکوب کروں مگر اس دن کہ میں تم دونوں کو زدوکوب کروں گا یا مگر وہ دن کہ جس کے اندر تم دونوں کو زدوکوب کروں گا۔ یا مگر اس روز کہ میں دونوں کو زدوکوب کروں گا اس صورت میں جس دن بھی دونوں کو زدوکوب کرے گا اسی دن کو مستثنیٰ قرار دینے اور اس کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر الگ الگ دونوں کے اندر دونوں کو زدوکوب کرے تو دوسرے دن کے سورج غروب ہو جانے کے بعد اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر وہ غروب آفتاب سے قبل اول ایک کو اور پھر دوسرے کو زدوکوب کرے تو اسی دن کے مستثنیٰ ہونے کی بناء پر قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر جسے اخیر میں زدوکوب کیا ہے اسی کو زدوکوب کرے تو سورج غروب ہونے پر قسم توڑنے والا شمار ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)، کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں فلاں کو قتل نہ کروں تو میری زوجہ طلاق والی ہے درانحالیکہ فلاں ذکر کیا گیا شخص موت کی آغوش میں سو چکا ہو اور اسے اس بات کا علم ہو تو اس کے حلف کے منعقد ہونے کا حکم کیا جائیگا کیونکہ اس کے بقید حیات ہونے کا تصور کر لیا گیا ہو مطابق عادت اس کا عاجز ہونا ثابت ہونے کی بناء پر فوری طور پر قسم ٹوٹ جائے گی جیسے آسمان پر چڑھنے کی قسم کھانے کی صورت میں حکم ہے۔ اور اگر اس کے مرنے سے واقف نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی جس طرح ذکر کئے گئے مسئلہ کے اندر حکم[1] ہے۔ لیکن فرق دونوں مسئلوں میں یہ ہے کہ ذکر کئے گئے مسئلہ میں خواہ کوزہ میں پانی کے موجود ہونے سے واقف ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں ایک حکم ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (کافی)، کوئی شخص کل فلاں کو قتل کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کا آج ہی انتقال ہو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (تبیین)، کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں فلاں کو قتل کروں یا اسے چھوؤں تو میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے۔ اس کے بعد کسی اور کو مارنے کا ارادہ کرے مگر ہاتھ بہک جائے اور فلاں ذکر کیا گیا شخص قتل ہو جائے یا اسے چھولے تو قسم توڑنے والا قرار دیا جائیگا (محیط سرخسی)، کوئی شخص دوسرے سے کہے اگر میں تجھے جمعہ کے دن قتل کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے پھر حلف کے بعد اسے جمعرات کے دن اس طرح مارے کہ جمعہ کے دن وہ دم توڑ دے تو اس کو اپنا حلف توڑنے والا قرار دیا جائے گا۔ اور اگر جمعہ کے دن ایسی ضرب لگائے کہ سنیچر کے دن اس نے دم توڑ دیا ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر حلف سے قبل مثلاً بدھ کے دن اسے مارے۔ اس کے بعد جمعرات کے دن حلف کرے کہ اگر میں تجھے جمعہ کے دن قتل کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد وہ جمعہ کے دن موت کی آغوش میں سو جائے تو اپنا حلف توڑنے والا شمار نہ ہوگا (محیط) اگر فلاں شخص کو کوفہ میں قتل نہ کرنے کا حلف کرے پھر اسے کوفہ کے اطراف میں مارے اور اس کا کوفہ میں انتقال ہوا ہو تو قسم توڑنے والا قرار دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں زمانہ اور مرنے کا مقام قابل اعتبار ہوگا۔ زخمی کرنے کا مقام و زمانہ معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں تجھے مسجد کے

[1] یعنی کوئی شخص حلف کرے کہ اس کوزہ کا پانی نہیں پیونگا۔ تو پانی کے ہونے نہ ہونے سے حکم میں فرق نہیں پڑے گا۔

اندر گالی دوں اور برا بھلا کہوں تو میرا غلام نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہے اس کے بعد اگر حلف کرنے والا مسجد کے اندر اور حلف کیا گیا شخص مسجد سے باہر ہو تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا اور اگر حلف کرنے والا مسجد سے باہر اور حلف کیا گیا شخص مسجد میں ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی (شرح جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں تجھکو مسجد کے اندر قتل کروں یا میں تیرا سر زخمی کروں یا میں تجھکو مسجد میں ماروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اسے قتل کر دے یا زخمی کر دے یا اسے مارے درانحالیکہ حلف کرنے والا مسجد کے اندر اور حلف کیا گیا مقتول یا مجروح زدہ کوب کیا گیا شخص مسجد سے باہر ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اس کے برعکس ہونے کی صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی۔ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر تو سر کے اس زخم کے باعث موت کی آغوش میں سو جائے تو میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے۔ اس کے بعد وہ اس زخم نیز کسی دوسری وجہ کے باعث مر جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (محیط) کوئی شخص فلاں کے پتھر مارنے کا حلف کرے اس کے بعد وہ کسی اور شخص کے پتھر مار رہا تھا مگر بجائے دوسرے شخص کے فلاں ذکر کئے گئے شخص کے لگ جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر وہ فلاں شخص کے پتھر مارے مگر وہ فلاں کے نہ لگے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر پتھر لگ جانے کی نیت کرے تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹے گی (عتابیہ) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں تیری جانب پتھر یا تیر پھینکوں مسجد میں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے تو حلف کرنے والے کا مسجد کے اندر ہونا قابلِ اعتبار ہوگا۔ اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں مسجد کے اندر پھینکوں تو میرا غلام نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہے۔ اس صورت میں حلف کئے گئے شخص کا مسجد میں ہونا قابلِ اعتبار قرار دیا جائے گا (ذخیرہ) کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں کل فلاں شخص کو ننگا بھوکا قید میں نہ رکھوں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد کل کے دن ننگا بھوکا قید میں رکھے اور (پھر) کوئی اور شخص آکر اسے کھانا کھلا دے تو حلف کرنے والے کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا (فتاویٰ کبریٰ، خلاصہ) کوئی شخص فلاں کو تکلیف نہ پہنچانے کا حلف کرے اس کے بعد اسے قید خانہ میں رکھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی البتہ اگر وہ بوقت حلف قید خانہ میں بھی نہ رکھنے کی نیت کرے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ فتاویٰ کے اندر اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔ قسم نہ ٹوٹنے کا سبب یہ ہے کہ محض قید خانہ میں رکھنا معمولی اذیت دہی میں داخل ہے لہٰذا یہ حلف اس سے متعلق نہ ہوگا نیز فتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کرتے ہوئے کہے کہ تو مجھکو تکلیف پہنچاتا ہے اور خاوند کہے کہ اگر میں تجھکو تکلیف میں مبتلا کروں تو تو طلاق والی ہے۔ اس کے بعد زوجہ بستر پر آجائے اور خاوند اس سے صحبت کرے۔ اس شکل میں اگر وہ زوجہ سے ایسی حالت میں ہمبستر ہو کہ خاوند کی ہمبستری اسے گراں گزرتی ہو تو گویا خاوند نے اسے تکلیف میں مبتلا کیا۔ لہٰذا زوجہ پر طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر زوجہ اس فعل پر بخوشی رضامند ہو تو طلاق نہیں پڑے گی (ذخیرہ) کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر میں تجھکو نقصان نہ پہنچاؤں یا کہے کہ اگر میں تجھے تکلیف نہ دوں تو تو تین طلاقوں والی ہے اس کے بعد اسے نان و نفقہ دیئے بغیر کئی مہینے زوجہ کے پاس سے غائب رہے اور اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور عورت کو نکاح میں لے آئے اور زوجہ کے ہمنوا لوگ اس سے کہیں کہ خاوند نے تجھے نقصان پہنچایا یا تجھکو تکلیف دی۔ زوجہ کہے کہ نہ مجھے نقصان پہنچایا اور نہ مجھے تکلیف دی تو زوجہ کے قول کو قابلِ قبول قرار دینے اور خاوند کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اگر خاوند زوجہ سے کہے کہ میں تجھے نقصان نہ پہنچاؤں یا تکلیف نہ پہنچاؤں تو تو تین طلاقوں والی ہے پھر ارادتاً ایسا کام کرے جس سے زوجہ کو نقصان پہنچے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (محیط سرخسی) کوئی شخص کہے "اگر مرا سرزنش کنی فکذا" (اگر مجھے سرزنش کرے تو ایسا ہے) تو سالنے ملامت کرنے پر قسم ٹوٹ جائے گی۔ کوئی شخص کہے کہ "اگر مرا بر سر زنی" اس صورت میں اگر کوئی قرینہ ایسا موجود ہو کہ اس سے ملامت مراد لے سکتے ہوں تو ملامت مراد لی

جائیگی ورنہ سر بہانا اس جملہ سے مراد لینے کا حکم ہوگا کوئی شخص اپنی زوجہ کو تکلیف نہ پہنچانے کا حلف کرے اسکے بعد اسکے کپڑے پر نجاست لگ جائے اور زوجہ کپڑے نجاست دھونے کے لئے کہے۔ اور وہ انکار کرے خاوند اس سے کہے " زہرہ وراں نشوی " تو بعض فقہاء کے نزدیک قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائیگا۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (وجیز کردری)

قدوری میں امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ تو طلاق والی ہے یا واللہ میں آج خادم کو زدوکوب کروں گا۔ اس کے بعد اسی دن خادم کو زدوکوب کرے تو اس کے اپنے حلف کے اندر سچا ہونے اور طلاق نہ پڑنے کا حکم ہوگا اور اگر یہ دن بیت جائے اور وہ خادم کو زدوکوب نہ کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اسے حق حاصل ہوگا کہ خواہ زوجہ کے اوپر طلاق واقع کردے یا اپنے اوپر حلف کو لازم و واجب کرلے۔ اور اگر وہ اسی دن یہ کہدے کہ میں اپنی زوجہ پر وقوع طلاق کو اختیار کرچکا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کے ذمہ اسی کو لازم کروں گا اور حلف باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا اور اگر وہ اس دن اس طرح کہے کہ میں حلف کو اپنے اوپر لازم اور طلاق کو کالعدم قرار دے چکا تو طلاق کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور اگر خادم کو زدوکوب کرنے سے پہلے ہی انتقال ہوجائے تو اسے حق حاصل ہوگا کہ خواہ کفارۂ قسم کی ادائیگی کردے اور خواہ طلاق واقع کردے۔ اور اگر حلف کرنے والا ہی موت کی آغوش میں سو جائے تو قسم ٹوٹے گی یا طلاق کا وقوع ہوگا مگر کیونکہ اس کے بیان کرنے سے قبل انتقال ہوگیا ہے اسلئے طلاق کے واقع نہ ہونے اور عورت کو میراث ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ خادم کے انتقال کی شکل میں دیانتاً اس کو اختیار دیا گیا ہے اور قاضی کو اس کے اوپر جبر کا حق حاصل نہ ہوگا کیونکہ کفارہ اور طلاق میں سے ایک کا اختیار عطا کیا گیا ہے اور ایک ان میں حکم کے اندر داخل نہیں لہٰذا قاضی اس کے اوپر اس کو لازم نہیں کرے گا۔ البتہ اگر کفارہ کے بجائے کسی اور عورت کی طلاق کا معاملہ ہو تو قاضی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ بیان کرنے کے لئے اس کے اوپر جبر کرے کیونکہ جس عورت پر وقوع طلاق کو وہ اختیار کرے گا اس پر بہرنوع طلاق پڑ جائے گی اور وہ حکم کے اندر داخل قرار دی گئی ہے (محیط) کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں تجھکو گالی دوں اور برا بھلا کہوں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اس سے کہے اللہ تجھے برکت عطا فرمائے تو اس کے غلام کے آزاد نہ ہونے کا حکم ہوگا اور اگر کہے کہ نہ تیرا مال، نہ تو، نہ تیرے اہل (وعیال) تو کیونکہ اس کا شمار بدکلامی میں ہے اس لئے اس کے غلام کے آزاد ہونے کا حکم کیا جائے گا (ظہیریہ)، کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی بات میں متہم نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد زوجہ سے کہے اللہ جانے تو کیا کرچکی ہے تو قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا (خلاصہ) کوئی شخص حلف کرے کہ فلاں کو زنا کی تہمت نہیں لگاؤنگا۔ اس کے بعد فلاں سے کہے "او اوباش (بدکار) کے بچے" تو اپنا حلف توڑنے والا شمار ہوگا۔ اسی قول کو فتوے کے لئے پسندیدہ و قابل ترجیح قرار دیا گیا ہے کیونکہ ہمارے دیار و زمانہ (وعرف) کے اعتبار سے اسکو تہمت زنا قرار دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص حلف کرے کہ نہ تہمت زنا لگاؤں گا نہ کسی کو گالی دوں گا پھر کسی وفات یافتہ کو تہمت زنا لگائے یا گالی دے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (فتاوی قاضی خاں)، زید اپنے بارے میں عمرو سے بہتر ہونے کا حلف کرے درانحالیکہ زید شراب نوش یا چور ہو اور عمرو لوگوں کے نزدیک متقی و ذی علم ہو تو قضاءً اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا (عتابیہ)، کوئی شخص اپنے مال کو اپنے مکان میں دفن کردے اس کے بعد تلاش کرے تو نہ پائے لہٰذا اپنے مال کے ضائع ہوجانے کا حلف کرے اس کے بعد وہ مال مل جائے۔ اس صورت میں اگر وہ کسی اور شخص نے لینے کے بعد دوبارہ وہاں نہ رکھا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر اس کا منشاء یہ ہو کہ میں نے تلاش کے باوجود نہیں پایا (تو گویا ضائع ہوگیا)

تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی شخص کسی شے کا نام ذکر کر کے اس طرح حلف کرے کہ میں نے فلاں شے کو دیکھا اور نہ چرایا درانحالیکہ اس حلف سے قبل وہ اس شے کو دیکھ چکا ہو تو راجح و پسندیدہ قول کے مطابق اگر وہ اپنے حلف میں سچا ہو تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (فتاویٰ کبریٰ)، کاشتکار یا اس کی جانب سے مقرر شدہ وکیل نہ چرانے کا حلف کرے درانحالیکہ وکیل ایسے انگور اور میوے اپنے گھر پر لاتا ہو جو انگور کے باغ کا مالک اور کاشتکار میں (معاہدہ کے لحاظ سے) مشترک ہوں تو مشائخ کے نزدیک اگر کاشتکار یا وکیل کے لائے ہوئے انگور وغیرہ کھانے کی خاطر لائے گئے ہوں تو اسے چوری قرار نہ دیں گے۔ لیکن اگر اناج ہو اور وہ نہ بطور قرض تنہا لے اور نہ حفاظت کی خاطر لا کر رکھے تو اسے چوری قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور کاشتکار یا اس کے وکیل کے علاوہ اگر کوئی شخص کچھ پوشیدہ طور پر لے لے تو اسے چوری قرار دیں گے اور کاشتکار یا اس کا وکیل اگر اس طرح کی کوئی چیز لے کہ مالک وہ شے لیتے ہوئے دیکھنے کے باوجود تاوان وصول نہ کرتا بلکہ بخوشی دینے پر رضامند ہو جاتا تب بھی اسے چوری شمار نہ کریں گے اور قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر ایسی چیز ہو کہ مالک اسے لیتا دیکھ کر تاوان وصول کرتا تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہی موزوں ہے (ظہیریہ)، کسی شخص کا گھوڑا سرائے سے غائب ہو جائے اور وہ کہے کہ اگر یہ میرے گھوڑے کو لے گئے ہوں تو واللہ میں اس جگہ قیام نہیں کروں گا تو اس صورت میں مشائخ فرماتے ہیں کہ حلف کرنے والے سے یہ پوچھا جائے کہ تیرا منشا کیا ہے۔ پس اگر وہ حجرے یا سرائے یا شہر میں قیام نہ کرنے کا قصد کرے تو حلف کا مدار اس کی نیت و قصد پر ہوگا اور اگر وہ کسی طرح کی نیت نہ کرے تو حلف اس سرائے میں قیام نہ کرنے سے متعلق ہوگا۔ کسی عورت کا ایک لڑکا کسی اجنبی کے ہمراہ قیام پذیر ہو اور عورت کا خاوند اس سے کہے کہ اگر تیرا فلاں نام کا لڑکا اس جگہ آکر ہم لوگوں کے ساتھ قیام پذیر نہ ہو تو جب بھی اسے کوئی شے میرے مال میں سے دے گی خواہ معمولی یا تھوڑی سی کیوں نہ ہو تو طلاق واقع ہے۔ اس کے بعد اس کا لڑکا دونوں کے ہمراہ سال بھر تک مقیم رہے پھر غائب ہو جائے اور عورت کہے کہ میں اپنے لڑکے کو تیرے مال میں سے کچھ دے چکی ہوں اور تیری قسم ٹوٹ گئی پس اگر خاوند اس کے قول کو غلط قرار دے اور تصدیق نہ کرے تو خاوند کا قول قابلِ قبول قرار دیا جائے گا اور اگر خاوند اس کے قول کی تصدیق کر دے اور عورت لڑکے کے ان کے ساتھ آکر رہنے سے قبل اور خاوند کے حلف کے بعد کوئی شے عطا کر چکی ہو تو عورت پر طلاق ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) زید عمرو کے اوپر اسکا کپڑا چرا لینے کا دعویٰ کرے۔ اور عمرو زید کے کپڑے کو لینے کے بعد کہے کہ میری زوجہ طلاق والی ہو اگر میں نے تیرا کپڑا اٹھایا ہو۔ اس صورت میں بعض فقہا کے نزدیک اگر عمرو نے زید کا کپڑا چرایا نہ ہو تو اس کی زوجہ پر طلاق نہیں پڑے گی۔ بعض فقہا کے نزدیک قضاءً اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی[۱]۔ اس قول میں ظاہر صورت (واقعہ) کا اعتبار کیا گیا ہے اور پہلے قول کو زیادہ ظاہر قرار دیا گیا ہے۔ زید عمرو کے کپڑے کو چرا لے اور اس کے بعد زید عمرو کو دراہم عطا کرے اس کے بعد عمرو کپڑا چرانے کا انکار کرے اور حلف کرلے اس شکل میں فقیہ ابوالقاسم صفارؒ فرماتے ہیں کہ کپڑا زید کے ہاتھ سے چلے جانے کی صورت میں بلاشبہ عمرو کی قسم نہیں ٹوٹیگی اور اگر اس کے پاس باقی ہو تو میں نہیں کہتا کہ وہ قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ مشائخ (فقہاء) کے نزدیک کپڑا زید کے پاس موجود ہونے کی صورت میں بلاشبہ عمرو کی قسم ٹوٹ جائیگی۔ اور اس کے پاس موجود نہ ہونے کی شکل میں فقیہ کے دیئے ہوئے جواب میں ایک طرح کا اشکال ہے۔ زید حلف کرے کہ عمرو نے میرے کپڑوں کی چوری کرلی ہے یا کہے کہ عمرو نے میرے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہے درانحالیکہ عمرو نے محض اس کے ایک کپڑے کی چوری کی ہو یا محض ایک کپڑا پھاڑا ہو تو فرماتے ہیں کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹیگی اور بعض فقہاء کے نزدیک قسم ٹوٹ جانیکا حکم ہوگا۔ پہلے

---

[۱] یعنی اس شے کی چوری نہ کی ہو[۲] اور دیانتاً طلاق پڑ جائے گی۔

قول کو زیادہ ظاہر قرار دیا گیا ہے (محیط)۔ کوئی شخص نشہ میں ہو اور وہ ہوش میں آنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہے کہ میری جیب میں ۴۵ دراہم تھے اور وہ تم میری جیب سے نکال چکے ہو۔ وہ انکار کریں۔ اس پر وہ شخص حلف کرے کہ میری جیب کے اندر اگر آج چالیس اور پانچ دراہم نہ ہوں، ۴۰ غطریفیہ اور پانچ عدالی تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ درآنحالیکہ اس دن اپنی جیب میں ۴۰ عدالی اور پانچ غطریفیہ دراہم رکھتا ہو۔ پس وہ مجملاً تو درست بتائے لیکن تفصیل کے اندر غلطی ہو جائے تو مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر وہ تفصیل حلف کے ساتھ متصلاً اور ملا کر کہے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور تفصیل کو الگ کر کے کہے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر وہ اپنی جیب کے اندر عدالی اور غطارفہ دراہم رکھتا ہو اور عدالی دراہم کی قیمت غطارفہ میں ملانے پر چالیس غطارفہ کے بقدر ہو اور وہ ان سب کی مجموعی تعداد کے بارے میں کہے اگر میں اپنی جیب کے اندر چالیس غطریفی نہ رکھتا ہوں اس قدر غطریفی اور اس قدر عدالی یعنی کل تعداد تو ٹھیک بیان کرے اور تفصیل کے اندر غلطی کر دے تو میری زوجہ طلاق والی ہے تو مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اگر وہ جوں کے توں غطارفہ ہی مراد لے ان کی مجموعی قیمت مراد نہ لے تو چاہے تفصیل ملا کر درست بیان کرے یا الگ ذکر کرے بہر صورت قسم ٹوٹ جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)۔ اگر زید عمرو سے کچھ غصب نہ کرنے کا حلف کرے اس کے بعد زید بوقتِ شب عمرو کے پاس پہنچکر اس کے مال کو چرا لے اور عمرو کو اس کی خبر نہ ہو یا جنگل میں عمرو کے پاس پہنچکر سر کے نیچے سے اس کی چادر کھینچ لے اور عمرو کو اس کا علم نہ ہو یا اس کی آستین میں سے دراہم کی تھیلی کاٹ لے یا بوقتِ شب عمرو کے پاس پہنچکر اس سے جھگڑا کرے اور اسے زدوکوب کر کے اس کا سامان نکال کر لے جائے تو اسے غصب کرنے والا نہیں بلکہ چور قرار دیں گے اور اس چوری کے سبب اس کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم ہوگا (خزانۃ المفتیین)۔ کوئی شخص عمرو کے یہاں چوری نہ کرنے کا حلف کرے اس کے بعد اس سے لڑ کر بوقتِ شب اس کے گھر کے اندر گھس جائے اور اس کے مال سے کچھ لے لے تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ اگر عمرو کے مال میں سے غصب نہ کرنے یا اس کے مال میں سے چوری نہ کرنے کا حلف کرے اس کے بعد راستہ میں رہزنی کر کے اس کا مال لے لے تو غصب سے متعلق حلف کرنے کی صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی البتہ چوری کے بارے میں حلف کیا ہو تو اس شکل میں قسم توڑنے والا قرار نہیں دیا جائے گا (محیط)۔ کوئی شخص دوسرے سے بحلف کہے کہ میں نے تیرے مال کے اندر خیانت کا ارتکاب نہیں کیا درانحالیکہ اس کی زوجہ سے اس شخص کی رضا یا اجازت سے خیانت سرزد ہو چکی ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ لوگوں کے مال بادشاہوں کے سامنے (مختلف طریقوں سے) سعی کرنے والا حلف کرے کہ اگر دس دراہم سے زیادہ کسی کا نقصان کراؤں تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس کے بعد اپنی زوجہ کا دس دراہم سے زیادہ کا نقصان کر دے تو درست قول کے مطابق اس کی زوجہ پر طلاق نہیں پڑے گی (وجیز کردری)

باب دوازدہم ۱۲

دراہم کے تقاضہ کے سلسلہ میں حلف کرنے کا ذکر

کوئی شخص حلف کرے کہ فلاں اپنے حق کو وصول کر لوں گا یا فلاں سے اپنے حق پر قبضہ کر لوں گا۔ اس کے بعد اپنے آپ لے لے یا اس کا وکیل لے لے تو اس کے اپنے حلف کے اندر سچا ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس کا منشا یہ ہو کہ وہ اپنے آپ ہی ایسا کرے گا تو قضاءً اور دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر فلاں ذکر کئے

گئے شخص کے وکیل سے اپنا حق وصول کرے تب بھی حلف میں سچا قرار دیا جائے گا اسی طریقہ سے اگر ایسے شخص سے وصول کرلے جو قرضدار کے حکم سے اس مال کی کفالت قبول کرچکا ہو یا ایسے آدمی سے وصول کرے جس نے قرضدار کے قرض کو اتارنا قبول کرلیا تھا تب بھی حلف میں سچا شمار ہوگا (ذخیرہ) اگر کسی آدمی سے بلا طلب کئے گئے شخص کے وصول کرلے یا ایسے شخص سے وصول کرلے جسے قرضدار نے قرض اتارنے کا حکم دیا ہو یا اس نے قرضدار کی کفالت قبول نہ کی ہو تو اس صورت میں اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنے قرضہ کے بدلہ قرضدار سے ایک غلام بیع فاسد کے طور پر خرید کر اپنے اوپر اس کا قرضہ چڑھالے۔ اس صورت میں اگر غلام کی قیمت اس کے قرضے کے بقدر ہو تو اسے (گویا) اپنے قرضہ کا وصول کرنے والا قرار دیں گے اور اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر غلام کی قیمت قرضہ کے بقدر نہ ہو تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ اگر حلف کرنے والا اپنے حق کے بقدر مقروض کا مال غصب کرلے تب بھی اپنے حلف میں سچا قرار دیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر اپنے حق کے بقدر اس کے دینار یا سامان ضائع کردے تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا (بدائع) اگر قرض خواہ حلف کرے کہ وہ ضرور وصول کرے گا اور اس کا کوئی وقت متعین نہ کرے اس کے بعد مقروض کو اپنے حق سے بری الذمہ قرار دے یا ہبہ کردے تو اپنا حلف توڑنے والا شمار کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی وقت متعین کردے اس کے بعد متعین وقت سے پہلے ہی مقروض کو بری الذمہ قرار دے تو حلف کے ساقط وختم ہوجانے اور قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ اگر اپنے قرضہ کی وصولیابی کرے۔ پھر وہ دراہم کھوٹے یا نبہرہ (غیر مروجہ) پائے تو قبضہ کے ثابت ہونے کا حکم ہوگا اور اسے اپنے حلف کے اندر سچا قرار دیں گے۔ چاہے لینے والا وصول کرنے کا حلف کرے یا دینے والا ادا کرنے کا حلف کرے۔ اور ان دراہم کے ستوقہ[۱] ہونے کی صورت میں اسے اپنے حق کا وصول کرنے والا قرار نہ دیں گے اور اپنے حق کی جگہ کوئی کپڑا لے لے اس کے بعد کپڑا عیب دار ہونے کی بنا پر اسے لوٹا دے یا کوئی شخص اس کے اوپر اپنے حق کو ادا کرکے وصول کرلے تب بھی وہ اپنے وصول کرنے کے حلف کے اندر سچا شمار ہوگا۔ (ایضاح) زید حلف کرے کہ میرا جو کچھ عمرو پر واجب ہے اس کے اوپر قابض نہ ہوں گا۔ اس کے بعد زید خالد کو جس کی زید کے اوپر کوئی چیز واجب نہ ہو عمرو کو حوالہ کردے اور رقم وغیرہ کی وصولیابی کا ذمہ دار بنادے اور خالد عمرو سے وصول کرلے تو زید کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ خالد زید کے مال پر قبضہ کرنے کا وکیل ہے اور اگر زید حلف سے قبل عمرو کو خالد کے حوالہ کردے پھر زید کے حلف کرنے کے بعد خالد عمرو سے وصول کرلے تو زید کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مقروض سے قرض کی وصولیابی کا کسی کو وکیل بنادے پھر قرضدار پر جو کچھ اس کا قرض ہو اس کے وصول نہ کرنے کا حلف کرے پھر حلف کے بعد وکیل وصول کرلے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اس کی قسم ٹوٹ جانی چاہئے۔ (محیط) "اصل" کے اندر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص حلف کرے کہ جو اس کا قرضدار پر ہے اس کی وصولیابی سے قبل قرضدار سے علیحدہ نہ ہوں گا۔ پھر قرضدار اس کی رفاقت چھوڑ کر فرار ہوجائے درانحالیکہ علیحدگی قرض خواہ کی طرف سے نہیں ہوئی تھی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص اپنے قرضدار سے علیحدہ نہ ہونے کا حلف کرے اور مسئلہ کی باقی شکل جوں کی توں رہے تو قسم توڑنے والا شمار کیا جائے گا۔ کوئی شخص حلف کرے کہ تاوقتیکہ میرا جو کچھ قرضدار پر واجب ہے وصول نہ کرلوں اس سے الگ نہ ہوں گا۔ اس کے بعد ایسے مقام

---

[۱] کھوٹے درہم جن پر چاندی کا ملمع ہو۔

پر اور پیچھے بیٹھ جائے کہ گم ہونے کے خیال سے اسے دیکھتا رہے اور اس کی حفاظت و نگہداشت کرتا رہے تو اسے الگ ہونے والا شمار نہ کریں گے۔ اور اگر دونوں کے بیچ میں کوئی سترہ یا مسجد کا کوئی ستون حائل ہو جائے تب بھی اسے قرضدار سے الگ ہونے والا قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقے سے اگر دونوں میں سے ایک اندرون مسجد بیٹھا ہو اور دوسرا خارج مسجد ہو اور مسجد کا دروازہ کھل رہا ہو کہ اسے دیکھتا رہے (اور نگہداشت کر سکے) تب بھی اس کو الگ ہونے والا شمار نہ ہو گا۔ اور اگر بیچ میں دیوار مسجد حائل ہو جائے اور ایک مسجد کے اندر اور دوسرا خارج مسجد تو علیحدہ ہو جانے والا شمار کیا جائے گا۔ اسی طریقے سے اگر دونوں کے بیچ میں بند دروازہ حائل ہو اور کنجی حلف کرنے والے کے پاس موجود ہو اور حلف کرنے والا مسجد کے دروازہ پر باہر بیٹھا ہوا ہو تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا (اور قسم ٹوٹ جائے گی) یہ ساری تفصیل منتقی سے نقل کی گئی ہے۔ "حیل" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر قرض خواہ سو جائے یا مقروض غافل ہو جائے یا کوئی شخص اسے باتوں میں لگا لے اور مقروض فرار ہو جائے تو وہ اپنی قسم توڑنے والا شمار نہ ہو گا۔ اور اگر نہ تو قرض خواہ سوئے اور نہ غفلت برتے اور مقروض چلا جائے مگر قرض خواہ اس کے ہمراہ نہ جائے اور باوجودیکہ منع کرنا اور روکنا ممکن ہو لیکن اسے نہ روکے تو اپنا حلف توڑنے والا شمار کیا جائے گا۔ سرخسی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مستقل رفاقت سے روکنے والی بات پیش آ جائے یہاں تک کہ مقروض فرار ہو جائے تو اپنا حلف توڑنے والا قرار نہیں دیا جائے گا۔ اگر قرضدار سے علیحدہ نہ ہونے کا حلف کرے یہاں تک کہ قرضدار سے اپنے قرض کی وصولیابی کرے پھر اس سے بطور رہن کچھ لے کر یا اس کی جانب سے کوئی کفیل لے کر اس سے علیحدہ ہو جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر رہن رکھی ہوئی شے علیحدہ ہونے سے قبل ضائع ہو جائے اور اس کی قیمت قرضہ کی مانند یا قرضے سے زیادہ ہو تو اس شکل میں قسم توڑنے والا شمار نہ ہو گا (ذخیرہ)، کوئی شخص اپنے قرضدار کے دروازہ پر پہنچ کر وہاں سے اپنا حق لینے سے قبل نہ جانے کا حلف کرے۔ پھر قرضدار آ کر اسے اس جگہ سے ہٹا دے اور وہ اپنے حق کو لینے سے قبل اپنے آپ چلا جائے تو بعض فقہاء کے نزدیک قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہو گا بعض فقہاء کے نزدیک اگر اسے اس طرح ہٹائے کہ وہ اپنے پیروں سے نہ چلے اور دوسری جگہ گر پڑے اس کے بعد (اٹھ کر) اپنے آپ چلا جائے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہو گا (ظہیریہ) اگر قرضدار قرضخواہ کو اس کے حق کے عطا کرنے کا حلف کرے اس کے بعد کسی اور شخص کو (وکیل بنا کر) ادائیگی کا حکم کرے یا کوئی شخص قرضخواہ کو قرضدار کی طرف سے قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری لے لے اور قرضخواہ اس سے وصول کر لے تو یہ اپنے حلف کے اندر سچا شمار ہو گا۔ اگر کوئی شخص بطور احسان قرضدار کی طرف سے ادائیگی کر دے تو وہ اپنے حلف میں سچا شمار نہ ہو گا۔ اگر وہ یہ نیت کرے کہ یہ کام اپنے ہاتھ سے انجام دوں گا تو دیانتاً و قضاءً اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہو گا۔ اگر قرضدار اس کا حق نہ دینے کا حلف کرے۔ اس کے بعد ان شکلوں میں سے کسی شکل کے اندر اسے عطا کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر وہ اپنے ہاتھ سے عطا کرنے کی نیت نہ کرے تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم کیا جائے گا (ذخیرہ)، زید عمرو سے کہے کہ واللہ تیرا مال تجھ کو عطا نہ کروں گا حتیٰ کہ کوئی قاضی مجھے دینے کا حکم کرے۔ اس کے بعد ایک وکیل مقرر کیا ہو اور وہ قاضی کے سامنے عمرو سے جھگڑے اور قاضی یہ حکم کرے کہ وہ وکیل کو ادائیگی کر دے تو یہ حکم زید سے متعلق ہو گا یہاں تک کہ اس کو ادا کر دینے کے بعد قسم توڑنے والا شمار نہ ہو گا کوئی شخص اپنے قرضدار سے کہے کہ اپنا حق تجھ سے وصول کرنے تک واللہ تجھ سے علیحدہ نہ ہوں گا اس کے بعد قرضدار سے اپنے قرضہ کے بدلہ علیحدہ ہونے سے قبل ایک غلام خرید لے اور اس پر قابض نہ ہو حتیٰ کہ اس سے الگ ہو جائے تو امام محمدؒ فرماتے

ہیں کہ جس عالم کا مسلک یہ ہو کہ ایسی شکل میں جبکہ علیحدگی سے قبل وہ قرض اسے ہبہ کردے اور قرضدار اسے قبول کرلے قسم نہیں ٹوٹتی تو اس ذکر کردہ شکل میں بھی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں اور جو عالم ذکر کی گئی ہبہ کی صورت کے اندر اسے قسم توڑنے والا قرار دیتا ہو اس کے نزدیک اس شکل میں بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ امام ابویوسفؒ یہی فرماتے ہیں۔ یہ حکم بیچی گئی چیز (مبیع) قابض ہونے سے اس سے علیحدگی کی صورت میں ہوگا۔ اگر الگ نہ ہو حتی کہ غلام بیچنے والے کے پاس موت کی آغوش میں سوجائے اس کے بعد اس سے الگ ہوجائے تو قسم ٹوٹ جائیگی اگر قرضدار کسی اور کے غلام کو حلف کرنے والے قرضخواہ کے ہاتھ اس کے قرض کے بدلہ بیچدے اور وہ غلام پر قابض ہوجائے اس کے بعد علیحدہ ہو۔ اس کے بعد ذکر کئے گئے غلام کا آقا اپنا حق ثابت کردینے کے باعث لے لے اور بیع کی اجازت عطا نہ کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر قرضدار اس شرط کے ساتھ اس کے اپنا ہاتھ غلام بیچے کہ فروخت کرنے والے کو اس بیع کے اندر اختیار ہے اور حلف کرنے والا مبیع پر قبضہ کرکے پھر الگ ہوجائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر قرضدار کوئی عورت ہو اور وہ اس سے جدا نہ ہونے کا حلف کرے حتی کہ اس سے اپنے قرضہ کی وصولیابی کرلے۔ پھر حلف کرنے والا اس عورت سے اپنے واجب قرض کے عوض نکاح کرلے تو وہ اپنے قرضہ کا وصول کرنے والا شمار ہوگا۔ اگر قرضدار قرضخواہ کے ہاتھ قرض کے عوض غلام یا باندی بیچدے۔ اس کے بعد بیچی گئی باندی یا بیچا ہوا غلام ام ولد یا مدبر یا مکاتب نکلے یا باندی کسی اور کی ام ولد یا مدبر ثابت ہو۔ اس کے بعد قرضخواہ اس پر قابض ہوجائے اور پھر قرضدار کا ساتھ چھوڑدے تو قرضخواہ یعنی حلف کرنے والے کی قسم نہیں ٹوٹے گی اگر قرضخواہ ۲۴ درہم یعنی سارا قرضہ قرضدار کو ہبہ کردے اور قرضدار اسے قبول کرلے یا قرضخواہ اسے اپنے قرضخواہ کے حوالہ کردے کہ میرا جتنا اس پر واجب ہے وہ میرے قرضخواہ کو عطا کردے یا قرضدار قرض کا ذمہ دار کسی اور کو بنادے اور قرضخواہ پہلے قرض دار کو بری الذمہ قرار دیدے۔ اس کے بعد قرضخواہ اس سے الگ ہوجائے تو ان ساری شکلوں میں حلف کرنے والے کی قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاوی قاضی خاں) کوئی شخص زید کے حق کو نہ دبا رکھنے کا حلف کرے اور اس سے اس کی کوئی مخصوص نیت نہ ہو تو اس کے لئے بوقت حلف ہی اس کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ مقصود یہ ہے کہ اسی وقت سے ادائیگی میں لگ جائے یہاں تک کہ اگر حلف سے فراغت کے ساتھ ہی اس کام میں نہ لگا تو قسم ٹوٹ جائیگی چاہے قرضخواہ اس سے مانگے یا نہ مانگے۔ اگر فلاں کے مانگنے کے بعد یا فلاں عرصہ تک نہ دبا رکھنے کا حلف کرے تو اس کی نسبت کے مطابق حکم ہوگا۔ اگر قرضدار قرضخواہ سے حساب کرکے جتنا اس کا اس پر واجب ہو کل ادا کردے اور قرضخواہ سارے قرض کی وصولیابی کا اقرار کرے۔ پھر چند دن کے بعد اس سے علم ہے کہ فلاں وجہ کے باعث میرا اتنا قرض تیرے ذمہ مزید باقی رہ گیا ہے اور قرضدار کو یاد ہو درانحالیکہ بوقت حساب دونوں کو یاد نہیں رہا تھا۔ لہذا اگر اسی وقت ادائیگی کردے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ظہیریہ) کوئی شخص حلف کرے کہ "لایحبس اذحل الاجل" (وہ وقت آنے پر اس کا کچھ باقی نہ رکھے گا) تو متعینہ میعاد آجانے پر دیر نہ کرے اور اگر وہ اس سے اپنی عمر کا ارادہ کرے تو حلف کا مدار اس کی نیت پر ہوگا (عتابیہ) کوئی شخص حلف کرے کہ اس کی ادائیگی مہینہ کے اول (آغاز) میں کردوں گا اس کے بعد چاند کے نصف کے اندر یعنی پندرہ تاریخ سے پہلے ادا کردے تو حلف میں سچا شمار ہوگا ورنہ قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر حلف کرے کہ اس کی مہینہ کے دیکھتے ہی (شروع) میں ادائیگی کردوں گا یا جس وقت چاند نکلے گا ادا کردونگا۔ اس کے بعد وہ چاند رات اور اس کے سارے دن کے اندر (اندر) ادائیگی کردے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر حلف کرے کہ البتہ مہینہ کے شروع اور آخر میں اس کے قرض کی ادائیگی کردوں گا تو پندرہ اور سولہ دونوں تاریخوں کے اندر ادائیگی کرنی چاہئے[۱]

[۱] کیونکہ پندرہ تاریخ شروع مہینہ کا آخری دن اور ۱۶ تاریخ مہینہ کے اخیر حصہ کا پہلا دن ہے

اگر حلف کرے کہ نماز ظہر کے وقت میں اس کے حق میں ادائیگی کر دوں گا تو ظہر کا سارا وقت قابلِ اعتبار ہوگا۔ اگر حلف کرے کہ اس کے حق کی ادائیگی نماز ظہر پڑھ کر کروںگا تو اس سے پورا وقت ظہر مراد لیا جائیگا۔ اگر حلف کرے کہ اس کے قرضہ کی ادائیگی مہینہ کے بالکل شروع میں کروں گا۔ اسکے بعد اس سے قبل ہی دیدے یا قرضخواہ اسے بری الذمہ قرار دیدے یا قرضخواہ موت کی آغوش میں سو جائے تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ قسم ٹوٹ جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اگر قرضدار مرجائے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر کہے کہ فلاں کو اس کے مال کی ادائیگی کر دونگا درانحالیکہ فلاں اس سے قبل موت کی آغوش میں سو گیا ہو لیکن اسے خبر نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر آگاہ ہو تو قسم توڑنے والا شمار کیا جائیگا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ خواہ آگاہ ہو یا نہ ہو ہر صورت قسم ٹوٹ جائے گی (محیط سرخسی) کوئی شخص حلف کرے کہ نماز پیشین پڑھنے کے وقت اس کے قرضہ کی ادائیگی کر دوں گا تو اسے ظہر کے اخیر وقت ادائیگی کا حق و اختیار حاصل ہوگا (فتاوے قاضی خاں) اگر کہے ”عند طلوع الشمس اوحین تطلع الشمس“ (طلوع آفتاب کے وقت یا جو وقت سورج نکلے) تو طلوع کے وقت سے سورج کے روشن ہو جانے تک ادا کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر کہے ”وقت الضحوۃ“ (تو سورج روشن ہو جانے کے بعد سے زوال آفتاب تک ادا کر دینے کا حق ہوگا (محیط) قرضدار حلف کرے کہ تاوقتیکہ تیرے قرضہ کی تھوڑی ادائیگی نہ کر دوں یا تیرا تھوڑا عطا نہ کر دوں شہر سے نہیں جاؤں گا۔ اس کے بعد قرضہ کی ادائیگی سے پہلے چلا جائے تو قسم توڑنے والا شمار کیا جائیگا۔ جیسے کوئی حلف کرے کہ اس کے قرضہ یا مال کی ادائیگی نہیں کروںگا اس کے بعد اس میں سے تھوڑا سا دیدے تو قسم نہیں ٹوٹے گی[1] (وجیز کردری) کوئی شخص حلف کرے کہ واللہ میرا جو کچھ تیرے اوپر واجب ہے آج اس پر قبضہ نہیں کروں گا پھر حلف کرنے والا قرضدار کی باندی کے ساتھ اسی قرض مال کے عوض اس دن نکاح کرلے اور اس سے صحبت بھی کرلے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقہ سے اگر قرضدار کا سر اتنا زخمی کر دے کہ قصاص واجب ہو جائے اور (پھر) اس سے اسی قرض مال کے عوض صلح تو یہ قصاص (بدلہ) شمار ہوگا اور اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط سرخسی) امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے قرضدار سے جس کے اوپر سو دراہم واجب ہوں کہے کہ اگر میں تجھ سے یہ واجب شدہ دراہم تھوڑے تھوڑے کر کے لوں (یکمشت نہ لوں) تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اس سے پچاس دراہم وصول کرلے اور سورج غروب ہونے تک باقی ماندہ پچاس دراہم وصول نہ کرے تو جیسے یکمشت لینے کی صورت میں قسم نہ ٹوٹتی اسی طرح اس شکل میں بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر دن کے اول حصہ میں پچاس دراہم اور دن کے آخری حصہ میں باقی ماندہ پچاس دراہم وصول کرے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ مقبوضہ دراہم کھوٹے یا نبہرہ (غیر مروجہ) پائے تب بھی اس ذکر کی گئی صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی چاہے وہ انھیں لوٹا کر بدل لے یا انھیں بھی واپس نہ کرے اور ان کی جگہ دوسرے دراہم لے لے۔ یا انھیں واپس کر دے اور ان کے بدلے کوئی درہم نہ لے۔ اسی طریقے سے اگر ان دراہم پر کوئی اور شخص اپنے حق کو ثابت کرے تب بھی یہ حکم برقرار رہے گا۔ اور یہ دراہم رصاص[2] یا ستوقہ[3] ہوں اور وہ اسی دن لوٹا کر اس کے بدلے اور لے لے تو ان کے بدلے اور لینے کے وقت قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر وہ ان کے بدلے اور نہ لے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر حلف کرے کہ میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے اگر میں تجھ سے آج کے دن ان سو دراہم میں سے کوئی درہم لوں۔ اس کے بعد اس سے

---

[1] کیونکہ بلاقید ذکر کرنے کی صورت میں کل مراد ہوا کرتا ہے [2] سیسہ، قلعی یہاں ایسے دراہم مراد ہیں جو سیسے کے ہوں یا ان پر سب کی قلعی کیگئی ہو [3] کھوٹا درہم جس پر چاندی کا ملمع ہو (مصباح اللغات)

اس دن پچاس دراہم وصول کرلے تو اگر حلف کے اندر وقت کا ذکر نہ کرے یعنی حلف کو مطلق رکھے اور اس طرح کہے کہ میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے اور میں تجھ سے قرض کے سو دراہم تھوڑے تھوڑے کرکے لوں۔ اس کے بعد اس سے پچاس دراہم لے لے تو وصولیابی کے ساتھ ہی قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر کہے کہ اگر میں تھوڑے تھوڑے دراہم پر قابض ہوں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ پھر قرضدار اس کو پچاس دراہم وزن کرکے عطا کردے اس کے بعد اس مجلس کے اندر مزید پچاس دراہم وزن کرکے عطا کرے تو تاوقتیکہ وزن کے کام میں مشغول رہے قسم استحساناً نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر باقیماندہ دراہم کے وزن کرنے سے قبل کسی دوسرے کام میں لگ جائے تو امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک استحساناً قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر کہے کہ واللہ میرا جو کچھ تیرے اوپر واجب ہے وہ نہیں لوں گا مگر ایک مرتبہ میں (یکمشت)، یا مگر ایک دفعہ کے اندر اس کے بعد اس کے لئے ایک ایک درہم وزن کرے اور ہر درہم کو وزن کرکے اس کے حوالہ کرتا جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر وہ اس مجلس کے اندر بجز وزن کرلینے کے بیچ میں کسی دوسرے کام میں لگ جائے تو قسم توڑنے والا قرار دیا جائیگا۔ (شرح جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں وہ مال جو میرا فلاں کے اوپر واجب ہے تھوڑا تھوڑا کرکے اس پر قبضہ کروں تو فلاں پر واجب شدہ سارا مال مسکینوں کے اوپر صدقہ ہوگا پھر وہ دس دراہم میں نو دراہم پر قابض ہوکر کسی کو ہبہ کردے پھر بقیہ ایک درہم پر قابض ہو تو باقیماندہ ایک درہم کا صدقہ کردینا اس کے اوپر واجب ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ اگر میں اس مال پر جو میرا تیرے اوپر واجب ہے قبضہ نہ کروں تب بھی مذکورہ بالا حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر کہے کہ اگر میں ان دراہم پر جو تیرے اوپر واجب ہیں قابض نہ ہوں تو اس صورت میں وہ مساکین پر صدقہ شمار ہوں گے۔ اس کے بعد دراہم کے عوض (دوسرے) دراہم یا مال پر قبضہ کرلے اور اس طرح اپنا حق وصول کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور ہبہ کردہ دراہم کا ضمان اس پر لازم آئیگا اور اس مال کا صدقہ کرنا واجب ہوگا (ظہیریہ) کوئی شخص کہے کہ اگر میں اس مال کے بدلہ جو تیرے اوپر واجب ہے تجھ سے دراہم وصول نہ کرلوں تو میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے[1]۔ اس کے بعد اس سے دراہم کے بدلہ دینار یا سامان وصول کرے اور قابض ہوجائے تو وہ اپنا حلف توڑنے والا قرار دیا جائیگا (محیط) کوئی شخص کہے کہ "ان لم استوف مالی علیک فکذا" (یعنی اگر میرا وہ مال جو تیرے اوپر واجب ہے وزن کرکے وصول نہ کروں تو ایسا ہے) اس کے بعد وہ کوئی ایسی شے قبضہ میں لائے جو اس کے واجب شدہ حق کی جنس کے خلاف ہو چاہے وزن کی جانے والی اشیاء میں سے ہو یا نہ ہو تو لے اپنے حلف میں سچا اتر نہ رہیں گے۔ کیونکہ فلاں کی قید لگانے کی بنا پر لفظ کا عموم ختم ہوگیا اور اس سے مراد خاص الخاص یعنی عین حق پر قبضہ کرلیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ اگر میں اپنے مال پر جو تیرے پاس تھیلی میں ہے قبضہ نہ کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے اس کے بعد اسے قرضدار دراہم کی جگہ دینار یا کوئی سامان ادا کرے تو حلف کرنے والے کی قسم ٹوٹ جائیگی۔ کیونکہ لفظ کی عمومیت باطل ہونے کی بنا پر اس سے مراد عین حق پر قبضہ ہوگا جیسے کہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اور اگر وہ وزن سے اپنے پورے قرضہ کی وصولیابی مراد لے تو عنداللہ اس کے قول کی تصدیق کرلے اور قضاءً تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) اگر کہے اگر میں اس مال کے عوض جو میرا تیرے اوپر واجب ہے تجھ سے دراہم وصول نہ کرلوں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد قرضدار قرضخواہ سے ایک درہم قرض لے اور اسے قرضہ میں ادا کرے پھر دوسری مرتبہ اس کو قرض کے اور ادا کرے اسی طریقہ سے مسلسل ایک ہی درہم بطور قرض لے اور اس کا قرض ادا کرتا رہے حتیٰ کہ اسکے سارے دراہم اسی ایک درہم کو بطور قرض لیکر ادا

---

[1] یعنی مثلاً میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے۔

کم دے تو قرضخواہ قسم توڑنے والا شمار ہوگا اور اگر وہ قرضخواہ سے تین دراہم قرض لے اور پچھلے قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں قرضخواہ کو دے۔ اس کے بعد دوسری اور تیسری مرتبہ وہی تین دراہم بطور قرض لے اور اس کا پچھلا قرض ادا کرتا رہے حتیٰ کہ اس کے سارے پچھلے قرضہ کی ادائیگی کر دے تو قرضخواہ اپنے حلف کے اندر سچا قرار دیا جائیگا۔ اگر حلف کرے کہ زید پر جس قدر میرے مال کا زجوب ہے وزن کر کے وصول کرونگا۔ پھر زید اسے بلا وزن کئے ہوئے زید دے اور وہ زید سے لے لے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اگر قرضخواہ کا وکیل وزن کر کے لے لے تو اس صورت میں بھی قرضخواہ اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر قرضدار حلف کرے کہ میرے اوپر جتنا اس کا واجب ہے وزن کر کے عطا کر دے تو اسے اپنے حلف کے اندر سچا قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر قرضدار اور قرضخواہ دونوں ہمارے اوپر ذکر کئے گئے طریقہ کے مطابق حلف کریں۔ اس کے بعد دونوں حلف کردہ کام کیلئے وکیل مقرر کریں تو وکیل کے فعل کا حکم ان کے اپنے فعل کا سا ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر دونوں میں سے ہر ایک حلف کرنے سے قبل وکیل مقرر کرلے۔ اس کے بعد ہر ایک کا وکیل حلف کرنے والے کے حلف کے مطابق کرے تو ہر ایک کا حلف پورا ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک کی جانب سے وکالت کا شمار قائم رہنے والے فعل میں ہے۔ لہٰذا حلف کے بعد بھی وکالت قائم رہنا گویا از سر نو حلف کے بعد وکیل بنانے کے مانند ہے یہ ساری تفصیل کتاب "جامع" کے اخیر حصہ میں ذکر کی گئی ہے۔ یہ مسئلہ بعض فقہاء کے قول کی تائید کرتا ہے۔ بعض فقہاء کے قول کے مطابق اگر قرضخواہ کسی کو وکیل مقرر کرے اور وہ زید سے اس کا قرض وصول کر لے۔ اس کے بعد حلف کرے کہ وہ اس قرضہ پر قابض نہیں ہوگا۔ پھر اسکے حلف کرنے کے بعد وکیل اس قرضہ پر قابض ہو جائے اور وصول کر لے تو حلف کرنے والے کی قسم ٹوٹ جانی چاہیئے۔ تائید کا سبب یہ ہے کہ وکالت قائم و باقی رہنے والا فعل ہے۔ لہٰذا حلف کے بعد گویا نئے سرے سے قبضہ کرنے کی خاطر وکیل بنایا گیا۔ اور وکیل کا فعل خود اسکے فعل کے مانند ہے۔ تو گویا خود اس نے قبضہ کیا اور قسم توڑنے والا شمار ہوا۔ (محیط) کوئی قرضدار اپنے قرضخواہ سے کہے کہ واللہ تیرے قرضہ کی ادائیگی جمعرات تک کروں گا اس کے بعد ادا نہ کرے حتیٰ کہ جمعرات کو انتہا قرار دیا ہے اس لئے اپنا حلف توڑنے والا شمار ہوگا اور غایت و انتہا قرار دی گئی چیز جس کی یہ انتہا و غایت ہو اس میں داخل نہیں ہوا کرتی۔ کوئی شخص کہے کہ واللہ تیرے قرض کی پانچ دن تک ادائیگی کر دونگا تو پانچویں دن کا سورج غروب نہ ہونے تک قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر قرضخواہ حلف کرے کہ آج اپنے قرضدار سے قرض کی وصولیابی نہیں کرونگا۔ اس کے بعد قرضخواہ ذکر کئے گئے قرضدار کا اسی دن کوئی شے اس قرض کے بدلہ خرید لے اور اسی دن فروخت کی گئی چیز پر قابض ہو جائے تو قسم توڑنے والا شمار کیا جائیگا اور اگر فروخت کی گئی شے پر کل کے دن قابض ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر حلف کے بعد اسی دن قرضدار سے کوئی شے بیع فاسد کے طور پر خرید لے اور اسی دن اس پر قابض ہو جائے اس صورت میں اگر وہ باعتبار قیمت قرض کے بقدر یا قرض کی قیمت سے زیادہ ہو تو قسم ٹوٹ جانے ورنہ قسم نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائیگا۔ اور اگر اس دن قرضدار کی کوئی شے ضائع کر دے۔ اس شکل میں اگر ضائع شدہ شے مثلی ہو یعنی اس کے مانند اس کے تاوان کی ادائیگی کرنی پڑتی ہو اسکی قیمت نہ دی جاتی ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر اس کی قیمت دی جاتی ہو اور اس کی قیمت کے بقدر یا قرض سے زیادہ ہو تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا۔ مگر شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ اول غصب کرے اس کے بعد ضائع کرے اور اگر چھینے و غصب کئے بغیر ضائع کر دے مثلاً جلادے تو قسم توڑنے والا قرار نہیں دیا جائیگا (ظہیریہ) کوئی قرضدار اپنے قرض خواہ سے کہے کہ میں تیرے مال کی کل کے دن ادائیگی نہ کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد قرض خواہ

غائب ہوجائے۔ تو مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ قرضدار یہ قرض کی رقم قاضی کے حوالہ کردے اگر قرضدار یہ رقم قاضی کے حوالہ کردیگا تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور قرض سے بھی بری الذمہ قرار دیں گے۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر وہ ایسے مقام پر ہو کہ جہاں پر قاضی موجود نہ ہو تو قسم توڑنے والا شمار ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اگر قرضخواہ غائب نہ ہو بلکہ حاضر ہو مگر قرض کے مال کو قبول نہ کرے اس صورت میں اگر قرضدار اس طرح وہ مال رکھدے کہ اگر قرضخواہ قابض ہونا چاہے تو مال تک اس کے ہاتھ کا پہونچنا ممکن ہو تو قرضدار کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور وہ قرض سے بھی بری الذمہ قرار دیا جائیگا۔ اسی طریقے سے اگر چھیننے والا چھینے گئے مال کے لوٹانے کا حلف کرے اور جس سے مال چھینا ہو وہ اس کے اوپر قابض نہ ہوتا ہو اور غصب کرنے والا اوپر ذکر کیا گیا طریقہ اختیار کرے تو بری الذمہ قرار دینے اور اس کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا (خلاصہ)، منتقی کے اندر لکھا ہے کہ ابن سماعہؒ نے امام ابو یوسفؒ کو یہ کہتے سنا کہ کوئی شخص قرضدار سے کہے کہ واللہ میں تیرے سے الگ نہ ہوں گا یہاں تک کہ تو آج کے دن میرے حق کی ادائیگی کردے اور اس کا منشاء یہ ہو کہ میں تیرا پیچھا کرنا ترک نہ کروں گا یہاں تک کہ تو میرے حق کی ادائیگی کردے اس کے بعد وہ دن بیت جانے اور اس کی رفاقت نہ چھوڑے اور قرضدار قرض کی ادائیگی بھی نہ کرے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ اور یہ دن بیت جانے کے بعد اس سے علیحدگی ہوجائے تو قسم ٹوٹ جائیگی۔ اسی طریقے سے اگر کہے کہ تجھ سے علیحدگی اختیار کرونگا حتی کہ تجھے بادشاہ کے پاس آج کے دن پہونچا دوں یا کہے کہ حتی کہ بادشاہ تجھکو مجھ سے رہائی (چھٹکارا) دلادے اس کے بعد یہ دن بیت جائے اور اس کی رفاقت ترک نہ کرے اور نہ اسے بادشاہ کے پاس لے جائے اور نہ بادشاہ اسے حلف کرنے والے سے چھٹکارا دلائے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا کہ اس کی رفاقت حلف کے بعد ترک کرنے پر قسم ٹوٹنے ورنہ نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر وہ لفظ دن پہلے ذکر کرتے ہوئے اس طرح کہے کہ آج تیری رفاقت ترک نہ کروں گا حتی کہ تو مجھے میرے حق کی ادائیگی کردے اس کے بعد دن بیت جائے اور نہ اس کی رفاقت ترک کرے اور نہ اسے قرض دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر اس دن کے بعد (دوسرے دن) اس کا ساتھ ترک کردے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (محیط) اگر زید عمرو سے تقاضہ نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد عمرو کے ہاتھ کو پکڑے اور تقاضہ نہ کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ظہیریہ)، اگر قرضخواہ حلف کرے کہ اگر میرا وہ مال جو تجھ پر واجب ہے نہ لوں کل کے دن تو میری زوجہ طلاق والی ہے اور قرضدار بھی کل کے دن سے نہ دینے کا حلف کرے۔ پھر قرضخواہ اس سے جبراً وصول کرلے تو ان دونوں کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائیگا۔ اور اگر جبراً وصول کرنا ممکن نہ ہو تو اسے قاضی کے یہاں کھینچکر لے جائے۔ پھر اس کے ساتھ وہاں مخاصمہ و نزاع کریگا تو اپنے حلف میں سچا قرار دیا جائے گا کوئی شخص اپنے قرضدار سے حلف لے کہ واللہ تیرے حق کی فلاں دن ضرور ادائیگی کردوں گا اور اپنے ہاتھ تیرے ہاتھ میں دیدوں گا اور بلا تیری اجازت کے نہیں جاؤں گا۔ اس کے بعد وعدہ کئے گئے دن پر حلف کرنے والا آئے اور اپنے قرضہ کی اسی دن ادائیگی کردے مگر وہ ہاتھ نہ پکڑے اور بلا اس کی اجازت کے چلا جائے تو اس حلف کرنے والے قرضدار کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا کوئی شخص حلف کرے کہ اپنے مال کو تیرے پاس نہیں چھوڑوں گا اور اسے قاضی کے یہاں لے جائے اور قاضی اسے قید میں ڈالدے یا اس سے حلف لے لے تو حلف کرنے والا اپنے حلف کے اندر سچا قرار دیا جائے گا (خلاصہ)، اسی طریقے سے اگر اسے قاضی کے پاس تو نہ لے جائے مگر رات تک اس کا ساتھ بھی نہ چھوڑے تب بھی اپنے حلف کے اندر سچا شمار ہوگا (محیط سرخسی)، کوئی شخص بزبان عربی حلف کرے کہ لیعطینہ[1]

---

[1] یعنی مال عطا کرنے کا وقت آنے پر عطا کریگا۔

معجل المال او عند حله او حین یحل او حین یحل المال او حیث یحل"۔ اور اس حلف سے اس کی کوئی مخصوص نیت نہ ہو تو مال عطا کرنے کا وقت آجانے پر عطا کر دے اور اگر اس وقت زیادہ موخر کر دے اور دیر میں عطا کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (مبسوط) قرضدار حلف کرے کہ فلاں دن اس کے قرضہ کی ادائیگی کر دوں گا اس کے بعد ذکر کیے گئے دن سے قبل ادائیگی کر دے یا قرضخواہ اسے ہبہ کر دے یا بری الذمہ قرار دے اس کے بعد وہ متعین دن آئے دراں حالیکہ اس کے اوپر کوئی قرض باقی نہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ اس کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم فرماتے ہیں۔ اگر قرضخواہ موت کی آغوش میں سو جائے اور قرضدار مرنے والے کے وارث یا وصی کو قرض کی رقم ادا کر دے تو اپنے حلف کے اندر سچا شمار کیا جائیگا ورنہ قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (وجیز کردری) کوئی شخص اپنی زوجہ کے بارے میں حلف کرے کہ اگر میں ہر دن اسے ایک درہم عطا نہ کروں تو تو طلاق والی ہے۔ پھر کبھی اسے بوقت مغرب درہم عطا کرے اور کبھی بوقت عشاء تو اس صورت میں فرماتے ہیں کہ اگر بیچ میں ایک روز وشب ایسے نہ گذریں کہ اس دن یا رات میں درہم عطا نہ کیا ہو تو اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا (بحر الرائق) زید حلف کرے کہ عمرو سے اس مال کے سلسلہ میں جو میرا اس پر واجب ہے وصول کرنے میں تاخیر نہیں کرونگا۔ اس کے بعد ایک ماہ تک خاموشی اختیار کرے اور تقاضہ نہ کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ اس کا شمار تاخیر میں نہیں ہوتا (فتاوی کبری) فتاوی نفسی کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنے قرضدار سے حلف لے کہ وہ اس سے منھ نہیں چھپائیگا اور اس کے لئے کوئی وقت متعین نہ کیا ہو اس کے بعد وہ اسے بلائے اور وہ بلانے سے واقف ہو کر بھی نہ آئے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر وہ چھپ کر بازار آجائے تو اس کی وجہ سے قسم نہیں ٹوٹے گی اگر دو شخص قرضخواہ ہوں اور دونوں قرضدار سے اس طرح حلف لیں۔ پھر وہ ان میں سے ایک کے قرض کی ادائیگی کر دے تو اس کے حق میں حلف کے باقی نہ رہنے کا حکم ہوگا (خلاصہ) شیخ اوزجندیؒ سے پوچھا گیا کہ قرضدار قرضخواہ سے کہے کہ اگر میں عید کے دن تیرے قرض کی ادائیگی نہ کروں تو میرا غلام نعمت آزاد کہلاتا ہے۔ پھر عید کا دن آئے مگر اس شہر کا قاضی اپنی کسی دلیل کے باعث اسے روز عید قرار نہ دے اور اس روز عید نہ پڑھے البتہ دوسرے شہر کا قاضی اسے روز عید قرار دے کر اس روز نماز عید پڑھے تو فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کا قاضی وہ دن عید کا قرار دیدے اور فیصلہ کر دے تو مطلع مختلف نہ ہونے کی صورت میں دوسرے شہر والوں پر بھی اس فیصلہ کا ماننا واجب ہوگا جس طرح کہ رمضان کے روزہ کے بارے میں حکم کیا جاتا ہے (محیط) اگر ہر ماہ قرضخواہ کو ایک درہم دینے کا حلف کرے اور اس کی اس سے کوئی نیت نہ ہو اور مہینہ کے شروع میں حلف کرے تو اس مہینہ کو بھی اس حلف میں داخل قرار دیں گے۔ اور اسے مہینہ بیت جانے سے قبل ایک درہم دیدینا چاہئے۔

اسی طریقہ سے اگر مہینہ کے آخر میں حلف کرے تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائیگا۔ ایسے ہی اگر یوں کہے کہ ہر ماہ میں تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کریں گے اسی طریقہ سے اگر حلف کرنے والے پر قسطوار ادائیگی لازم ہو یعنی ہر مہینہ کے ختم پر ایک قسط ادا کرنی پڑتی ہو اور وہ ہر ماہ قسط ادا کرنے کا حلف کرے تو اسی ماہ سے جس میں کہ حلف کیا ہے میعاد آچکنے کی وجہ سے اس پر قسط کی ادائیگی لازم قرار دی جائیگی۔ لہٰذا اگر وہ اس ماہ کے ختم تک اس ماہ کی قسط ادا کر دیگا تو اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا (مبسوط) کوئی شخص حلف کرے کہ میرے اوپر جو کچھ واجب ہے اس کی ادائیگی کی ضرور پوری پوری کوشش کروں گا۔ تو وہ اس مال کو بھی بیچ ڈالے جو کہ قاضی عدالت قاضی میں نالش ہونے پر اسکی جانب سے بیچتا (ظہیریہ)

متفرق مسائل

کوئی شخص اس طریقے سے حلف کرے کہ میرا غلام حلقہ غلامی سے آزاد ہے اگر مجھے ملکیت حاصل ہو مگر سو درہم پر درآں حالیکہ وہ سو درہم سے کم کا مالک بنے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اسی طریقے سے اگر اسے محض سو درہم پر ملکیت حاصل ہو تب بھی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اس کے غلام کے آزاد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور اگر وہ سو درہم سے زیادہ کا مالک بن جائے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائیگا اور اگر وہ سو دراہم کا مالک نہ ہو لیکن وہ اپنی ملکیت میں (کچھ) دینار رکھتا ہو جن کی قیمت سو دراہم سے زیادہ ہو تو قسم ٹوٹ جائیگی۔ اسی طریقے سے اگر وہ اپنے پاس تجارت کی خاطر غلام یا تجارت کا سامان رکھتا ہو یا ایسے چرنے والے جانور (چوپائے) رکھتا ہو جن کے اوپر زکوٰۃ کا وجوب ہوتا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی چاہے نصاب کامل ہو یا کامل نہ ہو۔ اور اگر اس کی ملکیت میں صرف خدمت کرنے والے غلام ہوں یا اس طرح کا مال جس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی ہو جیسے دو عقار اور ایسا سامان جو تجارت کے لئے نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی (سراج الوہاج) کوئی شخص موت کی آغوش میں سو گیا اور اس نے وارث چھوڑے اور مرنے والے کا کسی شخص پر قرض (بھی) ہو پس ذکر کیا گیا وارث قرضدار کے پاس آکر اس سے جھگڑنے لگے اور قرضدار حلف کرے کہ اس مرنے والے (کا میرے اوپر کچھ واجب نہیں ہے۔ اس صورت میں اگر قرضدار اس شخص کے مورث کے مرنے سے واقف نہ ہو تو مجھے توقع ہے کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور آگاہ ہونے کی شکل میں قسم ٹوٹ جائے گی۔ اسی قول کو راجح (پسندیدہ) قرار دیا گیا ہے (خلاصہ) اصل کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حلف کرے کہ میرے پاس کوئی مال نہیں درانحالیکہ کوئی مفلس یا مالدار شخص اس کا قرضدار ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقے سے اگر کوئی شخص اس کے مال کو چھین کر ضائع کر دینے کا اعتراف بھی کر لے یا وہ مال جس کا عین موجود ہو لیکن وہ چھیننے والا انکار کرے تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر چھینا ہوا مال جس کا عین موجود ہو اور چھیننے والا معترف ہو کہ میں نے فلاں سے چھینا ہے تو اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ اور اگر کسی شخص کے پاس اس کی امانت رکھی ہوئی ہو اور جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو وہ اس کا اقرار کرتا ہو تو قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر وہ اپنے پاس کم یا زیادہ سونا رکھتا ہو تو قسم ٹوٹ جائیگی۔ اسی طریقے سے اگر وہ اپنے پاس تجارت کا مال یا چرانے والے جانور (چوپائے) رکھتا ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اور اگر وہ اپنے پاس سامان اور (چراگاہ میں) نہ چرانے والے جانور رکھتا ہو تو استحساناً قسم نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ (محیط) کوئی شخص حلف کرے کہ وہ زید پر جس حق کا مدعی ہے اس بارے میں صلح نہیں کرونگا۔ اس کے بعد کسی شخص کو وکیل مقرر کرے اور وہ زید سے اس حق کے سلسلے میں صلح کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقے سے اگر حلف کرے کہ زید پر نالش نہیں کرونگا۔ اسکے بعد کسی شخص کو اس پر نالش کرنے کی خاطر وکیل مقرر کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر زید سے مصالحت کرنے کا حلف کرے اسکے بعد اس سے صلح کرانے کی خاطر وکیل مقرر کرے اور وکیل اس کے ساتھ صلح کرے تو قضاءً قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ صلح کے اندر یہ عہدہ وکیل کے ذمہ سپرد نہیں کیا گیا (محیط سرخسی) کوئی شخص حلف کرے کہ دو ہزار دراہم خرچ نہیں کریگا اس کے بعد ان دراہم سے اپنے قرضہ کی ادائیگی کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ عرف کے لحاظ سے اسے خرچ کرنا نہیں کہتے بعض فقہاء کے نزدیک قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر اس طریقے سے بھی نہ دینے کا قصد کرے تو متفقہ طور پر قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ اس نیت وقصد کے اظہار سے اس نے اپنی ذات پر سختی کی ہے۔ مگر عرف کے اعتبار سے اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا (وجیز کردری) کوئی شخص قرضہ اپنے ذمہ نہ

کا حلف کرے۔ اس کے بعد کسی عورت کو نکاح میں لائے تو دین مہر کے اعتبار سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر بیع سلم[۵۱] کے اندر درہم لے لے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (خلاصہ) کوئی شخص ایسا فعل نہ کرنے کا حلف کرے تو اسے دائمی طور پر ترک کر دے (ہدایہ) اگر حلف کرے کہ ضرور اس طرح کروں گا تو ایک مرتبہ کر لینے سے حلف پورا ہو جانے کا حکم ہوگا چاہے زبردستی کرے یا بخوشی و رضامندی چاہے ارادتاً اور یاد ہونے کی حالت میں کرے یا بھول کر چاہے اپنی ذات کے لئے کرے یا کسی اور کی جانب سے وکیل ہونے کی حیثیت سے انجام دے۔ اور اگر وہ یہ فعل انجام نہ دے تو اس کی قسم نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا تا آنکہ اس کی جانب سے اس فعل کی انجام دہی کے سلسلہ میں ناامیدی ہو جائے اور اس کی شکل یہ ہے کہ وہ اس فعل کو انجام دیئے بغیر موت کی آغوش میں سو جائے لہٰذا اس پر ادائیگی کفارہ کی وصیت لازم ہوگی۔ یا یہ شکل ہے فعل کے انجام دینے کا محل و مقام ہی ختم ہو جائے مثلاً حلف کرے کہ زید کو زدوکوب کروں گا یا روٹی کھاؤں گا۔ اس کے بعد اس فعل کے انجام دینے سے یعنی زدوکوب کرنے سے قبل ہی زید مر جائے یا کوئی اور شخص وہ روٹی کھا لے تو قسم ٹوٹ جائیگی۔ یہ حکم قسم کے مطلق (بلاقید) ہونے کی شکل میں ہے۔ اگر حلف مقید ہو مثلاً حلف کرے کہ آج کے دن یہ روٹی ضرور کھاؤں گا تو اگر وقت گذرنے سے پہلے فعل کی انجام دہی کا محل و مقام فوت ہو گیا ہو تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ قسم ٹوٹنے کا حکم فرماتے ہیں اور امام ابو یوسفؒ کی رائے اس سے مختلف[۵۲] ہے۔ (فتح القدیر)

کوئی شخص حلف کرے کہ وہ حرام نہیں کریگا تو نکاح فاسد کی بنا پر قسم نہیں ٹوٹے گی اسی طریقے سے چوپایہ (حیوان) کے ساتھ صحبت کرنے کے باعث بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ اگر حلف کے الفاظ سے یہ بات واضح ہوتی ہو کہ اس نے اس کی بھی نیت کی تھی مثلاً حلف کرنے والا دیہات کے ان پڑھ گنواروں میں سے تھا جن کا معمول چوپاؤں کے پیچھے چلنا ہوتا ہے (سراجیہ) کوئی شخص کسی بھی قسم کی وصیت نہ کرنے کا حلف کرے اس کے بعد مرض الموت کے بدر ہبہ کر دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طریقے سے اگر مرض الموت کی حالت میں اپنے والد کو خریدے اور وہ والد اس کے خریدنے کے باعث اس کی جانب سے آزاد ہو جائے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر حلف کرے کہ آج اسے سو درہم بطور ہبہ عطا کروں گا پھر اسے اس طرح کے سو درہم ہبہ کرے جو ہبہ کرنے والے کے کسی اور شخص پر قرض ہوں اور وہ اسے ان دراہم کی وصولیابی کا وکیل مقرر کر دے تو اپنے حلف کے اندر سچا ثابت ہوگا اور ہبہ کرنے والا اگر ہبہ کردہ شے پر قابض ہونے سے پہلے موت کی آغوش میں سو گیا تو وہ ہبہ کردہ چیز ورثاء کی ملک ہو جانے کی بنا پر ہبہ کئے گئے شخص کو اس پر قبضہ کرنے کا حق نہ رہے گا (فتح القدیر) کوئی شخص حلف کرے کہ زید کام کا حکم کرے اور جس کام سے روکے گا میں اس کی تعمیل کروں گا پھر زید اسے بیوی سے صحبت کرنے سے روکے اور وہ (پھر بھی) اپنی زوجہ سے ہمبستر ہو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی مگر شرط یہ ہے کوئی اس طرح بات نہ ہو جس سے یہ واضح ہوتا ہو کہ اس قسم کے کاموں سے روکنے (یا) انجام دینے کا قصد کیا تھا[۵۳] کوئی شخص فلاں کی خدمت نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کی قمیص اجرت لیکر سی دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور بلا اجرت سینے پر قسم ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے (فتاویٰ کبریٰ) کوئی شخص کہے کہ وہ سارا مال جس پر مجھے ملکیت حاصل ہے وہ ہدی ہے اور دوسرا شخص کہے کہ میرے اوپر اس کے مانند ہے تو اس

۵۱ بیع سلم کی شرائط وغیرہ کے لئے امداد الفتاویٰ و فتاویٰ دار العلوم دیکھئے۔
۵۲ یعنی ان کے نزدیک اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹے گی۔
۵۳ ورنہ اس کی نشان دہی کی صورت میں حکم نیت و دلالت کے مطابق ہوگا

صورت میں دوسرے شخص پر لازم ہے کہ اپنا سارا مال چاہے پہلے شخص مال مقدار میں کم ہو یا زیادہ ہو یا مساوی ہدی کردے البتہ اگر وہ یہ نیت کرلے کہ پہلے شخص کے مال کے بقدر میرا مال ہدی[1] ہے تو حلف اسی مقدار سے متعلق ہوگا۔ کوئی شخص حلف کرے کہ وہ سارا مال جس پر مجھے سال بھر تک ملکیت حاصل ہو ہدی ہے اور دوسرا کہے "اس کی مانند" تو اس صورت میں دوسرے شخص پر کچھ واجب نہ ہوگا (ایضاح)، کوئی شخص اس (معین) شخص کو نہ پہچاننے کا حلف کرے درانحالیکہ وہ صورت آشنا ہو لیکن اس کے نام سے آگاہ نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی اسی طریقے سے یہ مسئلہ اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس صورت میں نا آشنا بھی ہونے کی نیت کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا اگر وہ اس طرح کی نیت کرے تو اس نے اپنی ذات کو سختی میں مبتلا کرلیا اور لفظ کے اندر یہ معنی مراد لئے جانے کا احتمال ہے اور لے سکتے ہیں یہ حکم اس شکل میں ہے کہ قسم کھائے گئے شخص کا کوئی نام ہو اور اگر وہ کسی نام سے موسوم نہ ہو جیسے کسی شخص کے یہاں لڑکے کی پیدائش ہو اور ہمسایہ اسے دیکھ کر حلف کرے کہ میں اس لڑکے سے آشنا نہیں درانحالیکہ ابھی تک اس کا کوئی نام رکھا گیا ہو تو کیونکہ اس لڑکے کا کوئی مخصوص نام نہیں کہ نام سے آشنا ہونے کی شرط لگائی جائے اور وہ صورت آشنا ہے اس لئے اس کی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (محیط و ظہیریہ)، کوئی شخص حلف کرے کہ تاوقتیکہ فلاں شخص اس شہر کے اندر موجود ہے یہ کام انجام نہ دونگا۔ اس کے بعد فلاں ذکر کیا گیا شخص شہر مذکور سے چلا جائے اور وہ یہ کام انجام دے اس کے بعد وہ شخص اسی شہر میں لوٹ آئے اور وہ از سر نو وہی کام انجام دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتح القدیر)، کوئی شخص جمعہ کے دن کام نہ کرنے کا حلف کرے اور حلف کرنے والے کے پاس ایک کپڑا قمیص سلوانے کی خاطر موجود ہو اور وہ اس کپڑے کو درزی کے پاس لیجاکر درزی سے قمیص سینے کے لئے کہے اور درزی قمیص سی دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاویٰ کبریٰ)، مجموع النوازل کے اندر لکھا ہے کہ زید کسی شے کو ہدیتاً عمرو کے پاس بھیجے اور عمرو کہے کہ اگر میں تجھکو اس ہدیہ کے بدلے قبا عطا نہ کردوں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ پھر کچھ مدت بیت جائے اور عمرو اسے دس دراہم عطا کرے اور اس کے ساتھ قبا نہ دینے کے بارے میں مصالحت کرلے[2] تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قبا کے باقی اور حلف کرنے والے کے بقید حیات رہنے تک قسم نہیں ٹوٹے گی۔ لہٰذا اگر بعد میں (بھی) قبا عطا کردے تو اپنے حلف میں سچا قرار دیا جائیگا (خلاصہ)، کوئی شخص اس قلم سے نہ لکھنے کا حلف کرے پھر اسے توڑ ڈالے۔ اس کے بعد از سر نو اسے ٹھیک کرکے اسی قلم سے لکھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اسی طریقے سے اگر اس چھری کے ذریعہ نہ کاٹنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اسے توڑ دے اور از سر نو بنوا کر اس کے ذریعہ تراشنے کا کام لے تو قسم توڑنے والا قرار نہیں دیا جائیگا (حاوی)، کوئی شخص فلاں عورت کی شکل نہ دیکھنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد نقاب ڈال کر اس کی صورت دیکھے تو تاوقتیکہ نصف سے زیادہ چہرہ کھلا ہوا نہ ہو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص فلاں کی صورت نہ دیکھنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اسکی شکل مہین و باریک پردہ یا کسی شیشہ کے پیچھے دیکھ لے اور اس پردہ یا شیشہ میں اس کی صورت نظر آرہی ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اس کے برعکس اگر آئینہ پر نظر ڈالنے کے باعث اس کی صورت (چہرا) دکھائی دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاویٰ کبریٰ)، کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں فلاں شخص کو دیکھوں اور اسے زد وکوب نہ کروں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اسے ایک میل یا ایک میل سے زیادہ فاصلہ سے دیکھے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ ابھی اس کا دیکھنا ثابت نہیں ہوا۔ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر تجھ سے ملاقات ہو اور میں تجھ کو سلام نہ کروں تو میرا غلام نعمت آزادی

---

[1] مکہ مکرمہ کے محتاجوں و فقیروں کو بطور صدقہ دیا جانے والا مال۔ [2] یعنی بجائے قبا کے دس دراہم دیدے اور وہ اس پر بخوشی تیار ہوجائے۔

سے ہمکنار ہے تو بوقتِ ملاقات اسے سلام کرنا چاہیئے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر کہے کہ اگر میں تیرے گھوڑے کو تجھ سے کچھ روز کے لئے مانگوں اور تو مجھکو عطا نہ کرے تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے تو اس شکل میں بھی ضروری ہے کہ مانگنے کے ساتھ ساتھ انکار نہ کرنا اور نہ دینا پایا گیا ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسری نیت ہونے کی صورت میں قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) منتقی کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص فلاں کی طرف نہ دیکھنے کا حلف کرے پھر اس کے پیر یا سر یا ہاتھ کی جانب نظر کرے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر پیر یا ہاتھ کی جانب دیکھے تو اس سے دیکھنا ثابت نہیں ہوا۔ دیکھنا اسے کہا جائیگا کہ اس کے چہرہ یا جسم یا سر کی جانب دیکھے۔ اگر وہ سر کے اوپر کے حصے (چندیا) کی جانب دیکھے تب بھی اسے دیکھنا قرار نہ دیں گے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر اسے دیکھے درانحالیکہ اسے پہچان نہ سکے تو اس کے دیکھنے کے ثابت ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اسے سر سے پیر تک کفن کے مانند کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھے اور اس کا سر و بدن علیحدہ علیحدہ نمایاں و ظاہر ہو اور اس قسم کا کپڑا ہو کہ باریک ہونے کے باعث اس کے جسم یا سر کی ساخت و ہیئت (صاف) معلوم ہو جاتی ہو تو اسے دیکھنا قرار دیں گے اور دیکھنا ثابت ہو جائیگا۔ اور اگر کپڑے میں سے (موٹا ہونے کی بنا پر) جسم کی ساخت وغیرہ کا پتہ نہ چلتا ہو تو اسے دیکھنا قرار نہ دیں گے اور سینہ و پیٹ دیکھے تب بھی اسے ہی دیکھنا شمار کیا جائیگا۔ اور سینہ و پیٹ کا زیادہ حصہ دیکھنا اسے (گویا کل کو) دیکھنا شمار کریں گے اور تھوڑا یعنی آدھے سے کم دیکھنے کو (کل کا) دیکھنا قرار نہیں دیا جائیگا۔ اگر کسی عورت کے بارے میں نہ دیکھنے کا حلف کرے اس کے بعد ذکر کی گئی عورت کو بحالت نقاب کھڑے یا بیٹھے ہوئے دیکھ لے تو اس کا شمار دیکھنے میں ہوگا البتہ اگر نیت و قصد یہ ہو کہ اس کا چہرہ نہیں دیکھے گا تو دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کرنے اور قضاءً تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ لیکن اگر ذکر کئے گئے حلف سے قبل اس طرح کی بات چیت ہو جس سے اسکی نیت و منشا کی نشان دہی ہوتی ہو تو قضاءً بھی اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ اگر میں فلاں کو دیکھوں تو میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے پھر فلاں شخص کو مردہ یا کفن پہنے ہوئے دیکھے درانحالیکہ اس کا چہرہ ڈھکا ہوا ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ چاہے بحالت حیات یا مرجانے کے بعد بہر صورت دیکھنے کی تعریف صادق آئیگی اور مرنے کے بعد دیکھنے کا حکم بھی اسکی زندگی میں اسے دیکھ لینا کا سا ہوگا (محیط) زید عمرو سے کہے کہ اگر میں خالد کو دیکھوں اور تجھے مطلع نہ کروں تو میرا غلام نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہے اس کے بعد خالد کو عمرو کے ہمراہ دیکھے تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ زید کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اس کے غلام کے آزاد نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر زید کہے کہ اگر میں خالد کو دیکھ کر اسے تیرے پاس نہ لاؤں تو اس صورت میں میرا غلام نعمت آزادی سے ہمکنار ہے اور مسئلہ کی باقی شکل اوپر ذکر کئے گئے مسئلہ کی سی ہو تب بھی اس کے غلام کے آزاد نہ ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) بحوالہ ہشامؒ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ واللہ فلاں شخص کی موت و حیات میں نہیں آؤنگا تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بحالتِ حیات نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے غم و خوشی کے موقع پر نہ آئے اور موت میں نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے موت کی آغوش میں سو جانے پر نہ آئے۔ زید کہے کہ اگر میں عمرو کو حرام (موقع) پر نہ دیکھوں تو اس صورت میں میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس کے بعد عمرو کو کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی میں دیکھے تو امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کیونکہ محض خلوت کا شمار کرنا بعض میں ہو حرام میں نہیں اس لئے اسکی قسم ٹوٹ جائیگی (ظہیریہ) کوئی شخص بزبان فارسی کہے "ہزار درم از مال من بدرویشاں دادہ" (میرے مال میں سے ہزار دراہم فقراء کو دیدیئے جائیں) اور ابھی اتنا ہی کہنے کی نوبت آئی کہ کوئی اس کے منہ کو بند کرلے درانحالیکہ اس سے آگے اس کا یوں کہنے کا ارادہ ہو کہ "اگر کنم" (اگر ایسا کروں) تو اس صورت میں مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ بطور احتیاط اسے ہزار دراہم صدقہ کردینے

چاہئیں اور اگر عتاق (آزاد کرنے) یا طلاق کے ساتھ حلف منعقد کرنے کا ارادہ ہو تو عتاق اور طلاق دونوں میں سے کسی کے بھی واقع ہونے کا حکم نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، فتاویٰ شمس الاسلام کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا مثلاً دھونے کی خاطر دھوبی کو دے۔ اس کے بعد دھوبی کپڑے کا انکار کر دے اور وہ شخص حلف کرے کہ میں اگر تجھے کپڑے نہ دینے کی صورت میں میرا غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے درانحالیکہ حقیقتاً اس شخص نے وہ کپڑا دھوبی کے لڑکے یا شاگرد کے حوالہ کیا تھا تو فرماتے ہیں کہ اگر لڑکے یا ذکر کئے گئے شاگرد کا شمار اس کے عیال میں ہوتا ہو تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ اگر وہ محض دھوبی ہی کو دینے کی نیت کرے تو اس صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی (خلاصہ)، کوئی شخص بزبان عربی اپنی زوجہ کی طلاق کا حلف اس بات پر کرے کہ "لا ادع فلانا یمر علی هذه القنطرة" (فلاں شخص اس پل پرسے گذرنے کی خاطر نہیں چھوڑوں گا)، اس کے بعد محض زبان سے روکے تو اپنے حلف میں سچا قرار دیا جائیگا۔ کوئی شخص اپنے لڑکے سے کہے کہ اگر میں تجھکو چھوڑ دوں کہ تو فلاں کے ہمراہ کام انجام دے تو میری زوجہ طلاق والی ہے اس صورت میں اگر مذکور لڑکا حد بلوغ کو پہنچ چکا ہو اور اس کے قول کے مطابق وہ اسے روکنے پر قادر نہ ہو اور وہ اسے زبان سے منع کرے تو اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا اور لڑکا نابالغ ہو تو حلف میں اس وقت سچا قرار دیا جائیگا جبکہ قولاً و فعلاً دونوں طرح روکے۔ کوئی شخص اپنے صہر (داماد) کی مقبوضہ زمین کے بارے میں مدعی ہو اور حلف کرے کہ اگر میں اس دعوے کو ترک کر دوں حتی کہ یہ زمین لے لوں تو میری زوجہ طلاق والی ہے تو اس صورت میں مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اس کے ساتھ جھگڑے اور کامل مال کسی وقت بھی نزاع و جھگڑے کو ترک نہ کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر حلف کرے کہ واللہ اسے نہیں چھوڑوں گا کہ وہ اس قصبے سے چلا جائے اس کے بعد وہ چلا جائے اور حلف کرنے والے کو اس کے چلے جانے کا علم نہ ہو تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر اسے جاتے دیکھنے کے باوجود نہ روکے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا اور اگر اس کے ہمراہ ہو جائے لیکن اسے روکنے پر قادر نہ ہو حتیٰ کہ وہ قصبہ سے نکل جائے تو قسم نہ ٹوٹیگی (فتاوی قاضی خاں) اگر حلف کرے کہ یہ سب گندم (ہی) ہوں تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس کے بعد دیکھنے پر پتہ چلے کہ وہ گندم اور چھوہارے ہیں تو امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ اس کی قسم ٹوٹنے کا حکم فرماتے ہیں۔ اگر کہے "ان کانت هذه الجملة الا حنطة" (اگر ہو یہ سب مگر گندم) تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس کے بعد وہ گندم اور چھوہارے نکلیں تو اسکی قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر سارے گندم ہوں تو امام ابویوسفؒ کے قول کے مطابق قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دونوں شکلوں میں وہ قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ (ایضاح) اسی طریقے سے اگر یہ جملہ اس طرح ہو "سوائے گندم" یا "غیر گندم" تو اس کا حکم "الا گندم" کا سا ہوگا۔ یعنی امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کے اقوال میں اختلاف اوپر ذکر کیا گیا سا ہوگا (بدائع) منتقی میں ابراہیمؒ سے مروی ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کہے کہ اگر سفر طویل نہ کروں تو فلاں باندی نعمت آزادی سے ہمکنار ہے تو فرماتے ہیں کہ اگر وہ تین دن سے زیادہ کی مسافت کا سفر کرے تو حلف کا مدار اس کی نیت پر ہوگا اور کچھ نیت نہ ہونے کی شکل میں یہ حلف ایک ماہ کے سفر سے متعلق ہوگا (محیط)، فتاویٰ ماوراء النہر کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ ابونصر دبوسیؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص حلف کرے لیکن یہ یاد نہ رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی یا روزوں کے رکھنے یا زوجہ پر طلاق واقع ہونے میں سے کس کے بارے میں حلف کیا تھا تو فرماتے ہیں کہ اس صورت میں طلاق سے متعلق قرار دی جائیگی۔ البتہ اگر اسے یاد آجائے تو اسی کے مطابق حکم ہوگا (تاتارخانیہ)، کوئی شخص ایک خادم کے متعلق جو کہ اس کا خدمت گذار ہو حلف کرے کہ اس سے کوئی خدمت نہیں لوں گا تو اس مسئلہ کے اندر دو شکلیں ہیں۔

(۱) ذکر کئے گئے خادم پر اس کو ملکیت حاصل ہو۔ اس پہلی صورت کی بھی چار شکلیں ہیں۔ (۱) حلف کے بعد اس سے

صاف و واضح طور پر خدمت طلب کرے مثلاً کہے کہ میری خدمت بجالاؤ تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اس کا حکم ظاہر ہے۔ (۲) حلف کے بعد آقا کے حکم کے بغیر وہ آقا کی خدمت کرے اور آقا اسے خدمت سے نہ روکے اور خدمت کا موقع دے درانحالیکہ اس کا معمول حلف سے قبل تھا کہ وہ آقا کے حکم سے خدمت بجالاتا تھا تو اس صورت کے اندر بھی قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائیگا (۳) آقا کے حکم کے بغیر خدمت کرے اور حلف سے قبل بھی اس کا معمول آقا کے حکم کے بغیر خدمت انجام دینے کا رہا ہو تو اس صورت کے اندر بھی قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ (۴) حلف کے بعد بعد وہ بلا حکم آقا اس کی خدمت انجام دے اور حلف سے پہلے اس کا معمول خدمت کا نہ ہو تو اس صورت میں قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ باقی رہی دوسری شکل۔ اس کے اندر تفصیل یہ ہے کہ ذکر کیا گیا خادم کسی اور کا غلام ہو اور اس کے اندر بھی ذکر کی گئی چار صورتیں ہیں جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ لیکن اس دوسری شکل کے اندر پہلی دو صورتوں کے واقع ہونے پر قسم ٹوٹ جائے گی اور آخری دو صورتوں کے واقع ہونے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اگر کوئی شخص زید کے مملوک خادم سے خدمت نہ لینے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اسی ذکر کئے گئے خادم سے صراحتاً نہیں بلکہ اشارتاً وضو کے لئے یا پینے کی خاطر پانی طلب کرے اور حلف کے وقت اس کی نیت کسی بھی طرح کی خدمت نہ لینے کی ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹ جائے گی چاہے فلاں خادم اسکی خدمت انجام دے یا نہ دے اور اگر وہ حلف کے اندر یہ نیت کرے کہ اس طریقے سے خدمت نہ لوں گا کہ میں اسے خدمت کرنے کے لئے کہوں اور وہ کہنے پر خدمت بجالائے تو دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کرنے اور قضاءً تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر حلف کرے کہ زید کا خادم میری خدمت انجام نہ دے۔ اس کے بعد حلف کرنے والا اور زید کھانے کے لئے ساتھ ہی دستر خوان پر بیٹھیں اور یہی خادم ان کے کھانے پینے کی خبر گیری کی خدمت انجام دے رہا ہو تو اس صورت میں اس حلف کرنے والے کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ یہ بات واضح رہے کہ گھر کے ہر اندرونی کام کو خدمت کہا جاتا ہے اور بیرونی کام مثلاً خریدنا اور بیچنا وغیرہ کو تجارت کہتے ہیں اور ان کا شمار خدمت کے اندر نہیں ہوتا[1] اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ غلام اور باندی دونوں ہی کو خادم کہتے ہیں چاہے غلام اور باندی بڑے ہوں یا اتنے چھوٹے کہ خدمت کرنے کے قابل ہوں (ظہیریہ) یہ بات واضح رہے کہ کھیتی باڑی میں جس جگہ زمین کے مالک اور کاشتکار کا ذکر ہوتا ہے تو مقصود زمین کے آبائی موروثی مالک نہیں ہوتے بلکہ وہ کاشتکار مراد ہوتے ہیں جو بٹائی کے اوپر جوتتے بوتے ہیں۔ نیز اس سے مراد بٹائی پر باغ کو بچانے (اور حفاظت کرنے والے) عامل (کام کرنے والے لوگ) ہیں۔ زمین کے باغ کے مالک ہونے سے انکار عقد مزارعت (کاشتکاری) اور مخابرت کے اندر ہوا کرتا ہے۔ اس کی پوری تفصیل مع اس کی قسموں کے اور (ائمہ کا) اختلاف کتاب المزارعت کے اندر ملے گا۔ کتاب المزارعت کو دیکھ کر اس سے آگاہ ہونا چاہیئے۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو (اب) ہم یہ کہتے ہیں کہ کتاب کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص حلف کرے کہ وہ فلاں شخص کا کاشتکاروں میں نہیں ہوگا درانحالیکہ وہ اس موقع پر فلاں شخص کا کاشتکار ہو یا کہے کہ میں فلاں کی زمین میں جوتو لگا درانحالیکہ فلاں شخص اس کے پاس موجود ہو اور فلاں ذکر کیا گیا شخص غائب ہو اور وہ اسی وقت عقد جو باہم دونوں کے درمیان ہے توڑنا ممکن نہیں تو قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ قسم ٹوٹنے کے لئے اس کا فلاں شخص کے کاشتکاروں میں سے ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ شرط پائی گئی اور وہ اس کے اندر شرعی عذر کی بنا پر معذور نہیں۔ اور اگر وہ زمین کے مالک کے پاس عقد مزارعت ختم کرنے وتوڑنے کی خاطر چلے تو قسم نہیں ٹوٹے گی خواہ زمین کا مالک شہر کے اندر موجود نہ ہو بلکہ کہیں شہر سے باہر گیا ہوا ہو کیونکہ اتنی تاخیر کے حلف سے مستثنیٰ قرار دی جاتی ہے لہٰذا اس طرح ہوا جیسے کوئی شخص اس گھر میں نہ رہنے

---

[1] ہمارے عشر کے اعتبار سے ان کا شمار بھی خدمت میں ہوتا ہے۔

کا حلف کرے اور نکلنا چاہے۔ لیکن وہ کنجی فوری طور پر نہ پائے مگر کچھ دیر کے بعد ملے تو تاوقتیکہ وہ کنجی کی تلاش کے اندر لگا رہے گا قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح یہاں بھی حکم ہوگا۔ اگر وہ حلف کے بعد زمین کے مالک کے پاس پہنچکر اسے زمین لوٹانے کے علاوہ اور کسی کام میں لگ گیا تو قسم ٹوٹ جائیگی جس طرح کہ مکان کے مسئلہ میں ہے کہ کنجی تلاش کرنے کے علاوہ کسی اور کام میں لگ جانے سے قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ یہ کام حالف سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔ اور اگر کوئی شخص اسے زمین کے مالک کے پاس پہنچنے سے روکدے یا زمین کا مالک شہر کے اندر ہی ہو لیکن اس کے پاس جانے سے کوئی شخص اسے روک دے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا کیونکہ اس کی قسم ٹوٹ جانے کی شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ وہ فلاں شخص کا کاشتکار رہے اور رد کردینے کی بنا پر کاشتکار رہنا متحقق و ثابت نہیں ہوا۔ اس کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ اس طرح کہے کہ اگر میں فلاں شخص کی کاشتکاری ترک نہ کروں تو اس طرح ہے۔ تو فقہاء کی رائے کا اختلاف اور مسئلہ کا دو اقوال پر ہونا لازم ہے جس طرح کہ ہم گھر کی سکونت کے مسئلہ کے اندر ذکر کر چکے ہیں (فتاوی کبری) شیخ نجم الدینؒ سے پوچھا گیا کہ اہل حرفت (پیشہ ور) کوئی شخص اپنے کام کے اوزاروں سے کام نہ کرنے کا حلف کرے "اگر دست برآنہا نہم فکذا" (اگر انھیں ہاتھ لگاؤں تو ایسا ہے) پھر کام کرنے کی غرض سے بلکہ یوں ہی بلا مقصد انھیں ہاتھ لگائے تو اس صورت میں قسم توڑنے والا شمار ہوگا یا نہیں تو شیخ نجم الدینؒ نے جواب دیا کہ قسم توڑنے والا قرار نہیں دیا جائیگا (خلاصہ) کوئی شخص بزبان فارسی کہے کہ "اگر من کشت کنم درین دہ زن من طالقہ است" (اگر میں اس دیہات کے اندر کھیتی کروں تو میری زوجہ طلاق والی ہے) پھر وہ کپاس یا خربوزہ کی کھیتی کرے تو اس صورت میں بھی) قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور کسی اور شخص کی بوئی ہوئی کھیتی کو پانی دینے یا کسی اور کی ہل چلائی (جوتی) ہوئی کھیتی کاٹنے کی شکل میں قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر کسی اور کو زمین کاشتکاری کے لئے دیدی یا زراعت کی خاطر کسی اور شخص کو اجرت کے اوپر مقرر کرے اور وہ شخص زراعت کرے تب بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ آدمی اس طرح کا ہو کہ اس کام کو خود انجام دیتا ہو۔ تو کیونکہ اس نے اپنے آپ کھیتی نہ کی بلکہ دوسرے شخص سے کرائی اس لئے قسم نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر بوقتِ حلف یہ نیت کرلے کہ دوسرے شخص کو بھی حکم نہیں کریگا تو اس کے قول کی تصدیق کرنے اور قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اس لفظ کے یہ معنی بھی مراد لئے جا سکتے ہیں اور یہ معنی مراد لینے کی بنا پر اس کے لئے آسانی کی صورت پیدا نہیں ہوتی بلکہ سختی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر اس کا غلام یا مزدور اس کی خاطر کھیتی کرے درانحالیکہ حلف سے قبل اسے حکم دے چکا تھا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر وہ خاص طور پر کھیتی نہ کرنے کا قصد و نیت کرے تو اسی کے مطابق حکم ہوگا (فتاوی کبری) اگر زمین کا مالک یا کاشتکار کہے "اگر ایں کشت مرا بکار آمد زن من طالقہ است" (اگر یہ کھیتی میرے لئے کار آمد ہو تو میری زوجہ طلاق والی ہے) اس کے بعد اپنے حصۂ پیداوار کو بیچ ڈالے یا کسی شخص کو قرض کے اندر دیدے یا ہبہ کردے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر کوئی شخص ضائع کردے اور مالک اس سے تاوان وصول کرکے اپنے نفقہ کے اندر خرچ کرے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (خلاصہ) کوئی شخص کہے کہ اگر میں فلاں کے واسطے ایک عدلیہ[3] یا نصف عدلیہ کا ضامن ہوں تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ پھر اس کے لئے کسی شخص کی جانب دس غطریفیہ[4] دراہم کا ضامن بن جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص فلاں کے لئے کام نہ کرنے کا حلف کرے اور وہ شخص موزہ ساز ہو اور دوکاندار موزہ سازی کے آلات خرید کر موزہ تیار کرے اس کے بعد فلاں شخص کے ہاتھ بیچدے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا (خزانۃ المفتین) شیخ الاسلام سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص اپنے پاس کرایہ پر چلانے کی اشیاء رکھتا ہو اور وہ حلف

---

[2] یعنی مثلاً پیر اعلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہے [3] کم قیمت والا درہم [4] عدلیہ سے کچھ اچھا درہم۔

کرے کہ اگر اشیاء کرایہ پر چلاؤں تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس کے بعد اس کی زوجہ ان اشیاء کو کرایہ و اجارہ پر دیدے
اور ان اشیاء کو خود ہی لے لے (پھر) چاہے خود خرچ کرے یا اپنے خاوند کو دیدے تو ذکر کئے گئے خاوند کی قسم نہیں ٹوٹیگی
اور اگر ذکر کیا گیا شخص اجرت پر لینے والے لوگوں سے کہے کہ تم ان گھروں میں رہو۔ تو شیخ الاسلام سے اس شکل کے
بارے میں کچھ نقل نہیں کیا گیا۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اس شکل کا حکم بھی اجارہ کا سا ہونا چاہیئے اور اس کی قسم
ٹوٹ جانی چاہیئے۔ اسی طریقے سے اگر وہ کرایہ پر مکان لینے والوں سے ایسے ماہ کے کرایہ کا تقاضہ کرے جس میں ان لوگوں
کا قیام گھروں میں نہیں تھا یعنی پیشگی اجارہ و کرایہ کا تقاضہ کرے تو اس کی یہ بات بھی اس کی جانب سے اجارہ شمار ہوگی اور
وہ اپنا حلف توڑنے والا قرار دیا جائیگا۔ اور اگر وہ ایسے ماہ کے کرایہ کا تقاضہ کرے جس میں ان لوگوں کا قیام گھروں میں رہا
ہو یعنی پچھلا واجب کرایہ طلب کرے تو اسے کرایہ قرار نہ دیں گے اور اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط) کوئی شخص سونا یا چاندی
نہ چھونے کا حلف کرے پھر سکہ (مُہر) زدہ سونا چاندی چھوئے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) اگر لکڑی نہ چھونے
کا حلف کرے اس کے بعد کسی درخت کی یا لو (چھال) چھولے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اس کے برعکس اگر درخت کی شاخ
یا عود (خوشبودار لکڑی) نہ چھونے کا حلف کرے اور پھر یا لو چھولے تو قسم ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر بال نہ چھونے
کا حلف کرے اس کے بعد کمبل چھولے تو قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر صوف (اون) نہ چھونے کا حلف کرے اس کے بعد
نمدہ چھولے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (خزانۃ المفتین) اگر نمدہ نہ چھونے کا حلف کرے پھر اسے چھوے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (مبسوط)
اگر زمین پر نہ چلنے کا حلف کرے اس کے بعد جوتہ یا موزہ پہنکر زمین پر چلے تو قسم ٹوٹ جائیگی۔ اگر زمین کے اوپر بستر یا فرش بچھا ہوا
ہو اور اس پر چلے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ظہیریہ) اگر کسی جوتہ کے متعلق نہ پہننے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کے تسمہ کو کاٹ
کر دوسرا تسمہ لگائے اور اسے پہن لے تو قسم توڑنے والا شمار کیا جائیگا (خزانۃ المفتین) اگر اپنی جانب اشارہ کرتے
ہوئے اس طریقے سے کہے کہ اگر کوئی شخص سر کے اس سر کو نہ چھوئے یا اپنی جانب نسبت و اشارہ کئے بغیر اس طرح سے کہے
کہ "اگر کوئی شخص اس سر کو نہ چھوئے تو میری باندی حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔" اس کے بعد حلف کرنے والا اپنے آپ
چھولے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام محمد "رقیات" کے اندر ذکر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص آج کے دن بال نہ چھونے کا
حلف کرے پھر اپنے سر کو چھولے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور دوسرے کا سر چھونے کی صورت میں قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا
(خلاصہ) کوئی شخص جوا نہ کھیلنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد کہے "دست عاریت داد" تو قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر جوا ہی
کرے تو مختار و پسندیدہ قول کے مطابق قسم نہیں ٹوٹے گی (خزانۃ المفتین) کوئی شخص شفعہ نہ کرنے کا حلف کرے اس کے
بعد خاموش رہے اور نالش نہ کرے حتیٰ کہ شفعہ باطل ہو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر شفعہ کرنے کی خاطر کسی کو
وکیل بنائے تو قسم ٹوٹ جائے گی (ظہیریہ) کوئی شخص مزدوروں کو کام کرانے کی خاطر اجرت پر لے پھر کوئی کاریگر
اس کا کام نہ کرنے کا حلف کرے۔ اس کے بعد اس کی رائے اس کا کام انجام دینے کی ہو جائے تو فرماتے ہیں کہ وہ کاریگر
جس چیز کے ذریعہ اس کا کام کیا کرتا تھا اسے چاہیئے کہ اس کو خرید کر اسی کے ہاتھ بیچ ڈالے اسی طریقہ سے اگر کوئی جولاہا
حلف کرے کہ سال بھر تک کسی شخص کا سوت لیکر اس کا کپڑا اگر بن کر دوں تو اس صورت میں میری زوجہ طلاق والی ہے
اس شکل میں اگر وہ اس شخص سے جس سے کہ سوت خریدا ہے بننے کے بعد اسی کو بیچ دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی
اور اگر خمار (اوڑھنی یا دوپٹہ) سوت خریدے بغیر بن دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ خمار مخصوص شے کا الگ نام ہے (فتاویٰ نسفی)
کوئی شخص حلف کرے کہ "من پیش کدخدائی فلاں نکنم اگر کارے فرماید بکنم" (آئندہ نہ میں کسی کی کدخدائی (دھوانی) کروں گا
نہ کسی کی وکالت کرونگا البتہ کسی کام کے بارے میں کہے گا تو کر دوں گا) اس بات پر حلف کر چکنے کے بعد وکیل بنانے والا

حلف کرنے والے نے جس معین شے پر حلف کیا ہے اس کے اوپر کسی دوسرے کو مقرر کر دے۔ اس کے بعد وکیل بنانے والا حلف کرنے والے کو اس کام کے انجام دینے کا حلف کرے اس صورت میں اگر حلف کرنے والا اس کی خاطر یہ کام انجام دیگا تب بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ (خلاصہ) کوئی شخص حلف کرے کہ اگر میں اس گھر میں کوئی عمارت بناؤں تو میری زوجہ طلاق والی ہے۔ اس کے بعد ایسی دیوار جو ہمسایہ اور اس میں مشترک ہو خراب ہو جائے اور وہ یہ دیوار تعمیر کرے اور اس سے مقصود ہمسایہ کے گھر کی تعمیر ہو تو وہ اپنا حلف توڑنے والا شمار ہوگا (خزانۃ المفتین) شیخ الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص کہے کہ اگر میں کل کے دن فلاں کے مکان کو خراب نہ کردوں تو میرا غلام حلفۃً غلامی سے آزاد ہے۔ اس کے بعد اسے قید کرکے روک دیا جائے یہاں تک کہ وہ فلاں کے مکان کو خراب نہ کرے تو فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں اور فتوے کے لئے پسندیدہ دراج قول یہ ہے کہ اس کی قسم ٹوٹ جائے گی (ذخیرہ)

کتاب الحدود[1]

اس کے اندر چھ باب ہیں

پہلے باب کے اندر حد شرعی کی تفسیر اس کے حکم و شرط اور رکن کا ذکر ہے۔ شرعاً حد ایسی مقرر و متعین سزا کا نام ہے جو اللہ کے حق کی بنا پر ہو لہٰذا قصاص جو کہ بندہ کا حق ہے اور اسی طرح تعزیر انھیں حد کہنا درست نہ ہوگا کیونکہ ان کی مقدار (شرعاً) مقرر و متعین نہیں ہے (ہدایہ) حد کا رکن یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین اسے نافذ کرے یا وہ نافذ کرے جو کہ خلیفہ کے قائم مقام ہو۔ اور حد قائم ہونے کی شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ جس پر حد لگائی جانے والی ہو وہ صحیح و سالم جسم والا اور صحیح العقل ہو اور عبرت خیزی اور ڈرنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو لہٰذا پاگل شخص اور ایسا شخص جو نشہ میں مدہوش ہو اور بید الشی نحیف۔ ولاغر شخص پر حد نافذ نہ ہوگی۔ البتہ اگر تندرست ہو جائے اور افاقہ ہو جائے تو حد نافذ ہوگی (محیط سرخسی) حد کا اصل حکم (و سبب) یہ ہے کہ وہ فعل جو اللہ کے بندوں کے نقصان کا باعث بنے اس سے خوف کی بنا پر باز رہے اور دار الاسلام فساد و بے اطمینانی سے محفوظ رہے۔ حد کا اصل حکم اور اس کا حاصل گناہوں سے پاکی نہیں ہے کیونکہ گناہوں سے پاکی توبہ کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے نفاذ حد سے نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ کافر پر حد نافذ کی جاتی ہے درانحالیکہ اسے (اس کے ذریعہ) گناہوں سے پاکی حاصل نہیں ہوتی (تبیین)

باب دوم

زنا کا بیان

زنا کسی شخص کے ایسی عورت فرج (پیشاب گاہ) سے شہوت پوری کرنے کا نام ہے جو اس کے لئے حرام ہو۔ نزدہ

[1] ہو لغۃ المنع وشرعاً عقوبۃ مقدرۃ وجبت حقاللّٰہ تعالیٰ زجراً فلا تعزیر ولا قصاص حد لانہ خاولی والزنا الموجب للحد وطی مکلف ناطق طائع فی قبل مشتہاۃ خال عن ملکہ الخ (در مختار ص ۳۳۹، ضـ ۳۲۰ ج ۱) لہ بلکہ انحصار خلیفہ کی رائے پر ہوگا۔

شخص اس کا مالک ہو اور نہ ملکیت کا شبہ ہو۔ یا عورت کی رضامندی سے مرد کو اس فعل پر دسترس حاصل ہو[1] (نہایہ)، لہٰذا پاگل اور سمجھدار بچہ کی ہمبستری کا شمار زنا میں نہ ہوگا۔ کیونکہ دونوں کے فعل پر اوپر ذکر کی گئی حرمت کی (مکمل) تعریف صادق نہیں آتی (محیط سرخسی)۔ اسی طریقے سے اگر کوئی شخص اپنے لڑکے یا مکاتب[2] کی باندی یا تجارت کی اجازت دیئے گئے مقروض غلام کی باندی کے ساتھ ہمبستری کرے یا جہاد کے اندر مالِ غنیمت میں آئی ہوئی باندی کے یا دارالاسلام میں آجانے پر کوئی غازی (مجاہد) ہمبستری کرے تو ملکیت کے شبہ کی بنا پر اسے زنا قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقے سے اگر بلا گواہوں کے نکاح کی گئی عورت کے ساتھ صحبت کرے یا ایسی باندی کے ساتھ صحبت کرے جس کے ساتھ اس کے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہو یعنی باندی نے اپنے آقا سے اجازت حاصل نہ کی ہو یا غلام ایسی عورت کیساتھ ہمبستر ہو جس سے اپنے آقا کی اجازت حاصل کئے بغیر نکاح کر لیا ہو۔ یا مرد ایسی عورت کے ساتھ ہمبستر ہو جسے آزاد بیوی کے ہوتے ہوئے نکاح میں لایا ہو تو ملک نکاح کے شبہ کے باعث اسے زنا قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقے سے اگر بیٹا اپنی والد کی باندی سے اس شبہ کی بنا پر ہمبستری کرے کہ یہ میرے لئے حلال و جائز ہے تو ملکیت کے شبہ کے باعث اسے بھی زنا شمار نہ کریں گے (نہایہ)، زنا کا رکن مرد عورت کی شرمگاہوں کا مل جانا اور حشفہ[3] غائب ہو جانا قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ صرف اسی سے دخول اور ہمبستری کا تحقق ہو جائیگا۔ اور حد کی شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ وہ حرمت سے آگاہ ہو۔ اگر وہ حرام ہونے سے آگاہ نہ ہو تو شبہ کے باعث حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی)، ظاہری طریقے سے حاکم وقت کے نزدیک زنا کا ثبوت یوں ہوگا کہ چار شاہد وطی (ہمبستری) اور جماع (صحبت) کے لفظ سے نہیں بلکہ "زنا" کے لفظ سے شہادت دیں (تبیین)، ایک شخص کے بارے میں چار شاہدوں کے ایک ہی مجلس کے اندر شہادت دینے پر قاضی ان سے پوچھے گا زنا کسے کہتے ہیں اور اس زنا کا ارتکاب کہاں کیا؟ لہٰذا جب وہ زنا کی حقیقت بیان کر دیں اور کہیں کہ اس نے سرمہ دانی کے اندر سلائی کے مانند دخول کیا۔ پھر قاضی ان سے زنا کی کیفیت پوچھے گا۔ پھر جب وہ زنا کی کیفیت بیان کر دیں گے تو ان سے زنا کا وقت پوچھے گا۔ اگر وہ ایسا وقت بیان کریں جسے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو اور طویل مدت کے بعد گواہی دینا لازم نہ آتا ہو تو زنا کی گئی عورت کے متعلق دریافت کریگا۔ اس کے بعد ان سے مکان کے بارے میں سوال کریگا۔ جب وہ مکان کے متعلق بیان کر دیں اور قاضی ان گواہوں کے عادل ہونے سے واقف ہو تو جس کے بارے میں گواہی دی گئی اس سے احصان (شادی شدہ ہے) کے متعلق سوال کرے گا اگر وہ کہے کہ میں شادی شدہ ہوں یا اس کے انکار کرنے پر گواہ اس کے شادی شدہ ہونے کی شہادت دیں تو حاکم اس سے پوچھے گا کہ احصان کس کو کہا جاتا ہے۔ اگر وہ صحیح صحیح تعریف کر دے تو اسے سنگسار کر دیگا۔ اور اگر وہ صحیح صحیح تعریف نہ کرے لیکن گواہوں سے اس کا شادی شدہ ہونا ثابت ہو جائے تو گواہوں سے احصان کی تعریف پوچھے گا۔ اگر گواہ صحیح تعریف کر دیں گے تو اس کا سنگسار کر دینا لازم ہو جائیگا۔ اگر وہ شخص جس کے بارے میں زنا کی شہادت دی گئی وہ کہے کہ میں شادی شدہ نہیں اور گواہ بھی اس کے شادی شدہ ہونے پر شہادت نہ دیں تو اس صورت میں اس کے (محض) درّے لگائے جائیں گے۔ اور قاضی کے ان گواہوں کے عادل ہونے سے واقف نہ ہونے کی صورت میں قاضی تاوقتیکہ ان کے عادل ہونے سے آگاہ نہ ہو جائے گواہی دیئے گئے شخص کو مقید رکھے (محیط)، اگر چار گواہ کسی شخص کے متعلق زنا کی شہادت دیں۔ لہٰذا ان سے زنا کی حقیقت کیفیت پوچھی جائے اور وہ کہیں کہ ہم اتنا

لے تب بھی اسے زنا ہی کہا جائے گا۔ ٢ے مکاتب وہ غلام جسے آقا نے یہ کہدیا کہ اتنی رقم ادا کرنے پر تو حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ ٣ے آلۂ تناسل کا سر۔

ہی تفصیل سے بیان کریں گے اس سے زیادہ نہیں تو اس صورت میں ان کی شہادت قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا لیکن ان پر حدِ قذف[1] کا بھی وجوب نہ ہوگا کیونکہ زنا کے ثبوت کے لیے جتنے گواہوں کی گواہی کی ضرورت ہوتی ہے ان کی تعداد یہاں پوری ہو گئی اور یہ تعداد پوری اور تعداد مکمل ہونے کی بنا پر ان پر حد قذف جاری نہیں کی جائے گی جس طرح کہ کسی شخص کے بارے میں چار عورتیں زنا کی شہادت دیں تو ان عورتوں پر حد قذف جاری نہیں جائے گی۔ اسی طریقہ سے اگر بعض گواہ تو زنا کی حقیقت وکیفیت بیان کر دیں اور بعض نہ کریں تو جس کے بارے میں گواہی دی گئی اس پر حد جاری نہ ہونے کا حکم ہوگا (مبسوط) مرد کے اقرار کر لینے کی بنا پر بھی زنا کی ثابت ہونے کا حکم ہوتا ہے (بحر الرائق) اگر قاضی کے علاوہ کسی اور کے سامنے حدود قائم کرنے کا حق حاصل نہ ہو زنا کا اعتراف کرے تو خواہ چار بار اقرار کرے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائیگا۔ لہٰذا اس کے ایسے اعتراف پر گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ (تبیین) صریح و واضح طور پر اعتراف ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا جھوٹا ہونا ظاہر نہ ہو۔ پس گونگا بذریعہ تحریر یا بذریعہ اشارہ اقرار کرے تو اس کے اقرار کی بنا پر حد نہ مارنے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر وہ زنا کی شہادت دے تو اس کی گواہی بھی قابلِ قبول نہ ہوگی کیونکہ اس کے اندر اس کا احتمال ہے کہ شاید وہ شبہ کا دعویدار ہو۔ (نہر الفائق) اگر مرد گونگی عورت سے زنا کرنے کا اعتراف کرے یا عورت گونگے مرد سے زنا کرنے کا اقرار کرے تو دونوں میں سے کسی کے اوپر بھی حد کے واجب ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (فتح القدیر) اسی طریقے سے اگر مرد اقرارِ زنا کرے اس کے بعد ظاہر کرے کہ اس کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہے یا عورت اعتراف زنا کرے پھر اس کا رتق[2] ہونا ظاہر ہو یعنی اس طرح کہ عورتیں اس پر حد کے نافذ ہونے سے پہلے اس کے رتقاء ہونے کی شہادت دیں تو حد کا وجوب نہ ہوگا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مرد و عورت دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کو نہ جھٹلائے لہٰذا اگر مرد اقرارِ زنا کرے اور وہ عورت جس کے ساتھ اس فعل کے سرزد ہونے کا اعتراف کر رہا ہے منکر ہو یا عورت اقرار اور مرد انکار کرے تو اس صورت میں امام محمدؒ دونوں میں سے کسی پر بھی حد کے نہ واجب ہونے کا حکم فرماتے ہیں (نہر الفائق) ہوش کی حالت میں اقرار کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر وہ بحالتِ نشہ اقرار کرے تو اس پر حد نہ لگائی جانے کا حکم ہوگا (خزانۃ المفتیین) اقرار کی شکل یہ ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل و بالغ آدمی چار بار اپنی چار مجلسوں کے اندر اعترافِ زنا کرے (بدائع) بعض فقہاء کے نزدیک قاضی کی چار مجلسوں کا اعتبار ہوگا۔ پہلے قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے (شرح جامع طحاوی) ہمارے نزدیک شرط یہ ہے کہ زنا کا اقرار و اعتراف کرنے والے کی مجلسیں مختلف (یعنی چار) ہوں (شمنی) لہٰذا اگر وہ ایک مجلس کے اندر چار بار اقرار کرے تو اس کا حکم ایک مرتبہ اقرار کا سا ہوگا (جوہرہ نیرہ) اگر وہ ہر دن ایک بار یا ہر ماہ ایک بار اقرار کرے حتیٰ کہ اقرار کی تعداد چار تک پہنچ جائے تو اس پر مقررہ حد لگائی جائے گی (ظہیریہ) اقرار کی مجلسوں کے مختلف و متعدد ہونے کی شکل یہ ہے کہ جب وہ اقرار کرے قاضی اسے رد کر دے اور وہ اتنی دور چلا جائے کہ قاضی کی نگاہ وہاں تک نہ پہنچے۔ اس کے بعد آ کر (پھر) اعتراف و اقرارِ زنا کرے (کافی) خلیفۃ المسلمین اقرار کرنے والے کے اقرار کرنے پر اسے جھڑک دے اور ناگواری کا اظہار کرے اور حکم دے کہ اسے ایک طرف ہٹا دیا جائے (محیط) جب چار مرتبہ (اس طرح) اقرار کر چکے تو اس کی حالت دیکھے۔ اگر پتہ چلے کہ وہ باعتبار عقل صحیح ہے اور اس کا اقرار قابل قبول ہونا چاہیئے تو اس سے پوچھے کہ زنا کسے کہتے ہیں اور زنا کس طرح ہوا کرتا ہے اور اس نے کس کے ساتھ اور کس جگہ زنا کا ارتکاب کیا ہے اس واسطے کہ اسکے

---

[1] تہمت کی بنا پر لگائی جانے والی حد [2] ہڈ اوجھ کچھ بھی ضروری قرار دی گئی تاکہ بات آئینہ کی طرح صاف ہو جائے اور شک و شبہ باقی نہ رہے۔

احتمال شبہ موجود ہے۔ (محیط سرخسی)، باقی رہا یہ سوال کہ زنا کب سرزد ہوا تو بعض فقہاء کے نزدیک اسے زنا کا زمانہ پوچھنا نہیں چاہئے کیونکہ زمانہ اور مدت زنا کی طوالت سے اقرار زنا کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ شہادت (گواہی) میں اس سے ضرور رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ درست قول کے مطابق زمانۂ زنا کے بارے میں پوچھے گا کیونکہ اس کے اندر اس کا احتمال موجود ہے کہ اس نے نابالغی کے زمانہ میں زنا کا ارتکاب کیا ہو۔ لہٰذا جب یہ بھی پوچھ لے اور اس کا زنا کرنا ظاہر ہوجائے تو اس سے اس کے شادی شدہ ہونے کے متعلق دریافت کریگا اگر وہ اپنا محصن (شادی شدہ) ہونا بیان کرے تو اس سے احصان کی تعریف پوچھے گا۔ اگر وہ احصان کی بھی مع اس کی شرائط کے درست تعریف کردے تو اسے سنگسار کرنے کا حکم کردیگا (تبیین) اگر زنا کا اعتراف کرنے والا کہے کہ میں شادی شدہ نہیں اور گواہ اس کے شادی شدہ ہونے کی شہادت دیں تو اس صورت میں امام المسلمین (خلیفۂ وقت) اسے سنگسار کریگا (محیط) مستحب یہ ہے کہ اسے تلقین کی جائے یعنی یہ کہا جائے کہ ہوسکتا ہے تو نے بوسہ لیا ہو یا ممکن ہے تو نے چھوا ہو یا شاید شبہ کی بنا پر تو نے ہمبستری کرلی ہو۔ اور "اصل" کے اندر فرماتے ہیں کہ (اس طرح تلقین کرے) کہ شاید تو اسے نکاح میں لے آیا ہو یا شبہ کے باعث صحبت کرلی ہو۔ الحاصل منشا یہ ہے کہ اسے حد کو ختم (زائل) کردینے والی بات کی تلقین کرنی چاہئے خواہ کسی بھی لفظ کے ذریعہ ہو (بحرالرائق) اگر چار شاہد ایک شخص سے فعلِ زنا کے سرزد ہونے کی شہادت دیں اور وہ شخص ایک بار اقرارِ زنا کرلے تو امام محمدؒ اس کے حد لگانے اور امام ابویوسفؒ حد نہ لگانے کا حکم فرماتے ہیں۔ امام ابویوسفؒ کے قول ہی کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے (کافی)، یہ حکم گواہوں کی گواہی کے بعد اقرار کرنے کی شکل میں ہے۔ اور گواہوں کی گواہی سے قبل اقرار کرے تو متفقہ طور پر حد کے ساقط (ختم) ہونے کا حکم کیا جائیگا (فتح القدیر) چار شاہد ایک شخص سے زنا سرزد ہونے کی شہادت دیں اور وہ شخص ان کی شہادت (گواہی) کے بعد اول اقرار زنا کرے پھر منکر ہوجائے اور وہ چار بار اقرار نہ کرے تو اس صورت میں اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، ایک شخص کے بارے میں چار آدمی فعل زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں اور (حاکم یا قاضی) زنا کے ثابت ہوجانے کا حکم کردے پھر وہ شخص چار بار اقرار کرلے تو اس کے اوپر حد نافذ کی جائیگی (حاوی قدسی) اگر وہ اقرار سے رجوع کرے تو اس کے رجوع کرنے کو درست قرار دیں گے۔ امام طحاویؒ اسی قول کو اختیار فرماتے ہیں (غیاثیہ) اگر شاہدوں کی شہادت کے بعد وہ اقرار زنا کرے تو خواہ گواہوں کی تعداد چار سے کم کیوں نہ ہو لیکن ان پر حد قذف جاری نہ ہوگی (عتابیہ) اگر اقرار کرنے والا حد کے جاری ہونے سے قبل یا حد جاری ہونے کے دوران اقرار (اعتراف) سے رجوع کرلے تو اس کے رجوع قابل قبول قرار دے کر اسے چھوڑ دیا جائیگا (ہدایہ)، رجوع چاہے مرد کی جانب سے ہو یا عورت کی دونوں کا حکم برابر ہوگا اور دونوں کا رجوع قابل قبول ہوگا (سراج الوہاج)، اسی طرح اگر قاضی پر شہادت اور اقرار کی بنا پر زنا کرنا ظاہر (ثابت) ہوجائے تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتح القدیر)، کوئی شخص بھاگے اور رجوع نہ کرے تو اس سے تعرض نہ کریں گے (اور رکاوٹ نہ ڈالیں گے) اور اگر اعتراف زنا پر تو ثابت (قائم) رہے لیکن محصن (شادی شدہ) ہونے سے رجوع کرلے تو اس کا رجوع قابل قبول دیکر اسے سنگسار نہیں کریں گے بلکہ درّے مارے جانے کا حکم ہوگا (ایضاح) اگر کسی شخص کا فعل زنا کا سرزد ہونا گواہوں کی گواہی کے ذریعہ ثابت ہوجائے درانحالیکہ وہ شخص محصن (شادی شدہ) یا غیر محصن (غیر شادی شدہ) ہو۔ اس کے بعد جب اس کے اوپر حد جاری کی جائے تو تھوڑی سے حد کے نفاذ کے بعد وہ بھاگ نکلے اور داروغہ (عامل) (حاکم شہر) اسے

۵۱ کیونکہ تا وقتیکہ شبہ دور نہ ہوجائے حد کا نفاذ نہ ہوگا۔

۵۲ یعنی اگر گواہ عادل نہوں یا گواہوں کی تعداد چار سے کم ہو تو کیونکہ وہ شخص اقرار زنا کرچکا ہے اسلئے یہ لوگ حد قذف سے بچ جائیں گے۔

تلاش کرائے اور اسی وقت فوری طور پر پکڑ لیا جائے اور باقی ماندہ حد کے بھی جاری ہونے کا حکم ہوگا (مبسوط)، اگر چند دن گذر جانے کے بعد پکڑا گیا ہو تو حد کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا (عتابیہ)، اقرار زنا کے اندر غلام اور ذمی[۵۱] کا حکم آزاد مسلمان کا سا ہوگا چاہے غلام کو آقا کی جانب سے تجارت کی اجازت حاصل ہو یا اجازت حاصل نہ ہو (مبسوط)، اگر غلام خود اعتراف و اقرار زنا کرے تو صحتِ اقرار کی خاطر اس کے آقا کی حاضری شرط قرار نہیں دی گئی اور اگر لوگ غلام سے زنا کے سرزد ہونے کی گواہی دیں تو اس صورت میں آقا کا حاضر ہونا شرط قرار دیا گیا ہے کیونکہ آقا کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گواہوں کی عدالت کو مجروح قرار دے اور ان کی گواہی کو نا کافی ثابت کرے (خزانۃ المفتین)، اگر خصی شخص خود اقرار زنا کرے یا گواہ اس سے زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں تو اس کے اوپر حد نافذ کرنے کا حکم ہوگا۔ عنین (نامرد) کا بھی یہی حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، نابینا شخص اگر اقرارِ زنا کرے تو اس کے اوپر حد کے جاری ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر مرد یہ اقرار کرے کہ میں نے پاگل عورت یا اس طرح کی نابالغہ عورت کے ساتھ جو ہمبستری کے لائق تھی زنا کر لیا ہے تو اس صورت میں اس کے اوپر حد نافذ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر عورت یہ اقرار کرے کہ میں نے بچہ (نابالغ)، یا پاگل شخص کے ساتھ فعل زنا کیا ہے تو اس کے اوپر حد کے جاری و لازم ہونے کا حکم نہ ہوگا (الایضاح)، اگر مرد اقرار کرے کہ وہ ایسی عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے جسے پہچانتا نہیں تو اس کے اوپر حد کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میں فلاں عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکا ہوں درانحالیکہ یہ عورت غائب و غیر موجود ہو تو اس صورت میں استحساناً اس کے اوپر حد کے نفاذ کا حکم کیا جائیگا (فتح القدیر)، امام محمدؒ جامع صغیر کے اندر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص چار مرتبہ اقرار کرے کہ میں فلاں عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکا ہوں اور فلاں عورت یہ کہتی ہو کہ وہ میرے ساتھ نکاح کر چکا ہے یا عورت چار بار اقرار کرے کہ میں فلاں مرد کے ساتھ زنا کر چکی ہوں اور فلاں شخص یہ کہتا ہو کہ میں اسے نکاح میں لا چکا ہوں تو اس صورت میں دونوں میں سے کسی پر بھی حد کے وجوب کا حکم نہ ہوگا۔ اور مرد پر اس کے مہر کا وجوب ہوگا (محیط) اور (محض)، قاضی کا واقف ہونا حدود کے اندر حجت (و قابلِ عمل) شمار نہ ہوگا۔ اس پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم متفق ہیں اگرچہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کا اعتبار کیا جائے۔ (کافی)

فصل

حدود اور ان کے نفاذ کی کیفیت کا ذکر

اگر حد کا وجوب ہو جائے اور زنا کرنے والا شخص محصن (شادی شدہ) ہو تو اسے سنگسار کیا جائیگا یہاں تک کہ وہ موت کی آغوش میں ہو جائے سنگسار کئے جانے والے کو خارج شہر کسی میدان میں لے جائیں اور وہاں سنگسار کر دیں (ہدایہ) یہ بات ذہن نشین رہے کہ سنگسار کرنے کے لئے اعتبار کیا جانے والا احصان یہ ہے کہ وہ شخص عاقل ہو بالغ ہو، آزاد ہو اور وہ کسی آزاد عورت کے ساتھ نکاح صحیح کر لے اس سے ہمبستر ہو چکا ہو۔ اور مرد و عورت دونوں میں احصان کی صفت پائی جائے (کافی)، لہٰذا ذکر کی گئی قیود کے اعتبار سے اگر مرد اپنی زوجہ[۵۲] سے خلوت صحیحہ کرے جسکی بنا پر مہر لازم ہوتا۔ اور عدت کا وجوب ہوتا ہے تو اسے محصن قرار نہ دیں گے نکاح اگر فاسد ہو تو ہمبستری کے باوجود اسے محصن قرار نہ دیں گے۔ نکاح صحیح کے بعد ہمبستر ہونے

---

۵۱ دار الاسلام کا غیر مسلم باشندہ

۵۲ کیونکہ رجم کے لئے محض خلوت کافی نہیں بلکہ دخول شرط قرار دیا گیا ہے۔

پر بھی محصن قرار نہ دیں گے بشرطیکہ نکاح سے پہلے اس عورت سے یہ کہدے کہ اگر میں تجھے نکاح میں لاؤں تو تو طلاق والی ہے کیونکہ وہ محض عقد نکاح ہی سے مطلقہ ہو جائے گی لہٰذا اس کے بعد اُس سے صحبت کرنا زنا شمار ہوگا مگر کیونکہ علماء کے اختلافِ اقوال کی بنا پر اس کے اندر شبہ پیدا ہو گیا ہے اس لئے حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر کوئی شخص مسلمہ عورت سے بلا گواہوں کے نکاح کر کے اس سے صحبت کر لے تو اسے محصن قرار نہ دیں گے۔ پس اس شکل میں بھی یہی حکم برقرار رہے گا (مبسوط) دخول ایسا شرط قرار دیا گیا ہے جو فرج (پیشاب گاہ) میں ہو اور اس طرح کا ہو کہ اس کی بنا پر غسل لازم ہو جائے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ بوقت دخول مرد عورت دونوں میں صفتِ احصان موجود ہو۔ لہٰذا اگر دو مملوکوں میں نکاح صحیح کی بنا پر صحبت بحالتِ غلامی ہوئی ہو اس کے بعد دونوں حلقۂ غلامی سے آزاد ہو گئے ہوں تو ذکر کی گئی صحبت کے باعث محصن شمار نہ ہوں گے۔ دو کافروں کا بھی اسی طرح حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر کوئی آزاد شخص کسی نابالغہ یا پاگل یا باندی سے نکاح کرنے کے بعد اس سے ہمبستر ہو تو اسے محصن قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقے سے اگر کوئی مسلمان کتابیہ عورت کو نکاح میں لا کر ہمبستر ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اسی طریقے سے اگر مرد میں ان ذکر کی گئی باتوں میں سے کوئی بات پائی جائے درانحالیکہ عورت مسلمہ ہو، بالغہ ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا لہٰذا اگر کافر شوہر کے ہمبستر ہونے سے قبل عورت دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے اس کے بعد دونوں کے درمیان تفریق (علیحدگی) سے قبل کافر اس کے ساتھ صحبت کر لے تو عورت اس ہمبستری و دخول کی بنا پر محصنہ شمار نہ ہوگی۔ (کافی) اگر مرد دائرۂ اسلام میں داخل ہونے یا آزادی یا افاقے کے بعد اپنی زوجہ سے ہمبستری و دخول کرلے تو اسے محصن قرار دیں گے اور اس احصان کے اندر زنا سے عفت و احتراز کو شرط قرار نہیں دیا گیا (مبسوط) اگر کسی مسلمان شخص کی منکوحہ آزاد و مسلمان عورت ہو اور مرد و عورت دونوں محصن ہوں۔ اس کے بعد دونوں اسلام سے پھر جائیں (خدا کی پناہ) تو دونوں کے احصان کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد اگر دونوں پھر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں تو ان کا احصان نہیں لوٹے گا۔ البتہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس عورت کے ساتھ دخول کرلے تو احصان لوٹ آئے گا۔ (فتح القدیر) اگر حد کے واجب ہونے کے بعد دائرۂ اسلام سے نکل جائے۔ اس کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہو تو اسے سنگسار نہیں کریں گے بلکہ محض درے لگائے جانے کا حکم ہوگا اگر دروں کا وجوب ہوا ہو تو ذکر کی گئی صورت میں درے نہیں لگائے جائیں گے (عتابیہ) اگر احصان کے ثبوت کے بعد پاگل یا معتوہ (مخبوط الحواس) ہو جانے کے باعث احصان ختم ہو جائے تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب بھی افاقہ ہوگا احصان کے لوٹنے کا حکم ہوگا۔ اور اسے محصن قرار دیں گے۔ اور امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ تاوقتیکہ وہ افاقہ کے بعد اپنی زوجہ کے ساتھ دخول نہ کرے احصان نہیں لوٹے گا (بحر الرائق) احصان اقرار کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے یا دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کے ذریعہ (خزانۃ المفتین) اگر وہ شرائط پائی جانے کے باوجود اپنی زوجہ کے ساتھ دخول (ہمبستری) کے وقوع سے انکار کرے۔ اس کے بعد اس کی زوجہ اتنی مدت کے اندر بچہ کو جنم دے کہ دخول کا ہونا ممکن ہو تو شرعاً اس سے ہمبستری کرنے والا شمار کیا جائیگا (تبیین) احصان کے اوپر شہادت کا حکم مال پر شہادت کی مانند ہے یعنی شہادت علی الشہادت[1] سے (بھی) اس کا ثبوت ہو جاتا ہے (الیضاح) اگر زنا کرنے والا دار الاسلام کے غیر مسلم باشندہ (ذمی) کا مسلمان غلام ہو۔ اس کے بعد دو ذمی شہادت دیں کہ وہ اس غلام کو زنا سے پہلے حلقۂ غلامی سے آزاد کر چکا ہو درانحالیکہ زنا کرنے والے میں احصان کی ساری شرائط پائی جاتی ہوں تو ان دونوں کی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی (کافی)

[1] یعنی اس شاہد اپنی شہادت پر اوروں کو شاہد بنالیں۔

کسی شخص کی زوجہ اعتراف کرے کہ میں اس شخص کی باندی ہوں پھر وہ شخص زنا کرے تو سنگسار کیا جائیگا اور اگر اس کے ساتھ ہمبستری سے قبل رقیت (غلامی) کا اعتراف کرے پھر وہ شخص زنا کرے تو استحساناً اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۱؎ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ بلا ولی کے نکاح کر لے اور اس کے ساتھ ہمبستر ہو تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اسوجہ سے یہ دونوں محصن شمار نہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ نکاح علمار کے اختلاف کے باعث اور ان تفصیلات و معلومات کے سبب سے جو اس مسئلہ کے بارے میں موجود ہیں قطعاً غیر صحیح ہے (محیط سرخسی) قاضی کو شاہدوں سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ احصان کسے کہتے ہیں۔ لہٰذا اگر وہ اپنے بیان کے اندر کہیں کہ وہ آزاد عورت کو نکاح میں لا کر دخول و ہمبستری کر چکا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے قول کے مطابق شاہدوں کا "ہمبستری کر چکا ہے" کہنا کافی قرار دیا جائیگا۔ امام محمدؒ کی رائے اس سے مختلف ہے اگر شاہد یہ کہیں کہ اسے چھوا یا ملا ہے تو متفقہ طور پر اس قول کو کافی شمار نہ کریں گے۔ اگر شاہد کہیں کہ اس سے ہمبستری کر چکا یا پہلو میں لٹا چکا ہے تو متفقہ طور پر اسے کافی قرار دیا جائیگا۔ بقالی کے اندر موجود ہے کہ اگر شاہد کہیں "اغتسل منہا" (وہ اس کی وجہ سے غسل کر چکا) مثلاً بولا کرتے ہیں کہ وہ اپنی زوجہ سے نہان کر چکا۔ تو اسے کافی قرار دیا جائیگا (محیط) اگر گواہ کہیں کہ وہ اپنی زوجہ سے ملاقات کر چکا یا قربت کر چکا تو اسے کافی شمار نہ کریں گے (مبسوط) منتقی میں بحوالہ ابراہیمؒ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے خلوت کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے۔ اس کے بعد خاوند کہے کہ میں اس کے ساتھ ہمبستر ہو چکا اور عورت کہے کہ یہ مجھ سے ہمبستر نہیں ہوا ہے تو خاوند کے اپنے اقرار کے باعث محصن ہونے اور زوجہ کے اپنے انکار کی بنا پر محصنہ نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر اس سے ہمبستری کر کے طلاق دیدے اور کہے کہ یہ آزاد مسلمہ تھی اور زوجہ کہے کہ میں اس موقعہ پر نصرانیہ (عیسائی) تھی تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائیگا (محیط) کوئی شخص اپنی زوجہ کے ساتھ دُبر (پاخانہ کے راستہ) میں صحبت کرے تو اس کی بنا پر اسے محصن قرار نہ دیں گے (مضمرات) باعث استحباب ہے کہ خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کی جماعت کو یہ حکم دے کہ وہ زانی کو سنگسار کرنے کے لئے حاضر ہو جائیں۔ (دشمنی) مناسب ہے کہ لوگ سنگسار کرنے کی خاطر نماز کی طرح صفیں قائم کرلیں۔ جو قوم و جماعت رجم کرچکے وہ پیچھے ہٹ جائے اور ان کے علاوہ دوسری جماعت آگے بڑھ کر رجم کرے (بحر الرائق و سراج الوہاج) اس میں کوئی حرج نہیں کہ پتھر مارنے والا شخص زانی کو عمداً قتل کرنے کی نیت سے پتھر مارے البتہ اگر رجم کیا جانے والا پتھر مارنے والے کا ذی رحم ہو تو اس کے لئے عمداً ہلاک کرنے کی نیت سے پتھر مارنا باعث استحباب نہیں (فتاویٰ قاضی خاں) گواہوں کی گواہی کے ذریعہ رجم کے ثبوت کے بعد لازم ہے کہ پہلے شاہد سنگسار کریں، پھر امام المسلمین، اس کے بعد دوسرے لوگ یہاں تک کہ اگر شاہد رجم کے آغاز سے انکار کریں تو جس کے بارے میں انھوں نے گواہی دی ہے اس کے ذمہ سے حد کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ لیکن گواہوں پر حد کا وجوب نہ ہوگا وجہ یہ ہے کہ ان کا رجم کے آغاز سے انکار واضح طور پر یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ گواہی سے رجوع کر رہے ہیں (فتح القدیر) اسی طریقے سے اگر شاہدوں میں سے ایک انکار کر دے تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائیگا (تبیین) اگر سارے گواہ موت کی آغوش میں سو جائیں یا ایک موت کی آغوش میں سو جائے تو حد کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر سارے غائب ہو جائیں یا ایک غائب

۱؎ پہلی صورت اور اس صورت میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں یقین کی حد تک اس کا احتمال ہے کہ وہ اس کی جان بچانے کی خاطر اپنی رقیت اقرار کر رہی ہے اور دوسری صورت میں غالب گمان اس کے سچ بولنے کا ہے ۲؎ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کیلئے یہ منظر باعث عبرت بنے اور لوگ بھول کر بھی اس فعل قبیح کی طرف مائل نہ ہوں۔

ہوجائے تب بھی روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم برقرار رہے گا۔ اسی طریقے سے اگر سب گواہوں میں کوئی نقص پیدا ہوجائے اور شہادت کے اہل نہ رہیں یا ایک گواہ شرعی نقص کی بنا پر قابل شہادت ہوجائے مثلاً اسلام سے پھر جائے یا نابینا یا گونگا یا فاسق ہوجائے یا کسی پر تہمت لگانے کے سبب اس پر حد جاری کی گئی ہو تب بھی حد کے ساقط و ختم ہوجانے کا حکم ہوگا۔ خواہ یہ نقص گواہوں یا ایک گواہ میں قاضی کے فیصلہ سے قبل پیدا ہوا ہو یا قاضی کے فیصلہ کے بعد حد کے نفاذ سے پہلے بہر صورت یہی حکم برقرار رہے گا یعنی حد ساقط و ختم ہوجائیگی۔ اور اگر ان شاہدوں میں سے ایک گواہ کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا اتنا بیمار ہو کہ پتھر مارنے کے قابل نہ ہو اور سارے گواہ حاضر ہوجائیں تو اس صورت میں قاضی پتھر ماریگا[1]۔ اور اگر شہادت دینے کے بعد جرم کی بنا پر اس گواہ کے ہاتھ کاٹے گئے ہوں تو حد کا نفاذ روک دیا جائیگا (فتح القدیر) امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ گواہوں کے مرجانے اور غائب ہوجانے سے حد ختم و ساقط نہیں ہوگی۔ ہم نے اسی قول اختیار کیا ہے (حاوی قدسی)، اگر جسکے بارے میں شہادت دی گئی وہ محصن نہ ہو تو کافی کے اندر حاکم شہیدؒ فرماتے ہیں کہ گواہوں کے مرجانے اور غائب ہوجانے کی شکل میں اس پر حد نافذ ہوگی اور ان دو شکلوں کے علاوہ اور صورتوں میں حد کے باطل ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ (غایۃ البیان) اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ بجز رجم کے حدود کے اندر یہ واجب نہیں کہ خلیفۃ المسلمین اور گواہ ہی حد کے نفاذ کا آغاز کریں (ذخیرہ)، قاضی اگر لوگوں کو یہ حکم دے کہ وہ سنگسار کریں تو انھیں سنگسار کرنے کی گنجائش ہے اگرچہ انھوں نے گواہوں کو گواہی دیتے خود نہ دیکھا ہو۔ بحوالہ ابن سماعہؒ امام محمدؒ سے مروی ہے امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ حکم قاضی کے فقیہ، عادل ہونے کی صورت میں ہے۔ اور اگر قاضی فقیہ ہو مگر عادل نہ ہو یا عادل ہو لیکن فقیہ نہ ہو تو تاوقتیکہ گواہوں کی گواہی کا خود معائنہ نہ کرلیں لوگوں کو محض اس کے حکم کی بنا پر یہ جائز نہیں کہ سنگسار کریں (ظہیریہ)، اگر زنا کرنے والا خود اقرار کرے تو خلیفۃ المسلمین رجم کا آغاز کرے۔ اس کے بعد عام مسلمان۔ رجم کئے گئے شخص کو نہلایا اور کفن پہنایا جائیگا اور اس کے اوپر نماز (بھی) پڑھیں گے اور زانی کے غیر محصن ہونے کی صورت میں سو کوڑے حد زنا قرار دی گئی ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ آزاد ہو۔ اور غلام ہونے کی شکل میں اس کی حد پچاس کوڑے قرار دی گئی ہے۔ یعنی خلیفۃ المسلمین کے حکم سے اس کے بلا گھنڈی والے دروں سے اوسط درجہ کی چوٹ لگائی جائے۔ نہ ایسی مار ہو کہ اس کی وجہ سے شدید زخم ہوجائیں اور نہ ایسی ہو کہ اس کی وجہ سے تکلیف و اذیت ہی نہ پہنچے۔ یہ جائز نہیں کہ شریعت کی مقررہ حد کے اندر اضافہ کیا جائے۔ حد قائم کرنے والا عقلمند اور آنکھوں والا (بینا) ہونا چاہیئے (الیضاح)، اس حکم کے اندر مرد و عورت دونوں برابر ہیں لہٰذا دونوں کے محصن ہونے کی صورت میں دونوں کو رجم کیا جائیگا یا دونوں اگر غیر محصن ہوں تو ہر ایک کے سو درے مارے جانے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر دونوں میں سے ایک تو محصن ہو اور دوسرا غیر محصن تو محض محصن کو رجم کرنے اور غیر محصن کے درے مارے جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر قاضی کے سامنے گواہوں کے ذریعہ یا اقرار کی بنا پر زنا ثابت و ظاہر ہوگیا ہو تو اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائیگا (فتح القدیر)، حد اور تعزیر کے نفاذ کے وقت مرد کو برہنہ کردیا جائیگا۔ محض ایک تہبند اس کے جسم پر باقی رہے گا اور اسی حال میں اس پر حد تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ روایت کے ظاہر کے مطابق شراب نوشی کی سزا کے اندر یہی حکم برقرار رہے گا تہمت لگانے کی سزا کے وقت برہنہ نہ کریں گے البتہ زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے (فتاویٰ قاضی خاں)، عورت کو کسی بھی شکل میں برہنہ نہ کریں گے البتہ زائد کپڑے

[1] یعنی سنگسار کرنے کا آغاز اسی پتھر سے ہوگا۔

اس کے بھی اتارے جائیں گے (اختیار شرح مختار) اگر عورت کے جسم پر بجز زائد کپڑوں کے اور کوئی کپڑا (یعنی کرتہ و پاجامہ) نہ ہو تو انھیں نہ اتارنے کا حکم ہوگا۔ (عتابیہ) عورت کو بٹھانے کے بعد حد نافذ کرنے کا حکم ہوگا۔ رجم کی شکل میں یہ بھی جائز ہے کہ اس کے لئے گڑھا کھودا جائے اور اگر نہ کھودا گیا ہو تب بھی نقصان و حرج نہیں (اختیار شرح مختار) زیادہ بہتر یہ ہے کہ گڑھا کھودا جائے اور کھودے گئے گڑھے کی گہرائی سینہ تک ہو مرد کے لئے گڑھا نہ کھودیں۔ روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے (غایۃ البیان) مرد پر ساری حدود اسے کھڑا کر کے نافذ کی جائیں گی (اختیار شرح مختار) کسی بھی حد کے نفاذ کے وقت نہ اسے کھینچیں گے نہ پکڑیں گے اور نہ باندھیں گے بلکہ کھڑا چھوڑ دیں گے۔ البتہ اگر لوگ اس سے عاجز ہو جائیں اور حد کا نفاذ ممکن نہ ہو تو باندھ دینے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) ممد و (یعنی کھینچنے کی شکل یہ ذکر کی گئی ہے کہ اس کو زمین پر ڈال کر کھینچیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں مروج ہے بعض کہتے ہیں کہ کھینچنے کی شکل یہ ہے کہ کوڑے مارنے والا کوڑے کو کھینچ کر اپنے سر سے اونچا کرلے (اور پھر مارے) بعض کہتے ہیں مد یعنی کھینچنے کا مطلب کوڑے مارنے کے بعد کھینچنا ہے۔ مگر کیونکہ یہ عمل مقررہ سزا سے زیادہ ہے اس لئے اس موقع پر نہ کرنا چاہیئے۔ (ہدایہ) کوڑے چہرہ، سر آلۂ تناسل اور فرج کے علاوہ سارے جسم پر متفرق طریقے سے مارے جائیں (عتابیہ) محصن کو دو سزائیں نہ دی جائیں۔ یعنی کوڑے بھی ماریں اور سنگسار بھی کریں۔ اور باکرہ (کنواری) کے ساتھ یہ کیا جائے کہ کوڑے بھی ماریں اور سال بھر کے لئے شہر بدر و جلا وطن بھی کر دیا جائے۔ البتہ اگر خلیفۃ المسلمین کی بر بنائے مصلحت یہ رائے ہو کہ شہر بدر بھی کیا جائے تو اس کی رائے میں جتنا عرصہ سیاستاً اور سزا کے مناسب ہو شہر بدر کئے رکھے (محیط) حد کی بنا پر یہ سزا نہ دیں گے۔ شہر بدر کرنا محض زنا کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر جرم کے اندر خلیفۃ المسلمین کی رائے کے مطابق ایسا کرنا درست ہے۔ (کافی) نہایہ میں شہر بدر کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے یہ تفسیر و تشریح زیادہ بہتر ہے کیونکہ دوسرے ملک و دیار میں بھیج دینے اور نکال دینے کی بہ نسبت قید میں ڈال دینا زیادہ سود مند اور فتنہ کو دور کرنے والا ہوگا (بحر الرائق و تبیین) اگر بیمار شخص پر حد کا وجوب ہو تو رجم کے حد کے وجوب کی صورت میں حد فوری طور پر نافذ کر دینے کا حکم ہوگا اور دروں کا وجوب ہوا ہو تو تاوقتیکہ وہ صحتیاب نہ ہو جائے درّے نہیں ماریں گے۔ البتہ اگر وہ ایسا بیمار ہو کہ اس کی زندگی کی توقع نہ ہو تو حد نافذ کر دینے کا حکم کیا جائیگا (ظہیریہ) اگر اس طرح کی بیمار ہو کہ اس کے دور ہونے کی توقع نہ ہو مثلاً سل کی بیماری وغیرہ یا وہ شخص پیدائشی طور پر کمزور و لاغر ہو تو اس کے ایک عثکال یعنی سو تسموں کا بندھا ہوا مٹھا ایک مرتبہ مار دینے کا حکم ہوگا۔ یہ ضروری ہے کہ ہر تسمہ اس کے جسم پر لگے اسی وجہ سے ایسی شکل میں کہا جاتا ہے کہ تسمے کھلے ہوئے اور کشادہ ہونے چاہئیں (فتح القدیر) نفاس میں مبتلا عورت کا حکم حد کے نفاس کے اندر مریضہ کا سا ہے اور وہ عورت جسے ماہواری آرہی ہو اس کا حکم تندرست عورت کا سا ہے یعنی ماہواری کے ختم ہونے کا انتظار کئے بغیر اس پر حد جاری کرنی درست ہے (ظہیریہ) حاملہ عورت سے اگر زنا سرزد ہو تو بحالت حمل اس پر حد جاری نہ کریں گے چاہے اس کی حد رجم کرنا ہو یا کوڑے لگانا۔ البتہ اس کے زنا کے شاہدوں کے ذریعہ ثابت ہو جانے پر بچہ کی پیدائش تک اسے قید میں ڈال دیا جائیگا۔ بچہ کی پیدائش کے بعد دیکھیں گے کہ اگر وہ محصنہ ہو تو اسے رجم کر دینے کا حکم ہوگا۔ ظاہر روایت کے مطابق یہی حکم ہے۔ اور غیر محصنہ ہونے کی صورت میں نفاس کے دن پورے ہونے تک اسے چھوڑے رکھیں گے۔ اس کے بعد اس پر حد نافذ کرنے کا حکم کیا جائے گا (غایۃ البیان) اگر اس کے اقرار کے باعث حد ثابت ہو تو قید نہ کریں گے مگر اس سے بعد وضع حمل حاضر ہونے کے لئے کہیں گے۔ اگر وہ وضع حمل کے بعد آئے تو اسے سنگسار کر دیا جائیگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ بچہ کی پرورش کرنے اور دودھ پلانے والا کوئی اور موجود ہو اور ایسا کوئی موجود نہ ہو تو بچہ کا دودھ چھڑانے اور مدت رضاعت پوری ہونے تک

انتظار کا حکم ہوگا (ظہیریہ) خواہ وہ اس تاخیر کو طول کیوں نہ دیتی رہے اور یہ کہتی رہے کہ میں نے ابھی بچہ کو جنم نہیں دیا ہے۔ ایک عورت کے بارے میں گواہ زنا سرزد ہونے کی شہادت دیں اور وہ عورت کہے کہ میں حاملہ ہوں تو اس کے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے بلکہ عورتوں کے ذریعہ معائنہ کرائیں گے۔ اگر عورتیں کہیں کہ یہ حاملہ ہے تو اس کو دو برس کی مہلت دی جائے گی۔ اگر وہ اس عرصہ میں بچہ کو جنم نہ دے تو اسے سنگسار کر دیا جائیگا (فتح القدیر) اگر گواہ ایک عورت کے بارے میں زنا کی شہادت دیں اور وہ اپنے متعلق عذرا[1] یا رتقاء[2] ہونے کا دعویٰ کرے تو عورتوں کے ذریعہ اس کا معائنہ کرائیں گے۔ اگر عورتیں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس کے ذمہ سے حد کے ساقط ہونے کا حکم ہوگا اور شاہدوں پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر مرد ہو اور وہ اپنے مجبوب (آلۂ تناسل کٹا ہوا) ہونے کا مدعی ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ عذرا و رتقاء وغیرہ جن باتوں کے ثابت کرنے کے اندر عورتوں کے قول پر عمل کیا جاتا ہے ان کے ثبوت کے لئے ایک عورت کے قول کو (بھی) قابلِ قبول قرار دیا جائیگا (دو الواجیہ) زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ دو عورتیں ہوں (غایۃ البیان) آقا کو یہ حق نہیں کہ اپنے غلام پر خود حد قائم کرے البتہ اگر خلیفۃ المسلمین اجازت عطا کر دے تو نافذ کر سکتا ہے (ہدایہ) حد سخت سردی میں نافذ کی جائے گی اور نہ سخت گرمی میں[3] (تاتار خانیہ) اسی طریقہ سے ہاتھ بھی سخت سردی یا سخت گرمی میں نہیں کاٹا جائیگا (سراج الوہاج) کسی شخص سے فحش و ناجائز فعل سرزد ہو اور پھر وہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع ہو جائے تو وہ قاضی کو اس فحش فعل سے مطلع نہ کرے[4]۔ (ظہیریہ)

باب سوم[3]

حد کو واجب کرنے والی اور واجب نہ کرنے والی صحبت کا ذکر

حد کو واجب کرنے والی صحبت زنا ہے (کافی) لہٰذا قطعی اور واضح طور پر حرام ہو تو حد کا وجوب ہوگا اور اس کے اندر کوئی شبہ پیدا ہو گیا ہو تو حد کا وجوب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) شبہ کا مطلب یہ ہے کہ ثابت تو نہ ہو مگر ثابت کے مشابہ ضرور ہو جائے اور اس کی چار قسمیں ہیں (۱) فعل (کام) کے اندر شبہ۔ اسے شبہ اشتباہ کہا جاتا ہے کہ حلال ہونے کی دلیل کے علاوہ کسی دلیل کو حلال ہونے کی دلیل خیال کرے۔ یہ شکل میں ایسے شخص کے حق میں ثابت ہوگی جس پر واقعی یہ دلیل مشتبہ ہو گئی ہو اور ایسے شخص کے حق میں یہ دلیل ثابت نہ ہوگی جس کے اوپر دلیل مشتبہ نہ ہوئی ہو۔ شبہ کے ثابت ہونے کے لئے حلت کا گمان و خیال ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر وہ مدعی ہو کہ میرا خیال یہ تھا کہ یہ میرے لئے حلال ہے تو اس کے حد نہ مارنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس کا مدعی نہ ہو تو حد کا نفاذ ہوگا (۲) جگہ و محل کے اندر شبہ۔ اسے شبہ حکمیہ کہا جاتا ہے۔ اس کی شکل یہ ہے کہ محل میں تو حلال ہونے کی کوئی دلیل موجود ہو لیکن کسی رکاوٹ کے سبب اس پر عمل نہ ہو سکا۔ لہٰذا سب کے لئے اسے شبہ خیال کیا جائیگا اور جرم کرنے والے کے گمان اور اس کے حلال ہونے کے دعوے پر اس کا ثابت ہونا منحصر نہ ہوگا۔ پس

---

[1] عذرا ایسی عورت کو کہتے ہیں جس کی بکارت زائل ہو چکی ہو۔ [2] وہ عورت جس کی شرمگاہ پر ایسی جھلی ہو کہ صحبت نہ ہو سکتی ہو۔ [3] یعنی موسم کے اعتدال کا لحاظ رکھا جائے گا۔ [4] کیونکہ قاضی اس کو توبہ کے باوجود اس کے ظاہر کے مطابق فیصلہ کریگا اور شرعی سزا دینے سے گریز نہیں کریگا۔

حد کے دونوں صورتوں میں ساقط و ختم ہونے کا حکم کیا جائیگا لیکن صورت ۲ میں اگر مدعی نسب ہو تو بچہ کے نسب کے اسی سے ثابت ہونے کا حکم ہوگا اور پہلی صورت میں اگرچہ مدعی بھی ہو تب بھی نسب کے ثابت نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور پہلی شکل کے اندر مہر مثل کا وجوب ہوگا۔ (۳) شبہ و عقد۔ کہ عقد پائے جانے کی صورت میں چاہے وہ حلال ہو یا حرام۔ چاہے اس طرح کا حرام ہو کہ اس کی حرمت پر سب متفق ہوں یا بعض کا اختلاف ہو۔ اور چاہے صحبت کرنے والا حرام ہونے سے آگاہ ہو یا آگاہ نہ ہو بہر صورت امام ابو حنیفہ اس پر حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر وہ اس طرح کا نکاح کرے جس کی حرمت پر سب متفق ہوں تو یہ سرے سے شبہ کی تعریف میں داخل نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ حرام ہونے سے آگاہ تھا تو اس پر حد کے نافذ ہونے ورنہ نافذ نہ ہونے کا حکم کیا جائیگا (کافی) امام اسبیجابی فرماتے ہیں کہ بنیادی بات یہ ہے کہ جسوقت وہ شبہ کا مدعی ہو اور اس کے اوپر گواہ قائم کرے تو حد کے ساقط و ختم ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ لہٰذا محض دعوے کی بنا پر بھی حد ختم ہو جائے گی لیکن اگر اکراہ (زبردستی) کا مدعی ہو تو تاوقتیکہ اکراہ پر شاہد قائم نہ کرے حد کے ساقط و ختم ہونے کا حکم نہ ہوگا (بحر الرائق) کوئی شخص ایسی عورت سے جسے وہ تین طلاقیں دے چکا ہو عدت کے اندر صحبت کرے تو اسے فعل کے اندر شبہ قرار دیں گے اگر تین واقع کردے اور رجعت کی عدت بیت جانے کے بعد اس سے ہمبستر ہو تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اس پر حد کے نفاذ کا حکم ہوگا۔ اگر آقا اپنی ام ولد کو حلقہ غلامی سے آزاد کردے یا مرد اپنی زوجہ سے خلع کرلے یا زوجہ کو مال کے بدلہ طلاق دیدے تو اس سے دوران عدت صحبت کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے تین طلاق دی ہوئی عورت سے عدت کے اندر ہمبستری کی جائے۔ کیونکہ حرمت کا ثبوت اس صورت میں متفقہ طور پر ہو چکا ہے (کافی) اگر کوئی شخص اپنے والد یا والدہ کی باندی کے ساتھ صحبت کرے یا اپنے دادا یا دادی وغیرہ اوپر تک کے رشتوں تک تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (فتح القدیر) کوئی شخص اپنی بیوی کی باندی یا اپنے آقا کی باندی کے ساتھ صحبت کرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر رہن رکھنے والا رہن رکھی گئی باندی کے ساتھ ہمبستری کرلے تب بھی کتاب الحدود کی روایت کی رو سے یہی حکم برقرار رہے گا۔ (کافی) اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (تبیین) اور رکھے ہوئے مال کو کچھ روز کے لیے یعنی عاریتاً لینے والا اگر اس طرح کرے تو اس کا حکم بھی اس مسئلہ کے اندر رہن رکھنے والے کا سا ہوگا (فتح القدیر) اگر دونوں میں سے ایک (مثلاً زانی) گمان کا مدعی ہو اور دوسرا مدعی نہ ہو تو تاوقتیکہ دونوں حرمت سے آگاہ ہونے کا اقرار و اعتراف نہ کرلیں دونوں پر حد کے نفاذ کا حکم ہوگا (کافی) اگر دونوں میں سے ایک غیر موجود (غائب) ہو اور حاضر کہے کہ میں اس سے آگاہ ہوں کہ وہ میرے اوپر حرام ہے تو حاضر پر حد نافذ کی جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص اپنے چچا یا بھائی کی باندی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے اور کہے کہ میرا یہ گمان تھا کہ وہ باندی میرے لئے ہے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اور بجز قرابت (رشتہ داری) اولاد کے باقی محرموں کے سلسلہ میں یہی حکم برقرار رہے گا (کافی) اسی طریقے سے اگر کوئی شخص زوجہ کے سوا کسی محرم کی باندی کے ساتھ صحبت کرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (سراج الوہاج) اگر کوئی شخص عاریت پر (یعنی کچھ دنوں کے لئے خدمت کی خاطر مانگی ہوئی) لی گئی باندی سے ساتھ صحبت کرے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا خواہ وہ اس کا مدعی ہو کہ میرا گمان اس کے اپنے لئے حلال ہونے کا تھا (محیط سرخسی) اسی طریقے سے اگر وہ باندی جسے خدمت کی خاطر نوکر رکھا ہو یا بطور امانت رکھی گئی باندی سے صحبت کرے تب بھی حد کے واجب ہونے کا حکم ہوگا (سراج الوہاج) محل کے اندر شبہ کی یہ شکلیں ہیں کہ اپنے لڑکے کی باندی سے صحبت کرے یا اپنے لڑکے کے لڑکے (پوتے) کی باندی کے ساتھ ہمبستر ہو۔ (کافی) چاہے اس کا لڑکا موت کی آغوش میں سو چکا ہو یا بقید حیات ہو (دختا ہیم)

لہٰذا اگر باندی کے حمل قرار پائے اور بچہ کی پیدائش ہو تو بچہ والد سے ثابت النسب ہوگا اور اس کے اوپر تاوان صحبت کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر حمل قرار نہ پائے تو والد پر تاوان واجب ہوگا اور والد کی ملکیت اس باندی کے اندر ثابت نہ ہوگی۔ دادا کا حکم باپ کا سا ہے۔ لیکن اگر باپ بقید حیات ہو تو بچہ دادا سے ثابت النسب نہ ہوگا۔ یا ایسی زوجہ سے عدت کے دوران جس کے اوپر لفظ کنایہ کے ذریعہ طلاق پڑ چکی ہو یا بالغ شخص حوالہ و سپرد کرنے سے پہلے بیچی گئی باندی کے ساتھ صحبت کر لے (کافی) یا اپنے مکاتب غلام کی باندی سے صحبت کرے یا ایسے غلام کی باندی سے جسے تجارت کی اجازت حاصل ہو ہمبستری کرے اور یہ غلام اسقدر مقروض ہو کہ قرضہ کی رقم اس کی ذات کی قیمت کے بقدر ہو گئی ہو۔ یا خاوند ایسی باندی کے ساتھ ہمبستری کرے جو مہر میں ملی ہو مگر بیوی نے ابھی اس کو ابھی اس کے سپرد نہ کیا ہو یا ایسی باندی کے ساتھ صحبت کرے جس کی ملکیت میں وہ اور ایک دوسرا شخص شریک ہوں (تبیین) اگر دو شرکا میں سے ایک شریک باندی کو حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے۔ اس صورت میں اگر دوسرے شریک کو تاوان ادا کر دے اس کے بعد اس سے ہمبستر ہو تو حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر شریک اس کے ساتھ صحبت کرے تو حد کے نفاذ کا حکم ہوگا اور اگر وہ باندی ایسی ہو کہ آزادی کے لئے سعی کر رہی ہو۔ پس اگر آزاد کرنے والا اس کے ساتھ صحبت کرے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا۔ اور دوسرا شریک اس کے ساتھ ہمبستر ہو تو اس پر حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم کیا جائیگا (خزانۃ المفتین) اسی طریقے سے اگر پوری باندی ایک ہی آدمی کی ملکیت ہو اور وہ اس میں سے نصف باندی کو نعمت آزادی سے ہمکنار کر دے اس کے بعد اس سے ہمبستر ہو تو متفقہ طور پر اس کے اوپر حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم ہوگا (محیط) کوئی شخص اپنی باندی کو ہمبستری کرتے ہوئے حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے اس کے بعد اس سے الگ ہو جائے۔ پھر اسی مجلس کے اندر اس سے صحبت کرے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ خزانۃ المفتین) اگر (نعوذ باللہ) زوجہ اسلام سے پھر جائے اور خاوند پر حرام ہو جائے یا اس بنا پر حرام ہو جائے کہ خاوند نے زوجہ کی والدہ (ساس) یا اس کی بیٹی کے ساتھ صحبت کر لی ہو۔ یا زوجہ خاوند پر اس کے بیٹے کے صحبت کر لینے کی وجہ سے حرام ہو گئی ہو اور پھر خاوند اس کے ساتھ ہمبستری کر لے اور کہے کہ میں اس کے اپنے اوپر حرام ہو جانے سے آگاہ تھا تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔

اسی طریقے سے اگر پانچ عورتوں کو ایک عقد کے اندر نکاح میں لائے یا چار عورتوں کے نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرے یا اپنی زوجہ کی ہمشیرہ یا والدہ کے ساتھ نکاح کرے۔ پس اس کے ساتھ ہمبستری کرے اور کہے کہ میں آگاہ تھا کہ میرے اوپر حرام ہے یا عورت سے متعہ[1] کے طور پر نکاح کرے تو ان ساری شکلوں میں صحبت کرنے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا خواہ وہ یوں نہ کہتا ہو کہ میں اس سے آگاہ تھا کہ وہ میرے اوپر حرام ہے (فتاویٰ قاضی خان) اگر دار الحرب والوں سے جہاد کی بنا پر مال غنیمت دار الاسلام میں آجائے اس کے بعد تقسیم سے پہلے کوئی غازی مال غنیمت میں آئی ہوئی باندیوں میں سے کسی باندی کے ساتھ ہمبستری کرے تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا خواہ وہ یہ کہے کہ میں آگاہ تھا کہ وہ میرے اوپر حرام ہے۔ اسی طریقے سے اگر دار الحرب کے اندر ایسا کرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا (سراج الوہاج) عقد کے اندر شبہ کی شکل یہ ہے کہ کسی ایسی عورت سے جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے ہمیشہ حرام ہو نکاح کر کے اس سے ہمبستری کر لے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ اس سے آگاہ ہو کہ یہ (میرے اوپر) حرام ہے تو اس صورت میں اسے کسی دردناک سزا کے دیئے جانے کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ

[1] یعنی معینہ مدت کیلئے کچھ کپڑوں وغیرہ کے بدلہ میں نکاح کرنا۔

فرماتے ہیں کہ اگر وہ حرام ہونے سے آگاہ ہو تو اس پر حد کے نافذ ہونے اور آگاہ نہ ہونے کی شکل میں حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا (کافی) فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ
کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ اور اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (مضمرات) اسبیجابی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول
درست ہے (نہر الفائق) کوئی شخص کسی اور کی منکوحہ یا معتدہ یا ایسی عورت کے ساتھ جسے وہ تین طلاقیں دے چکا
ہو نکاح کر لے تو نکاح کے بعد اس کا حکم محرمہ کا سا ہوگا۔ اور اگر نکاح (کی صحت) کے اندر اختلاف ہو مثلاً گواہوں کے
بغیر کسی عورت کو نکاح میں لائے یا ولی کے بغیر عورت کے ساتھ نکاح کرے تو کیونکہ سب فقہاء کے نزدیک اس کے اندر شبہ ممکن
ہے اس لئے متفقہ طور سے اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص آزاد بیوی کے ہوتے ہوئے کسی باندی
کو نکاح میں لا کر اس سے صحبت کرے یا مجوسیہ (آتش پرست) سے نکاح کرے یا باندی سے اس کے آقا کی اجازت کے
بغیر نکاح کرے یا غلام کسی باندی کے ساتھ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اس
صحبت کرنے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا: کافی۔ اگر ہمبستری ملکِ نکاح یا ملکِ یمین (مثلاً خرید کر مالک بن جائے) اور کسی
بات و سبب کے باعث اس سے صحبت حرام ہو گئی ہو تو اس کے ساتھ صحبت کرنے پر اس صورت میں حد کا وجوب نہ ہوگا
مثلاً بیوی کو ماہواری آرہی ہو یا نفاس میں مبتلا ہو یا روزہ دار ہو یا احرام باندھ رکھا ہو یا اسی وجہ کی بنا پر اس کے ساتھ
کسی نے صحبت کر لی ہو یا بیوی سے ظہار[1] یا ایلاء[2] کر لیا ہو۔ اسی طریقہ سے اگر کسی شخص کی مملوکہ باندی رضاعت یا صہریت
(رشتہ دامادی) کے باعث حرام ہو جائے یا باندی کی کوئی ذی رحم محرم اس کے نکاح میں ہو اور اس وجہ سے یہ باندی
اس پر حرام ہو جائے یا باندی آتش پرست (مجوسیہ) ہو یا اسلام سے پھر گئی ہو۔ تو اس کے ساتھ صحبت کرنے کی وجہ سے
آقا پر حد کا وجوب نہ ہوگا خواہ وہ حرمت سے آگاہ ہونے کا اقرار ہی کیوں نہ کرے (محیط) کوئی شخص کسی عورت کو اجارہ پر
لے تاکہ اس کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے یا اس کے ساتھ ہمبستر ہو یا کہے کہ تو ان درہموں کو لے تاکہ میں تجھ سے
صحبت کروں یا کہے کہ تو مجھکو اپنے اوپر درہموں کی اتنی تعداد کے بدلہ قابو دیدے اور عورت منظور کر لے اور وہ شخص اس
طرح کرے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ نظم کے اندر اس پر اتنا اضافہ اور فرمایا کہ وہ عورت اپنے مہر مثل کی مستحق
ہوگی اور مرد و عورت دونوں کو سزا دیئے جانے اور قید کئے جانے کا حکم ہوگا حتیٰ کہ وہ دونوں تائب ہو جائیں۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ
و امام محمد فرماتے ہیں کہ دونوں پر حد کے نفاذ کا حکم ہوگا جس طرح کہ اگر مرد عورت کو کسی شرط کے بغیر مال دیدے اور ایسا
کرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اس کے برعکس اگر اس طرح کہے کہ تو ان درہموں کو لے تاکہ میں تیرے سے فائدہ
اٹھاؤں (متعہ کروں) تو یہ حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ متعہ کی آغازِ اسلام میں اباحت تھی لہٰذا جواز کا شبہ باقی رہ گیا[3]
(تمرتاشی) کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھکو اتنا مہر عطا کیا تاکہ تیرے ساتھ زنا کا ارتکاب کروں تو اس صورت میں حد کا
وجوب نہ ہوگا (کافی) زید کی باندی اگر قصداً جنایت (شرعی جرم) کرے[4] اس کے بعد مقتول کا ولی اس عورت کے
ساتھ زنا کا ارتکاب کرے تو مقتول کے ولی پر بالاتفاق سب کے نزدیک حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر باندی غلطی سے
یعنی بلا ارادہ ایسا کرے پھر مقتول کا ولی زنا کا مرتکب ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مقتول کے ولی پر حد کا وجوب ہوگا
چاہے آقا بطور تاوان اسی باندی کو دے یا بطور فدیہ دیدے۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ و امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر آقا (مثلاً) مقتول

---

۱ ھو تشبیه المسلم زوجته مایعبر به عنها او جزء شائع منها بمحرم علیه تابیداً الخ (درمختار ج۱ ص۲۶۰)
۲ ھو الحلف علی ترک قربانها مدة ولو ذمیا واقلها للحرة اربعة اشهر وللامة شهران الخ (درمختار ج۱ ص۲۵۳) ۳ اور
اس وجہ سے حکم بدل گیا۔ ۴ یعنی مثلاً کسی کو ہلاک کر دے۔

کے ذمی کو یہ باندی اس جرم کے عوض عطا کرے تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا اور فدیہ عطا کرے تو اس کے اوپر حد کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا کوئی شخص کسی اجنبیہ کا بشہوت بوسہ لے یا بشہوت اس کی فرج (شرمگاہ) پر نظر ڈالے۔ اس کے بعد اس کی والدہ یا بیٹی کو نکاح میں لا کر اس سے ہمبستر ہو تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ خواہ وہ یہ کیوں نہ کہے کہ میں اس سے آگاہ تھا کہ یہ میرے اوپر حرام ہے امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ اس طرح کی صحبت سے اس کے احصان کے باطل نہ ہونے کا حکم ہوگا حتی کہ اگر کوئی اس پر زنا کی تہمت لگائیگا تو اس پر حد قذف کے نفاذ کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی شخص اپنی زوجہ کی والدہ یا بیٹی کا بوسہ لے یا زوجہ خاوند کے لڑکے یا والدہ کا بوسہ لے اور اس کے باعث وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جائے۔ پھر خاوند اس کے ساتھ صحبت کرے تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ خواہ خاوند یہ کیوں نہ کہے کہ میں اس سے آگاہ تھا کہ وہ میرے اوپر حرام ہے۔ (تاتارخانیہ) اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ گونگا شخص زنا کی حد یا حدود میں کسی اور حد کے سلسلہ میں ماخوذ نہیں ہوگا۔ چاہے وہ بذریعہ تحریر اقرار ہی کیوں نہ کرے یا شاہد اس کے سلسلہ میں گواہی دیں ایسا شخص جو کبھی پاگل ہو جائے اور کبھی اسے افاقہ ہو جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ بحالت افاقہ زنا کرے تو زنا کی حد کا اس پر نفاذ ہوگا اور اگر وہ کہے کہ مجھ سے بحالت دیوانگی زنا سرزد ہوا ہے تو اس کے اوپر حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ جیسے کہ بالغ شخص کہے کہ مجھ سے بحالت نابالغی زنا سرزد ہوا ہے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہیں ہوتا (محیط)، جس شخص سے دارالحرب یا دارالبغی[1] میں زنا سرزد ہو۔ اس کے بعد وہ ہمارے یہاں یعنی دارالاسلام میں آجائے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہیں ہوگا۔ اسی طریقے سے لشکر حدود و قصاص کو نافذ نہیں کریگا (کافی)، اگر خلیفہ بنفسِ نفیس یا امیر شہر بنفسِ نفیس جہاد کرے جو کہ اپنے صوبہ (علاقہ) کے لوگوں پر حدود کا نفاذ کرتا تھا تو وہ دارالحرب کے اندر بھی حدود و قصاص کا نفاذ کریگا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ زانی لشکر میں ہوتے ہوئے زنا کا ارتکاب کرے۔ اور اگر وہ دارالحرب والوں سے جا ملے اور پھر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ یہ امیر لشکر کے اندر اسی شکل میں حد کا نفاذ کریگا جبکہ وہ شخص جس پر حد نافذ کی جا رہی ہو اس کی جانب سے یہ اندیشہ نہ ہو کہ وہ اسلام سے پھر جائیگا یا دارالحرب والوں سے مل جائے گا۔ اگر اسلام سے پھر جانے اور اہل حرب سے جا ملنے کا خطرہ ہو تو تاوقتیکہ وہ دارالحرب سے دارالاسلام میں نہ آجائے اس پر حد کا نفاذ نہیں کریگا۔ (ظہیریہ) اگر ذمی شخص ایسی عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے جو کہ حربیہ[2] (دارالحرب کی رہنے والی) اور امان حاصل کر کے دارالاسلام میں آئی ہو تو بالاتفاق سب کے نزدیک اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) وہ مرد یا عورت جو دارالحرب کے باشندہ ہو اور پروانہ امن حاصل کر کے دارالاسلام میں داخل ہو اس کے اوپر امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک بجز حد قذف کے اور کسی حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان یا ذمیہ عورت کسی دارالحرب کے رہنے والے ایسے باشندہ کو جو پروانہ امن حاصل کر کے دارالاسلام میں آیا ہو اپنے اوپر قابو دیدے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مسلمان اور ذمیہ عورت پر حد کا نفاذ ہوگا۔ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دونوں میں سے کسی پر بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ دونوں پر حد کے نفاذ کا حکم کیا جائیگا۔ (عتابیہ) کسی ذمی شخص سے اگر زنا سرزد ہو اس کے بعد وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے لہٰذا اگر زنا کا ارتکاب اس کے اعتراف و اقرار یا مسلم گواہوں کی شہادت

---

[1] وہ علاقہ جس پر باغی خلیفۂ برحق سے بغاوت کر کے قابض ہو جائیں۔ [2] دارالحرب کا غیر مسلم باشندہ۔

کے ذریعہ ثابت ہو تو اس پر سے حد ختم نہ ہوگی بلکہ نافذ کی جائے گی۔ اور اگر ذمی شاہدوں کی شہادت سے اس سے زنا کا ارتکاب ثابت ہو پھر وہ اسلام قبول کر لے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا (بحر الرائق)، اگر صحتمند مرد یا پاگل عورت یا ایسی کم عمر لڑکی کے ساتھ جو ہمبستری کے لائق ہو زنا کرے تو بالاتفاق سب کے نزدیک محض مرد پر حد کا نفاذ ہوگا (ہدایہ)، اگر کوئی شخص نیند کی آغوش میں سوئی عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے تو محض مرد پر حد کا وجوب ہوگا۔ (محیط سرخسی)، اگر پاگل یا نابالغ شخص بالغہ عاقلہ عورت کے ساتھ زنا کرنے اور ذکر کی گئی عورت خوشی کے ساتھ قابو دیدے تو بالاتفاق سب کے نزدیک بچہ اور پاگل پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ رہا عورت کا معاملہ تو ہمارے علماء (احناف) کے قول کے مطابق اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا[1]۔ اور اگر نابالغ یا پاگل شخص کسی نابالغہ سے زنا کرے تو دونوں میں سے کسی پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ البتہ زنا کرنے والے پر اس کے مہر کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر بچہ اس بات کا اقرار کرے تو اقرار کے باعث اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر بچہ بالغ عورت کے ساتھ زنا کر کے بکارت کے پردہ کو زائل کر دے اور عورت سے بجبر واکراہ یہ فعل سرزد ہوا ہے تو ذکر کئے گئے بچہ پر اس کے مہر کا ضمان لازم آئیگا۔ اس کے برعکس ذکر کی گئی عورت بخوشی اس فعل پر تیار ہو گئی ہو تو ایسا حکم نہ ہوگا۔ اگر نابالغہ لڑکی کسی بچہ کو اپنی جانب بلائے اور وہ زنا کرے اور زنا کرنے کی بنا پر اس کا پردہ بکارت زائل ہو جائے تو ذکر کئے گئے بچہ پر مہر کا وجوب ہوگا۔ اگر کوئی باندی کسی بچہ سے زنا کرائے تو اس پر اس کے مہر کا ضمان لازم آئیگا۔ (ذخیرہ)، اگر مرد نیند کی آغوش میں سو رہا ہو اور عورت اس کے ساتھ خود صحبت کرے اور اپنے نفس کے اوپر قابو دیدے تو دونوں میں سے کسی پر حد کا وجوب نہ ہوگا (محیط سرخسی)، جس شخص کو بادشاہ زنا کرنے پر مجبور کرے اور اس سے زنا سرزد ہو جائے تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ پہلے اس صورت میں حد کے وجوب کے قائل تھے پھر اس قول سے رجوع کر لیا اور عدم وجوب حد کے قائل ہو گئے۔ اگر بادشاہ کے علاوہ کوئی اور شخص زنا پر مجبور کرے تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا (کافی)، اسی قول کے اوپر فتوی دیا گیا ہے (سراجیہ)، اگر عورت کو مجبور کیا جائے حتی کہ وہ اپنے اوپر قابو دیدے تو بالاتفاق اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ جبر واکراہ کے معنے یہ ہیں کہ دخول کے وقت اسے مجبور کیا گیا ہو اگر عورت پر جبر کیا گیا حتی کہ وہ لیٹ گئی اس کے بعد دخول سے پہلے از خود قابو دیدے تو برضامندی قابو دینے والی شمار ہوگی (خزانۃ المفتین)، اگر مرد کو مجبور کیا گیا ہو اور وہ عورت کے ساتھ جو زنا پر بخوشی رضامند ہے زنا کرے تو برضامندی زنا کرانے والی عورت ہی پر حد کا نفاذ ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ (فتح القدیر)، پھر بنیادی بات یہ ہے کہ دو زنا کرنے والوں میں سے جب ایک سے حد شبہ کے باعث اٹھ گئی اور ختم ہو گئی تو دوسرے پر سے بھی شرکت کے باعث حد کے ساقط ہو جانے کا حکم ہوگا۔ لہذا اگر ایک نکاح کا مدعی اور دوسرا نکاح کا منکر ہو تو دونوں سے حد کے ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر فعل میں نقصان (کمی) کے سبب سے حد ساقط ہوئی ہو تو اگر کمی عورت کی جانب سے ہو تو اس پر سے حد اٹھ جائیگی اور مرد پر حد کا نفاذ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص ایسی نابالغہ لڑکی کے ساتھ جو ہمبستری کے قابل ہو یا پاگل یا مجبور و زبردستی کی گئی یا سوئی ہوئی عورت کے ساتھ زنا کرے تو عورت سے حد کے ساقط ہونے اور مرد پر حد کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر کمی (نقصان) مرد کی جانب سے ہو مرد و عورت میں سے کسی پر بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ (سراج الوہاج)، اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی ام ولد کے ساتھ

[1] البتہ کوئی اور سزا بطور فہمائش (تنبیہ) دینے کی گنجائش ہے۔

صحبت کرے اور کہے کہ میں اس سے آگاہ تھا کہ وہ میرے اوپر حرام ہے تو اس کے اوپر حد نافذ ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص اپنے والد کی زوجہ (یعنی سوتیلی ماں سے) اپنے والد کے مرنے کے بعد نکاح کرلے اور اس سے اولاد پیدا ہو تو فقیہ ابوبکر بلخیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ چار بار مختلف مجلسوں میں صحبت کا اقرار کرے تو دونوں پر حد کے نافذ ہونے اور اولاد کے ثابت النسب نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا یہی قول ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ کوئی شخص مردہ عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے تو اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اہلِ مدینہ (فقہائے مدینہ) اس پر حد کے نافذ ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ اہلِ بصرہ فرماتے ہیں کہ پر حد کا نفاذ نہ ہوگا بلکہ تعزیر (درگزری اور سزا) کے نفاذ کا حکم ہوگا۔ فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ کوئی شخص مملوکہ لڑکی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے اور ہمبستری کے باعث وہ مرجائے تو اس کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ ذکر کئے گئے شخص پر اس کی قیمت کا وجوب ہوگا۔ اور اس کے اندر فقہاء کا کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا امام ابو یوسفؒ امالی میں امام ابو حنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے اوپر قیمت کے واجب ہونے اور حد کے وجوب کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا اور حد لازم نہیں ہوگی۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کوئی شخص آزاد عورت کو نکاح میں لائے اور وہ عورت اس کی ہمبستری کے باعث ہلاک ہوجائے تو بالاتفاق دیت (مالی معاوضہ) کے ساتھ حد کا بھی وجوب ہوگا (تبیین) اگر کوئی شخص آزاد عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے حتیٰ کہ دیت کا وجوب ہوجائے تو اس صورت میں حد کا بھی وجوب ہوگا کیونکہ ان دونوں کا وجوب دو مختلف اسباب کی بناء پر ہوا ہے۔ (ظہیریہ) اگر کوئی شخص اجنبیہ عورت کے ساتھ فرج (پیشاب گاہ) کے علاوہ میں صحبت کرے تو حد کا نفاذ نہ ہوگا کیونکہ اسے زنا نہیں کہا جائیگا لیکن اس کے باعث تعزیر کے نافذ ہونے کا حکم کیا جائیگا کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ اس کے پاخانہ کے راستہ میں صحبت کرے یا بچے سے لواطت کرے تو امام حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں حد کا وجوب نہ ہوگا لیکن تعزیر کے نفاذ کا حکم کیا جائیگا اور وہ تاوقتیکہ تائب نہ ہوجائے قید میں رکھا جائیگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس پر زنا کی حد کا نفاذ ہوگا یعنی اگر محصن ہو تو سنگسار کیا جائیگا اور محصن نہ ہونے کی شکل میں قمچے مارے جانے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس طرح کا کام اپنے غلام یا زوجہ یا باندی کے ساتھ کرے۔ چاہے زوجہ کے ساتھ صحیح نکاح ہوا ہو یا فاسد تو اس صورت میں بالاتفاق اس کے اوپر حد کے واجب نہ ہونے کا حکم ہوگا (کافی) اگر کوئی شخص لواطت کا عادی ہوجائے تو خلیفۃ المسلمین اسے قتل کردیگا چاہے وہ محصن ہو یا غیر محصن (فتح القدیر) جو شخص چوپایہ سے صحبت کرلے ہمارے نزدیک اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا (کافی) اگر کسی شخص کے پاس شب زفاف میں زوجہ کے علاوہ کوئی اور بھیجی جائے اور عورتیں کہیں کہ یہ تیری زوجہ ہے پس اس کے ساتھ صحبت کرلے تو اس کے اوپر مہر کا وجوب ہوگا کیونکہ آدمی پہلی مرتبہ میں زوجہ اور غیر زوجہ کے اندر تمیز (فرق) نہیں کرسکتا مگر اطلاع کے ذریعہ۔ اور خبر واحد دین کے کاموں اور معلومات میں کافی قرار دی گئی ہے۔ اسی لئے اگر کوئی باندی آکر یہ کہے کہ مجھے میرے آقا نے تیرے پاس ہدیتاً بھیجا ہے تو اس صورت میں اگرچہ صرف اسی ایک باندی نے اطلاع دی ہے مگر) اس کے قول کو قابل اعتماد قرار دیتے ہوئے اس کے ساتھ صحبت کرنا درست ہوگا۔ پھر جس عورت کو شب زفاف میں بھیجا گیا ہو اگر وہ بچہ کو جنم دے تو وہ اسی شخص سے ثابت النسب ہوگا اور اس عورت کے اوپر عدت کا وجوب ہوگا۔ لیکن اس عورت پر تہمت لگانے والے کے اوپر حد قذف نہ لگائی جانے کا حکم ہوگا۔ (غایۃ البیان) کوئی شخص اندھیری شب میں

لے البتہ کوئی اور سزا دی درست ہوگی۔

اپنے بستر پر ایک عورت کو دیکھے درآنحالیکہ وہ پرانی زوجہ رکھتا ہو پس وہ بستر پر موجود عورت کے ساتھ صحبت کرلے اور کہے کہ میں نے یہ خیال کیا کہ وہ میری زوجہ ہے تو مشائخ (متقدمین) فرماتے ہیں کہ اسکے قول کو قابل قبول قرار نہ دیں گے اور اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی کوٹھڑی کے اندر کسی عورت کو پائے اور اس کے ساتھ صحبت کرلے اور کہے کہ میں نے اس کے متعلق یہ خیال کیا تھا کہ میری زوجہ ہے تو اگرچہ مرد نابینا ہو تب بھی اس پر حد کا وجوب ہوگا (سراج الوہاج) اگر کوئی نابینا شخص اپنی زوجہ کو بستر پر بلائے اور غیر عورت جواب دینے کے بعد آجائے اور وہ نابینا اس عورت کے ساتھ صحبت کرلے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ اور غیر عورت اس طرح کہے کہ میں فلاں ہوں یعنی نابینا شخص کی زوجہ کا نام لے اور نابینا شخص اس سے صحبت کرلے تو اس صورت میں اس پر حد کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور آنکھوں والا ہونے کی صورت میں اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص اپنی باندی کو کسی اور شخص کے لیے حلال کردے اور دوسرا شخص اس باندی کے ساتھ ہمبستر ہو تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی) اگر کوئی نشہ میں مدہوش شخص زنا کا ارتکاب کرے تو ہوش میں آجانے کے بعد اس کے اوپر حد کے نفاذ کا حکم ہوگا (سراجیہ) اگر بیع فاسد ہو اور خریدنے والا خریدکردہ باندی کے ساتھ قبضہ سے پہلے یا قابض ہونے کے بعد صحبت کرے تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر فروخت کرنے والا اپنے لئے خیار کی شرط (فسخ بیع کے اختیار کی شرط) کرکے باندی بیچ دے اور خریدنے والا اس سے صحبت کرے تو حد نافذ نہ ہوگی اور اگر خریدنے والا خیار[1] کی شرط کرکے خریدے اور فروخت کرنے والا اس سے صحبت کرے تو اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا چاہے وہ اس کے اپنے اوپر حرام ہونے سے آگاہ ہو یا نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں) امام محمدؒ اصل کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی باندی کو غصب کرکے اس کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے پھر بطور تاوان اس کی قیمت ادا کرے تو بالاتفاق سب کے نزدیک اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر اول اس کے ساتھ زنا کرے پھر اسے غصب کرکے بطور تاوان اس کی قیمت دیدے تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمد فرماتے ہیں کہ اس پر سے حد کے ساقط نہ ہونے کا حکم ہوگا (محیط) کوئی مرد چت لیٹا ہوا ہو اور کوئی اجنبیہ عورت آکر مرد کے اوپر بیٹھ جائے حتیٰ کہ اپنی ضرورت پوری کرلے (یعنی صحبت کرلے) تو اس صورت میں دونوں پر حد کا وجوب ہوگا (ظہیریہ) اگر کوئی شخص اول کسی باندی کے ساتھ زنا کرے پھر اسے خریدلے تو ظاہر الروایت کے مطابق بالاتفاق اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی آزاد عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے پھر اسے نکاح میں لے آئے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ شیخ الاسلامؒ شرح کتاب الحدود کے اندر اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص عورت سے زنا کرنے کے بعد کہے کہ میں اسے خرید چکا تھا تو اس پر حد کا نفاذ ہوگا چاہے یہ عورت باندی ہو یا آزاد۔ اگر باندی کے ساتھ زنا کرکے مدعی ہو کہ میں نے اس شرط کے ساتھ اسے خریدا ہے کہ آقا کو خیار (فسخ بیع کا اختیار) حاصل ہے اور باندی کا آقا کہے کہ یہ غلط ہے میں نے یہ باندی فروخت نہیں کی تو فرماتے ہیں کہ صحبت کرنے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر مدعی ہو معینہ میعاد کے علاوہ پر جسے وہ بیان کرتا ہو خریدا ہے تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائیگا۔ (محیط) کوئی آزاد عورت اگر ایک غلام کے ساتھ زنا کرے۔ اس کے بعد اسے خریدلے تو اس صورت میں ان دونوں پر حد کے نافذ ہونے کا حکم

[1] یعنی کسی عیب کی بنا پر لوٹانے کی شرط۔

ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص ایک باندی کے ساتھ زنا کرے پھر مدعی ہو کہ میں نے اسے بیع فاسد کے ذریعہ خریدا ہے یا اس کا آقا اسے مجھکو ہبہ کر چکا ہے درآنحالیکہ آقا اسے جھٹلائے یا شاہد اس بات کی شہادت دیں کہ وہ اقرارِ زنا کر چکا ہے اور وہ قاضی کے یہاں خرید لینے یا ہبہ کا مدعی ہو تو اس پر سے حد کے ساقط ہونے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) اگر کوئی شخص بڑی (بالغہ) عورت کے ساتھ زنا کرے اور اس کے پیشاب و پاخانہ کا راستہ ایک کر دے اس صورت میں اگر عورت بلا اس کے شبہ کے دعوے کی بخوشی اپنے اوپر قابو دیدیا ہو تو دونوں پر حد کا نفاذ ہوگا اور زنا کرنے والے کے دونوں راستے ایک کر دینے کے باعث کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ کیونکہ ذکر کی گئی عورت اس بات پر رضامند تھی۔ اور کیونکہ حد کا وجوب ہوا ہے اس لئے عورت کے کچھ مہر کے بھی ثابت ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر دعویٰ شبہ پایا جائے تو زنا کرنے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ نیز اس جرم یعنی دونوں سوراخ راستے ایک کر دینے کی بنا پر بھی کچھ واجب نہ ہوگا۔ البتہ اس کے اوپر ہمبستری کے تاوان کا وجوب ہوگا۔ اگر عورت کے جبراً ایلاش کے دعوے کے ایسا کیا جائے تو محض مرد کے اوپر حد کا وجوب ہوگا عورت پر حد واجب نہیں ہوگی۔ اور عورت کے لئے مہر کے بھی ثابت نہ ہونے کا حکم ہوگا پھر یہ دیکھیں گے کہ دونوں سوراخوں کے ایک ہو جانے کی کیا شکل ہے۔ اگر اس طرح دونوں سوراخ ایک ہوں کہ عورت اپنے پیشاب کو روک نہ سکتی ہو تو ذکر کئے گئے زنا کرنے والے پر عورت کی پوری دیت (اس جرم کے بدلہ ملنے والا پورا معاوضہ) کا وجوب ہوگا۔ اور اگر پیشاب روک سکتی ہو تو زنا کرنے والے پر حد کے نفاذ اور تہائی دیت کی ادائیگی کا وجوب ہوگا اور اگر اس کے باوجود شبہ کا دعویٰ بھی ہو تو اس صورت میں دونوں کے اوپر حد کے واجب نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ پھر اگر عورت اپنے پیشاب کو روک سکتی ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق مرد کے اوپر تہائی دیت اور پورے مہر کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر عورت کے لئے پیشاب کا روکنا ممکن نہ ہو تو مرد کے اوپر پوری دیت کا وجوب ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر مہر کا وجوب نہیں ہوگا۔ اگر عورت نابالغ ہو مگر صحبت کے قابل ہو تو اس کا حکم سارے ذکر کئے گئے احکام کے اندر بجز ایک بات کے بالغ عورت کا سا ہوگا یعنی دونوں سوراخوں کے ایک ہو جانے پر اس کی رضامندی کے باوجود جنایت (جرمانہ) کے ساقط و ختم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور اگر نابالغہ لڑکی صحبت کے لائق نہ ہو۔ اور زخم اس نوعیت کا ہو کہ اس کا اپنے پیشاب کو روکنا ممکن ہو تو مرد کے اوپر تہائی اور پورے مہر کا وجوب ہوگا اور حد کے واجب نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر پیشاب روکنا ممکن نہ ہو تو پوری دیت کا ضمان لازم آئے گا۔ امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر مہر کا ضمان لازم نہیں آئے گا۔ (تبیین) اگر کوئی شخص کسی باندی کے ساتھ صحبت کرے اور صحبت کے سبب سے اس کی بصارت زائل ہو جائے تو زنا کرنے والے پر بالاتفاق حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر صحبت کے باعث اس کی ران توڑ ڈالے تو حد اور اس کی آدھی قیمت کا وجوب ہوگا اگر عورت آزاد ہو تو بالاتفاق زنا کرنے والے پر حد اور دیت کا وجوب ہوگا (غیاثیہ) اگر خلیفۃ المسلمین جس کے اوپر کوئی امام نہ ہو اس سے اگر ایسی بات سرزد ہو جس سے حد کا وجوب ہوتا ہو مثلاً زنا چوری، شراب نوشی، کسی پر تہمت لگانا تو بجز قصاص اور جرمانۂ مالی کے اس سے اور کسی چیز کے بارے میں مواخذہ نہ کریں گے لہٰذا اگر وہ کسی شخص کو ہلاک کر دے یا کسی کے مال کو تلف کر دے تو اس سے مواخذہ کیا جائے گا۔ اور تعاون کی حاجت ہو تو سارے مسلمان مظلوم کی اعانت کریں گے۔ اور اس طرح وہ اپنا حق حاصل کر سکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم کی اعانت واجب ہے۔ (کافی)

باب چہارم

زنا کے اوپر شہادت دینے اور اس سے رجوع کرنے کا ذکر

زنا کے بارے میں گواہی اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جبکہ چار مسلمان آزاد مرد زنا کی شہادت دیں (شرح طحاوی)، اور اگر زنا کی گواہی دینے والے چار سے کم ہوں۔ یعنی ایک شخص گواہی دے یا دو تین شخص گواہی دیں تو ہمارے علماء (احنافؒ) کے نزدیک گواہی قابل قبول قرار دی جائے اور گواہوں پر حد قذف[1] لگائی جانیکا حکم ہوگا۔ اور اگر چار شاہد قاضی کی مجلس میں ایک شخص کے متعلق شہادت زنا دینے حاضر ہوں۔ اس کے بعد ایک یا دو تین شہادت دیں اور باقی نے شہادت نہیں دی بلکہ انکار کیا تو ہمارے علماء (احنافؒ) اس صورت میں گواہی دینے والے پر حد قذف لگائی جانے کا حکم فرماتے ہیں (محیط) اگر چار میں سے تین اشخاص اس سے زنا کے سرزد ہونے پر گواہی دیں اور چوتھا کہے کہ میں ان دونوں کو ایک لحاف کے اندر دیکھ چکا ہوں تو جس کے بارے میں شہادت دی گئی ہے اس پر حد کے نافذ نہ ہونے اور تینوں گواہوں پر حد قذف لگائے جانے کا حکم ہوگا۔ البتہ چوتھے گواہ پر حد قذف نہیں لگائی جائے گی۔ اور اگر وہ پہلے یہ کہے کہ میں اس سے زنا کے سرزد ہونے کی شہادت دیتا ہوں۔ اس کے بعد زنا کی تشریح و تفسیر اوپر ذکر کئے گئے طریق پر کرے تو اس پر بھی حد قذف نافذ کی جائے گی (شرح طحاوی) ہمارے نزدیک گواہی کے درست ہونے کے لئے گواہی کی مجلس کا متحد و ایک ہونا شرط ہے حتی کہ اگر شاہد متفرق مجلسوں میں شہادت دیں تو ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی اور سارے گواہوں پر حد قذف کا نفاذ ہوگا۔ (کافی) امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر شاہد اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں گواہ کھڑے ہوا کرتے ہیں۔ پھر ایک گواہ کے بعد دوسرا گواہ گواہی دینے اٹھے اور گواہی دے تو یہ شہادت درست قرار دی جائے گی۔ اور اگر سارے گواہ مجلس سے باہر ہوں اس کے بعد ایک شاہد داخل ہو کر گواہی دیدے اور باہر چلا جائے پھر دوسرا آکر گواہی دے اور باہر چلا جائے۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے گواہی دیں تو ان کی شہادت قابل نہ ہوگی۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر دو شاہد ایک شخص سے زنا کے سرزد ہونے پر گواہی دیں اور دو شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ اقرار زنا کر چکا ہے تو نہ گواہی دیئے گئے شخص پر حد نافذ ہوگی۔ نہ گواہوں پر حد قذف کا وجوب ہوگا۔ اگر تین شاہد اس سے زنا کے سرزد ہونے پر گواہی دیں اور چوتھا یہ شہادت دے کہ وہ اقرار زنا کر چکا ہے (تو محض) پہلے تین شاہدوں پر حد قذف کا وجوب ہوگا (ظہیریہ) اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ ایسی عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے جسے ہم پہچانتے نہیں۔ تو گواہی دیئے گئے شخص پر حد زنا کا نفاذ نہ ہوگا۔ (ہدایہ) اگر گواہی دیا گیا شخص کہے کہ یہ عورت تم نے میرے ہمراہ دیکھی ہے وہ زوجہ یا باندی نہیں تھی تب بھی حد کا نفاذ ہوگا۔ کیونکہ یہ گواہی اس طرح کی ہے کہ اس کی بنا پر حد کا وجوب نہیں ہوتا اور اس ذکر کئے گئے کلام سے اس کا اقرار زنا کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چار اشخاص ایک شخص کے بارے میں یہ گواہی دیں کہ وہ ایسی عورت سے جسے ہم نہیں پہچانتے۔ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے۔ اس کے بعد کہنے لگیں کہ وہ مزنیہ عورت فلاں ہے تو اس صورت میں نہ شہادت دیئے گئے شخص پر حد نافذ ہوگی اور نہ گواہوں پر حد قذف کا نفاذ ہوگا۔ چار شخص ایک شخص کے متعلق شہادت دیں کہ وہ اس عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے۔ لیکن دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اس شخص نے شہر بصرہ میں اس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور دو گواہ کہتے ہوں کہ وہ شہر کوفہ کے اندر اس عورت کے ساتھ زنا مرتکب ہوا ہے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک

[1] تہمت زنا لگانے کی بنا پر ملنے والی شرعی سزا۔

مرد یا عورت دونوں میں سے کسی پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا۔ ہمارے نزدیک استحساناً شاہدوں پر بھی حد کے واجب ہونے کا حکم ہوگا چار اشخاص ایک کے بارے میں گواہی دیں کہ اُس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر لیا ہے۔ لیکن اُن میں سے دو گواہ یہ گواہی دیتے ہوں کہ وہ گھر کے اس کمرہ کے اندر اس عورت کے ساتھ زنا کر چکا ہے اور دو کہتے ہوں کہ اس نے اس عورت کے ساتھ اس دوسرے کمرہ کے اندر زنا کیا ہے تو ان گواہوں کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ اگر چار اشخاص ایک شخص کے بارے میں اس طرح زنا کی شہادت دیں کہ دو گواہ یہ کہتے ہوں کہ اس شخص نے اس عورت کے ساتھ جمعہ کے دن زنا کا ارتکاب کیا ہے اور دو یہ گواہی دیتے ہوں کہ اس نے اس عورت کے ساتھ سنیچر کے دن زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ یا دو گواہ اس طرح شہادت دیں کہ وہ اس عورت کے ساتھ اس گھر کے بالاخانہ پر زنا کر چکا ہے اور دو گواہی دیں کہ وہ اس گھر کے نچلے حصہ میں اس عورت سے زنا کر چکا ہے۔ یا دو گواہ شہادت دیں کہ وہ اس عورت کے ساتھ فلاں گھر میں زنا کر چکا ہے اور شاہد شہادت دیں کہ وہ اس عورت کے ساتھ اُس دوسرے گھر کے اندر زنا کا مرتکب ہوا ہے تو ان ذکر کردہ مسائل اور شکلوں میں گواہی دیئے گئے شخص پر حد کا وجوب نہ ہوگا اور ہمارے نزدیک شاہدوں پر بھی حدِ قذف کے لازم نہ ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ (فتاوےٰ قاضی خاں) اگر چار شاہد شہادت دیں کہ یہ شخص اس عورت کے ساتھ شہر بصرہ میں آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت فلاں مہینہ اور فلاں سنہ میں زنا کا ارتکاب کر چکا ہے۔ اور چار شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ اس عورت کے ساتھ بعینہٖ اسی ذکر کئے گئے وقت کے اندر شہر کوفہ میں زنا کر چکا ہے تو اس صورت میں مرد و عورت میں سے کسی پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا (نہر الفائق) اگر چار شاہدوں میں سے دو کہیں کہ وہ اس گھر کے اس گوشہ کے اندر اس عورت کے زنا کرنے کا اقرار کر چکا ہے اور دوسرے دو گواہ یہ گواہی دیں کہ وہ اس عورت کے ساتھ دوسرے گوشے کے اندر زنا کر چکا ہے۔ تو گواہی دیئے گئے شخص اور گواہی دی گئی عورت پر استحساناً حد کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ زنا کی ابتدا ایک گوشہ میں اور انتہا دوسرے گوشہ کے اندر ہوئی ہو۔ یہ حکم گھر کے چھوٹا ہونے کی شکل میں ہے کیونکہ چھوٹا ہونے کی صورت میں اس بات کا احتمال موجود ہے جو کہ ہم ذکر کر چکے۔ اور گھر کے بڑا ہونے کی صورت میں یہ حکم نہیں ہوگا۔ اگر چار اشخاص ایک شخص سے زنا کے سرزد ہونے کی گواہی دیں اور ہر گواہ یہ شہادت دیتا ہو کہ وہ فلاں عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے تو ان کی شہادت قابلِ قبول ہوگی اور ہر گواہ کی گواہی اس زنا سے متعلق قرار دی جائے گی جس کے متعلق اس کا دوسرا رفیق گواہی دے چکا ہے (کافی) اگر چار شاہدوں میں سے دو شاہد ایک شخص کے بارے میں فلاں عورت کیساتھ دن کی فلاں ساعت میں زنا کرنے کی گواہی دیں اور دوسرے دو گواہ یہ شہادت دیں کہ وہ اس عورت سے دن کی فلاں دوسری ساعت کے اندر زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ تو اس طرح کی گواہی قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (مشائخ رحمۃ اللہ علیہم) فقہاء کے نزدیک یہ حکم اس صورت میں ہوگا جبکہ دوسرے دو شاہد ایسی ساعت بیان کرتے ہوں کہ پہلی اور دوسری ساعت کے اندر مطابقت و موافقت ممکن نہ ہو۔ جیسے دو گواہ یہ شہادت دیں کہ اس نے اس عورت کے ساتھ جمعرات کے دن کی ساعت میں زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہ یہ شہادت دیتے ہوں کہ اس نے اس عورت کے ساتھ جمعہ کے دن کی ساعت میں زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ یا دوسرے دو شاہد جمعرات کے دن کی ہی ایسی ساعت ذکر کریں کہ زنا کا ان کی ذکر کردہ ساعت تک ممتد ہونا اور باقی رہنا ممکن نہ ہو تو گواہی کو قابلِ قبول قرار نہ دینے کا حکم کیا جائیگا۔ اور اگر دوسرے دو شاہد اس طرح کی ساعت بیان کرتے ہوں کہ اس ساعت تک (فعل) زنا ممتد ہو سکتا اور باقی رہ سکتا ہو تو گواہی قابلِ قبول قرار دی جائیگی۔ امام محمدؒ اصل کے اندر فرماتے ہیں کہ (اگر) چار اشخاص ایک شخص سے زنا کے سرزد ہونے کی شہادت دیں اور ان میں سے دو گواہ یہ کہتے ہوں کہ اس شخص نے اس عورت کے ساتھ بالجبر زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہی دیں کہ اس نے عورت کی

رضامندی و خوشی سے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ تو اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرد و عورت اور گواہوں میں سے کسی پر بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اگر چار شخص ایک شخص کے بارے میں اس عورت کے ساتھ زنا کرنے کی شہادت دیں لیکن ان میں سے تین گواہ یہ کہیں کہ عورت نے اس شخص کی فرمانبرداری و اطاعت کی، اور چوتھا گواہ کہے کہ اس شخص کے بارے میں اس عورت کے ساتھ زنا کرنے کی شہادت دیں لیکن ان میں سے تین گواہ یہ کہیں کہ عورت نے اس شخص کی فرمانبرداری و اطاعت کی اور چوتھا گواہ کہے کہ اس شخص نے بالجبر عورت سے زنا کیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق ان میں سے کسی پر بھی حد کے نافذ ہونے کا حکم نہ ہوگا (محیط) اگر تین گواہ شہادت دیں اس شخص نے اس عورت سے بالجبر زنا کیا اور ایک شخص گواہی دے کہ عورت نے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے تو اس صورت میں بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُن میں سے کسی کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا (محیط سرخسی)، اگر چار اشخاص ایک شخص سے زنا کے سرزد ہونے کی شہادت دیں لیکن جس عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہو اس (کی تعیین) کے متعلق اختلاف ہو جائے یا وقتِ زنا یا زنا کی جگہ کے اندر گواہوں میں اختلاف ہو جائے تو ان کی شہادت کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ مگر ہمارے (احناف) کے نزدیک گواہوں پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر گواہوں میں اس لباس کے اندر اختلاف ہو جائے جو بوقت زنا مرد یا عورت نے پہن رکھا تھا یا لباس کے رنگ یا مزنیہ عورت کے (قد کے) لانبے یا ٹھگنے یا موٹے دبلی ہونے کے اندر اختلاف واقع ہو جائے تو کوئی حرج و نقصان نہیں۔ کیونکہ یہ باہمی اختلاف ایسی بات ہے جس کے بیان کرنے کی انھیں ضرورت (بھی) نہ تھی۔ اسی طریقے اگر دو گواہ یہ شہادت دیں کہ وہ شخص سفید رنگ کی عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے اور دو گواہ گندمی رنگ کی عورت کے ساتھ زنا کے مرتکب ہونے کی گواہی دیں تب بھی کوئی حرج و نقصان نہ ہوگا کیونکہ دونوں رنگوں کے درمیان باہم مشابہت ہے۔ لہٰذا اس معمولی سے اختلاف کا اصل گواہی پر نہ پڑے گا اور یہ اختلاف ایسا شمار نہ ہوگا جیسا کہ عورت کے کالی اور گوری ہونے کے درمیان ہوتا[1] اگر دو گواہی دیں کہ اس نے حبشیہ عورت کے ساتھ کیا ہے اور دو کہتے ہوں کہ خراسانیہ سے کیا ہے۔ یا دو کہیں کہ کوفیہ عورت سے اور دو کہیں کہ بصریہ عورت سے زنا کیا ہے۔ یا دو کہتے ہوں کہ آزاد عورت یا دو کہتے ہوں کہ باندی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ یا دو کہتے ہوں کہ بالغ عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور دو کہتے ہوں کہ زنا کی گئی عورت ابھی بالغ نہیں تھی تو ان صورتوں میں گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی (تمرتاشی) اگر چار شاہد شہادت دیں کہ اس شخص نے نحر (قربانی) کے دن مکہ مکرمہ میں فلاں عورت کے ساتھ زنا سرزد ہوا ہے اور چار شاہد یہ شہادت دیتے ہوں کہ اس شخص نے نحر کے دن کوفہ کے اندر فلاں شخص کو قتل کر دیا تو اس صورت میں ان سب گواہوں میں سے کسی کی بھی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ اور زنا کی گواہی دینے والوں پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر مذکورہ دو قسم کے گواہوں میں سے ایک قسم و معاملہ کے گواہ شہادت دیں اور حاکم ان کی شہادت کی بنیاد پر فیصلہ و حکم کر دے۔ اس کے بعد دوسری قسم و واقعہ کے گواہ شہادت دیں تو اس دوسرے واقعہ کے گواہوں کی گواہی باطل و کالعدم قرار دی جائے گی۔ اور زنا کی گواہی دینے والوں پر حد کا نفاذ نہ ہوگا خواہ دوسرے معاملہ و دوسرے فریق کے شاہد بھی وہی کیوں نہ ہوں (مبسوط) اگر گواہ ایک شخص کے بارے میں شہادت دیں کہ وہ فلاں عورت کے ساتھ زنا کر چکا ہے۔ درآنحالیکہ وہ عورت موجود نہ ہو تو اس صورت میں ذکر کئے گئے شخص پر حد نافذ کی جائے گی (فتح القدیر) اگر چار اشخاص ایک عورت کے متعلق زنا کی شہادت دیں پھر عورتیں اس کا معائنہ کرنے کے بعد اسے باکرہ[2] قرار

---

[1] یعنی مثلاً دو گواہ گوری عورت کے ساتھ اور دو گواہ کالی عورت کے ساتھ زنا کے سرزد ہونے کی شہادت دیتے تو شہادت قابلِ قبول نہ ہوتی۔ [2] یعنی ایسی عورت کہ جس کا پردہ بکارت زائل نہ ہوا ہو۔

قرار دیں تو دونوں میں سے کسی پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا اور شاہدوں پر بھی حد قذف کا نفاذ نہ ہوگا۔ (کافی)، اسی طریقہ سے اگر وہ اس عورت کو رتقا یا قرنا[1] قرار دیں تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا (فتح القدیر)، اگر گواہ ایسے شخص کے بارے میں زنا کی شہادت دیں جس کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو تو اس شخص اور گواہوں میں کسی پر بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا (تبیین)، چار شاہد ایک شخص کے متعلق زنا کی شہادت دیں۔ پھر سنگسار کئے جانے کے بعد پتہ چلے کہ اس شخص کا آلۂ تناسل کٹا ہوا تھا تو گواہوں پر دیت[2] (خونبہا) کے واجب ہونے کا حکم ہوگا اور ان پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اگر عورت کے بارے میں اسی طرح کی گواہی دی جائے اور سنگسار کئے جانے کے بعد عورتیں اس کا معائنہ کر کے کہیں کہ یہ تو باکرہ یا کہیں کہ یہ ارتقاء (مخصوص مرض کی بنا پر ناقابل جماع) ہے تو گواہوں پر ضمان اور حد میں سے کسی کا بھی وجوب نہ ہوگا۔ اگر چار اشخاص ایک شخص کے متعلق ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کی شہادت دیں۔ اس کے بعد چار شاہد ان شاہدوں کے بارے میں اس عورت کے ساتھ زنا کرنے کی شہادت دیں تو شبہ پیدا ہو جانے کے باعث امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نہ گواہوں کی گواہی قبول ہوگی اور نہ ان میں سے کسی پر حد نافذ کی جائے گی۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ پہلے شاہدوں پر حد قذف کا نفاذ ہوگا کیونکہ زنا کے انکار کا ثبوت حجت یعنی چار شاہدوں کی گواہی کا ذریعہ ہو گیا لہٰذا وہ لوگ فاسق قرار پائے اگر فریق ثانی یعنی چار دوسرے گواہ صرف یہ کہہ کر خاموش ہو جائیں کہ یہ لوگ اس عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر چکے ہیں تو ان لوگوں کے اوپر حد کا وجوب ہوگا کیونکہ انھوں نے اس زنا کی شہادت نہیں دی جس کی پہلے فریق نے شہادت دی بلکہ دوسرے زنا کے متعلق گواہی دی ہے۔ (محیط سرخسی)، اگر چار اشخاص ایک شخص کے متعلق گواہی دیں کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور دوسرے چار شاہد یہ شہادت دیں کہ فریق اول یعنی ان گواہوں نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا اور تیسرا فریق یعنی چار گواہ یہ گواہی دیں کہ دوسرے گواہوں نے اس عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کسی پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ درمیانی فریق یعنی چار گواہوں اور مرد و عورت پر حد زنا کا وجوب ہوگا۔ (تبیین)، اگر گواہوں میں سے بعض گواہ دوسروں کے بارے میں زنا کی نہیں بلکہ اس کی شہادت دیں کہ ان پر حد قذف لگائی جا چکی ہے اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تو مرد و عورت پر اول شہادت کے باعث زنا کی حد کا وجوب ہوگا (محیط سرخسی)، اگر گواہ زنا کرنے کے متعلق شہادت دیں درآنحالیکہ گواہ غلام یا کافر یا نابینا ہوں یا ایسے ہوں کہ ان پر حد قذف لگائی جا چکی ہو تو اس صورت میں گواہی دیئے شخص پر حد کے واجب نہ ہونے اور شاہدوں پر حد قذف کے وجوب کا حکم ہوگا۔ (شرح طحاوی)، اگر چار اشخاص کسی شخص کے متعلق زنا کی شہادت دیں۔ درآنحالیکہ ایک ان گواہوں میں سے غلام ہو یا ایسا ہو جس پر حد قذف لگ چکی ہو تو گواہی دیئے گئے شخص پر حد کے واجب نہ ہونے اور گواہوں پر حد قذف کے وجوب کا حکم کیا جائیگا (ہدایہ)، اگر غلام حلقۂ غلامی سے آزاد کر دیا جائے یا یہ گواہ دوبارہ گواہی دیں تو از سر نو ان پر حد قذف نافذ کی جائے گی۔ اسی طریقہ سے اگر سارے گواہی دینے والے غلام ہوں اور ان پر حد قذف لگ چکی ہو۔ اس کے بعد وہ حلقۂ غلامی سے آزاد کئے جائیں پھر وہ دوبارہ گواہی دیں تو ان پر از سر نو حد قذف نافذ کی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر کافر کسی مسلمان کے بارے میں زنا کی گواہی دیں اور ان پر حد قذف لگائی جائے پھر وہ اسلام قبول کر کے دوبارہ گواہی دیں تو ان پر از سر نو حد قذف کا نفاذ نہ ہوگا۔ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر تھوڑی سی حد نافذ کی گئی تھی کہ گواہوں میں سے ایک گواہ کا غلام ہونا معلوم ہو گیا۔ پس دوسرے چار شاہدوں نے شہادت دی تو کیونکہ حد باطل و کالعدم ہو چکی لہٰذا ان گواہوں

---

[1] ایسی عورت کہ ہڈی وغیرہ کے بڑھ جانے کے باعث اس سے ہمبستری ممکن نہ ہو [2] تاوانِ قتل

کی شہادت کی بنیاد پر گواہی دیئے گئے شخص حد نافذ نہ ہوگی۔ (عتابیہ)

اگر چار گواہوں میں سے ایک شاہد مکاتب[1] یا بچہ یا نابینا ہو تو بجز بچہ کے سارے شاہدوں پر حد قذف نافذ کی جائے گی اور اگر یہ بات گواہی دیئے گئے شخص کے سنگسار کئے جانے کے بعد معلوم ہوئی ہو تو شاہدوں پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اور سنگسار شدہ شخص کی دیت بیت المال سے ادا کئے جانے کا حکم ہوگا۔ اگر گواہی دیئے گئے شخص کے حد کے طور پر درے مارے گئے ہوں تو شاہدوں کے بھی درے مارے جانے کا حکم کیا جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ گواہی دیئے گئے شخص نے اس کی درخواست کی ہو۔ رہا مار اور چوٹ تاوان تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ معاف قرار دیا جائے گا (ایضاح) ایسا غلام جس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا حکم مکاتب کا سا ہوگا اور مکاتب کا شمار گواہی کی اہلیت رکھنے والوں میں سے نہیں ہوتا (مبسوط) اگر چار فاسق گواہ شہادت دیں یا ان گواہوں کا فاسق ہونا (بعد میں) ظاہر ہو تو ان پر حد قذف کا نفاذ نہ ہوگا (کافی) اگر گواہی دیا گیا شخص گواہوں میں سے ایک گواہ کے غلام ہونے کا مدعی ہو تو تاوقتیکہ اس کا آزاد ہونا ثابت نہ ہو جائے شہادت دیئے گئے شخص کا قول ہی قابلِ قبول ہوگا۔ (تاتارخانیہ) کوئی شخص دوسرے کو تہمتِ زنا لگائے پھر تہمت لگانے والا اور تین اشخاص کے ہمراہ اس کے زانی ہونے کی گواہی دے تو دیکھیں گے کہ اگر تہمت لگایا گیا شخص تہمت لگانے والوں کو لائے اور تہمت لگانے والا ان تین گواہوں کے ساتھ اس کے زانی ہونے کی شہادت دے تو قابلِ قبول نہ ہوگی۔ اور اگر وہ (ابھی تک) اسے قاضی کے پاس نہ لایا ہو تو اس کی گواہی قابلِ قبول و معتبر ہوگی۔ (محیط سرخسی) امام محمدؒ جامع صغیر کے اندر فرماتے ہیں کہ چار گواہ ایک شخص کے بارے میں زنا کی شہادت دیں درآنحالیکہ یہ شخص غیر محصن (غیر شادی شدہ) ہو اور امام (خلیفۃ المسلمین) اس پر حد نافذ کرے اس کے بعد معلوم ہو کہ یہ گواہی دینے والے شخص غلام یا کافر یا ایسے اشخاص تھے جن پر حدِ قذف لگ چکی تھی۔ درآنحالیکہ گواہی دیا گیا شخص دُرّوں کی سزا کے باعث موت کی آغوش میں سو گیا ہو تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نہ قاضی پر اس کے تاوان کا وجوب ہوگا اور نہ بیت المال سے اس کے تاوان کی ادائیگی کی جائے گی۔ (محیط) اگر کسی شخص کے شاہدوں کے زنا کی شہادت دینے کے باعث درے مارے جائیں اور وہ دُرّوں کی ضرب سے مر جائے یا زخمی ہو جائے اس کے بعد پتہ چلے کہ ان میں سے بعض گواہ غلام یا کافر یا ایسے ہیں کہ جن پر حدِ قذف لگ چکی ہے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک ان شاہدوں پر حدِ قذف کا نفاذ ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان گواہوں پر تاوان کا وجوب ہوگا اور نہ بیت المال سے ادائیگی لازم ہوگی۔ (فتح القدیر) چار گواہ ایک شادی شدہ شخص سے زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں یا گواہ اس کے شادی ہونے اور زنا دونوں کی گواہی دیں۔ اس کے بعد امام المسلمین اسے سنگسار کر دے پھر ایک شاہد کا غلام یا مکاتب یا حد قذف لگا ہوا ہونا ثابت ہو تو بالاجماع قاضی کے اوپر دیت کا وجوب ہوگا اور قاضی کو یہ حق نہ ہوگا کہ دیت بیت المال سے وصول کرے۔ اور اگر شاہدوں کا فاسق ہونا ظاہر ہو جائے تو قاضی کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ چار شخص ایک شخص کے بارے میں زنا کی شہادت دیں۔ ان شاہدوں کے متعلق چند آدمی چھان بین کرنے ان کے آزاد، مسلمان ہونے کا فیصلہ کریں۔ لیکن بعد میں ان کا غلام یا کافر ہونا ظاہر ہو یا یہ ثابت ہو جائے کہ ان پر تہمت کے باعث حد لگ چکی ہے۔ اس صورت میں اگر چھان بین کرنے والے اپنے فیصلہ پر قائم رہیں اور اس سے رجوع نہ کریں۔ البتہ یہ کہتے ہوں کہ ہم سے چوک و غلطی ہو گئی تو بالاتفاق ان کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ اور متفقہ طور پر سب کے نزدیک ضمان کی

---

[1] ایسا غلام جسے آقا نے یہ کہدیا ہو کہ تو اتنی رقم ادا کر دے تو نعمت آزادی سے ہمکنار ہے۔

کی ادائیگی بیت المال سے کی جائے گی۔ اور اگر وہ اپنے فیصلہ سے رجوع کرتے ہوئے کہیں کہ ہمیں اُن کے غلام یا کافر
یا تہمت کی بنا پر حد کے نافذ ہو چکنے کا علم تھا لیکن ہم نے علم کے باوجود ان کے (شرعاً) بے داغ، پاک صاف اور
عادل ہونے کا فیصلہ کیا تو اس شکل میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تزکیہ (پاک وصاف
ہونے کا فیصلہ کرنے والوں پر ضمان کا وجوب ہوگا اور بیت المال سے اس رقم کی ادائیگی لازم نہ ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ
وامام محمدؒ کے نزدیک اُن لوگوں پر ضمان کا وجوب نہ ہوگا اور بیت المال سے ادائیگی کے لازم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ یہ حکم اس
شکل میں ہے جبکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ گواہ غلام یا کافر یا ایسے ہیں کہ جن پر تہمت کی بنا پر حد لگ چکی ہے۔ اگر گواہوں کا فاسق
ہونا ظاہر ہو جائے اور تزکیہ کرنے والے انھیں عادل قرار دینے سے رجوع کرلیں یعنی یہ کہیں کہ ہم نے جانتے بوجھتے انھیں
عادل قرار دیا تو گواہوں پر ضمان لازم آئے گا۔ یہ حکم اس شکل میں ہے جبکہ تزکیہ کرنے والے یہ کہتے ہوں کہ یہ گواہ آزاد عادل
مسلمان ہیں۔ اور اگر تزکیہ و چھان بین کرنے والے صرف اتنا کہیں کہ یہ عادل ہیں۔ اس کے بعد گواہوں کا غلام ہونا ظاہر ہو
تو تزکیہ کرنے والوں پر ضمان لازم نہ ہوگا (محیط) اگر گواہوں کے عادل ہونے کو ثابت کرنے والے لوگ لفظ شہادت
کے ذریعہ اس طرح کہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ یہ آزاد ہیں یا بلفظ خبر (اطلاع) اس طرح کہیں کہ "یہ لوگ آزاد
ہیں" تو ان صورتوں میں حکم کے اندر کوئی فرق نہ ہوگا (نہایہ) اور گواہوں پر نہ ضمان کا وجوب ہوگا اور نہ حد قذف
لگائی جائے گی۔ (کافی) چار اشخاص ایک شخص کے بارے میں زنا کی گواہی دیں۔ اس کے بعد شاہد قاضی کے روبرو
یہ اعتراف کریں کہ ہم نے باطل شہادت دی ہے تو اُن کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ اور اگر قاضی نے ان پر حد نافذ
نہ کی ہو حتی کہ دوسرے چار شاہدوں نے اسی گواہی دیئے گئے شخص پر زنا کی شہادت دی تو ان کی گواہی درست قرار دی جائیگی
اور گواہی دیئے گئے شخص پر حد کا وجوب ہوگا اور گواہوں کے پہلے فریق سے حد قذف ختم ہو جائے گی (مبسوط) اگر گواہ
اس زنا کی گواہی سے رجوع کریں جبکہ گواہی دیا گیا شخص کوڑوں کے ذریعہ زخمی ہو چکا یا مر چکا ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک
تاوان نقصان یا تاوان نفس میں کسی کا بھی ضمان ان گواہوں پر لازم نہ آئیگا۔ امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک
اگر وہ کوڑوں کی ضرب کی بنا پر نہ مرا ہو تو تاوان زخم کے ضامن قرار دیئے جائیں گے اور اگر وہ موت کی آغوش میں سو جائے
تو اس صورت میں دیت کا ضمان لازم آئے گا (غایۃ البیان) چار اشخاص غیر شادی شدہ شخص سے زنا کے سرزد
ہونے کی شہادت دیں اور قاضی اس کے دُرّے مارے اور وہ دُرّوں کے ذریعہ زخمی ہو جائے اس کے بعد
گواہوں میں سے ایک گواہ اپنی گواہی سے رجوع کرلے تو اس پر تاوانِ زخم کا ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اسی طرح اس کے
دُرّوں کی ضرب سے مر جانے کی شکل میں بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہ رجوع کرنے والے پر ضمان لازم آئے گا اور نہ
بیت المال پر دیت کی ادائیگی واجب ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ رجوع کرنے والے پر ضمان واجب ہوگا۔ (سراج
الوہاج) اگر اس شخص کی حد سزا، درّہ ہو اور گواہوں کی گواہی کی بنا پر اس کے اوپر حد نافذ کی گئی ہو۔ اس کے بعد
گواہوں میں سے ایک شخص رجوع کرلے تو بالاتفاق تنہا اسی پر حد کا نفاذ ہوگا (تبیین) اگر گواہی دیئے گئے شخص پر حد نافذ
کی گئی ہو اور ابھی حد کی تکمیل میں ایک درّہ کی کمی ہو کہ شاہدوں میں سے ایک شاہد رجوع کرلے تو اس صورت میں سب
گواہوں پر حد نافذ کی جائے گی۔ اور گواہی دیئے گئے شخص سے باقی ماندہ حد کے ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر اور لوگ اہل
شاہد گواہی دیئے گئے شخص کو سنگسار کریں اور ابھی وہ موت کی آغوش میں نہ سویا ہو کہ بعض گواہ اپنی گواہی
سے رجوع کرلیں تو گواہوں پر حد قذف کے نفاذ کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر اصل گواہوں کے قائم مقام (فرع)
چار گواہوں نے اصل چار شاہدوں کی شہادت پر ایک شخص کے متعلق زنا کی گواہی دی تو گواہی دیئے گئے شخص پر حد نافذ

نہ ہوگی۔ اس کے بعد اگر اصل گواہ آکر اس شخص کے بارے میں بعینہٖ اسی زنا کی گواہی دیں تب بھی گواہی دیئے گئے شخص پر حد کا نفاذ نہ ہوگا اور گواہوں میں سے بھی کسی گواہ پر حدِ قذف نہ لگے گی (کافی)، اسی طریقہ سے بجز ان (اصل) گواہوں کے اوروں کی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی (خزانۃ المفتین)، اگر چار اشخاص ایک شخص کے متعلق فلاں عورت کے ساتھ زنا کرنے کی گواہی دیں اور چار دوسرے شاہد یہ گواہی دیتے ہوں کہ اس شخص نے دوسری عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے اور گواہی دیا گیا شخص سنگسار کر دیا جائے۔ اس کے بعد گواہوں کے دونوں فریق رجوع کرلیں تو بالاتفاق ان گواہوں پر اس کی دیت کا ضمان لازم آئے گا۔ امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ ان پر حدِ قذف کا بھی نفاذ ہوگا۔ (کافی)، اگر چار شاہد ایک شخص کے شادی شدہ ہونے اور اس سے زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں۔ اس کے بعد قاضی کے فیصلہ سے پہلے ایک گواہ یا بعض گواہ رجوع کرلیں تو بالاتفاق سب کے نزدیک رجوع کرنے والے پر حدِ قذف نافذ ہوگی۔ اور ہمارے (احناف) کے نزدیک باقی گواہوں پر بھی حد قذف کا نفاذ ہوگا۔ اگر بعض گواہ فیصلۂ قاضی کے بعد حد کے نفاذ سے قبل رجوع کرلیں تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک رجوع کرنے والے پر حدِ قذف کا نفاذ ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ اور ایک دوسرے قول کے مطابق امام ابویوسفؒ کے نزدیک باقی گواہوں پر بھی حدِ قذف نافذ ہوگی اگر قاضی کے فیصلہ اور حد جاری ہوچکنے کے بعد بعض گواہ رجوع کریں تو بالاتفاق محض رجوع کرنے والے پر حد نافذ ہوگی اور باقی گواہوں پر حد کا نفاذ نہ ہوگا نیز بالاتفاق سب کے نزدیک رجوع کرنے والے پر واجب ہوگا کہ سال بھر کے اندر اندر چوتھائی دیت اپنے ذاتی مال سے ادا کرے (فتاویٰ قاضی خاں)، اگر ایسے سنگسار کئے گئے شخص جس کا گواہ رجوع کرچکا ہو کوئی شخص تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے پر حدِ قذف کا نفاذ نہ ہوگا اور اس کا سبب ہم ذکر کرچکے ہیں کہ فیصلۂ قاضی کے بعد دوسرے کے حق میں شاہد کا رجوع کرلینا بے سود اور غیر مؤثر ہوتا ہے (محیط)، گواہ ایک شخص کے بارے میں گواہی دیں کہ وہ آزاد ہوچکا ہے اور اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ پھر اسے سنگسار کر دیا جائے۔ اور بعد گواہ رجوع کرلیں تو اس صورت میں شاہدوں پر حدِ قذف کے نفاذ کا حکم ہوگا۔ اور بطور تاوان اسکی قیمت اس کے آقا کو اور اس کی دیت اس کے وارثوں کو بطور تاوان دی جائے گی (تاتارخانیہ)، اگر گواہ اس کے آزاد ہونے کی شہادت سے رجوع کرلیں تو ان پر کسی قسم کا ضمان لازم نہ آئے گا۔ کیونکہ احصان[1] کے شاہد اگر رجوع کرلیں تو اُن پر ضمان لازم نہیں آتا۔ (خزانۃ المفتین)، اگر زنا کے پانچ شاہدوں اور ایک گواہ رجوع کرلے تو باقی چار کی گواہی کے باعث شہادت دیئے گئے شخص پر حد نافذ کی جائے گی (ایضاح)، اگر پانچ شاہد ایک شخص کے متعلق یہ شہادت دیں کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے لہٰذا اسے سنگسار کردیا جائے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک گواہ رجوع کرلے تو اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر اس کے بعد ایک اور گواہ رجوع کرلے تو دونوں کے اوپر چوتھائی دیت کا ضمان لازم آئے گا اور دونوں پر حدِ قذف کا نفاذ ہوگا (مبسوط)، نیز ان دونوں کے بعد جو گواہ جس وقت رجوع کریگا وہ چوتھائی دیت کا ضامن قرار دیا جائیگا۔ اگر پانچوں شاہد بیک وقت رجوع کرلیں تو کل دیت کے پانچ حصہ کرکے ہر گواہ پانچویں حصہ کا ضامن قرار دیا جائیگا۔ (حاوی قدسی)، منتقی کے اندر لکھا ہے کہ پانچ شاہد ایک شخص کے بارے میں زنا کی شہادت دیں درآنحالیکہ وہ غیر شادی شدہ ہو اور قاضی اس کے درّے مارے۔ اس کے بعد یہ ثابت ہوجائے کہ ان گواہوں میں سے ایک گواہ ایسا ہے کہ جس پر حدِ قذف لگ چکی ہے یا ثابت ہو کہ وہ غلام ہے۔ اس کے بعد باقی چار گواہ رجوع کرلیں تو انہی چار گواہوں پر حدِ قذف کا نفاذ ہوگا اور جس شخص پر حدِ قذف لگ چکی ہو یا وہ غلام ثابت ہوا ہو اس کے اوپر حدِ قذف جاری نہ ہوگی۔ کیونکہ اس نے اس حال میں اس شخص پر تہمت لگائی جبکہ چار اشخاص اس سے زنا سرزد ہونے کی

---

[1] آزادی کا شمار بھی احصان کے کاموں کے زمرہ میں ہوتا ہے۔

گواہی دے چکے ہیں۔ اور اس تہمت لگانے والے پر حد قذف لگ چکی ہے[1]۔ نیز منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کسی شخص کے بارے میں چار مردوں اور چار عورتوں نے یہ گواہی دی ہو کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے درآنحالیکہ وہ غیر شادی شدہ ہو اور اس کے بطور حد درّے مارے گئے ہوں اس کے بعد سارے گواہ رجوع کرلیں تو محض مرد گواہوں پر حد قذف کا نفاذ ہوگا اور عورتوں پر حد قذف جاری نہ ہوگی۔ اور اگر یہ گواہ شہادت دیئے گئے شخص پر حد کے نفاذ سے پہلے رجوع کرلیں تو مردوں اور عورتوں سب پر حد کے جاری کیے جانے کا حکم ہوگا (محیط)۔ اگر چھ گواہوں کی شہادت کی بنا پر کسی شخص کو سنگسار کردیا جائے۔ اس کے بعد ان میں سے دو گواہ رجوع کرلیں تو ان دو گواہوں پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر تیسرا گواہ بھی رجوع کرلے تو تینوں گواہوں پر چوتھائی دیت کا ضمان لازم ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان سب پر حد قذف کا بھی نفاذ ہوگا اور اگر رجوع کرنے والے باقی ماندہ گواہوں میں سے ایک گواہ کے غلام ہونے کی شہادت دیں تو مزید چوتھائی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اگر چھ گواہوں میں سے دو گواہ رجوع کرکے باقی گواہوں میں سے دو کے غلام ہونے کی شہادت دیں تو گواہی درست ہوگی اور چوتھائی دیت کا وجوب ان دونوں رجوع کرنے والوں پر ہوگا اور چوتھائی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اور یہ دونوں گواہ باقی ماندہ گواہوں میں سے تین کے غلام ہونے کی شہادت دیں تو گواہی درست نہ ہوگی۔ اگر آٹھ گواہ ایک شادی شدہ شخص سے زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں چاہے آٹھوں نے ایک زنا کے بارے میں گواہی دی ہو یا ہر چار گواہ الگ الگ زنا کے اوپر شہادت دیتے ہوں اور اس شخص کو سنگسار کردیا جائے۔ اس کے بعد ان میں سے چار گواہ رجوع کرلیں تو ان کے اوپر حد اور ضمان میں سے کسی بھی شے کا وجوب نہ ہوگا۔ اس کے بعد اگر پانچوں گواہ بھی رجوع کرلیں تو یہ سارے رجوع کرنے والے بقدر حصہ رسد چوتھائی دیت کا تاوان دیں گے۔ امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ان سب پر حد قذف کا بھی نفاذ ہوگا (خزانۃ المفتین و عتابیہ)۔ اگر قاضی تین مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کی بنیاد پر گواہی دیئے گئے شخص کو سنگسار کردے۔ اسی صورت میں اگر قاضی یہ کہتا ہو کہ میرا گمان یہ ہوا کہ یہ درست ہے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کرنے کا حکم ہوگا اور اگر قاضی کہے کہ مجھے علم تھا کہ یہ (فیصلہ) درست و جائز نہیں تو دیت کا وجوب قاضی پر ہوگا۔ اور اگر قاضی اس شخص کے ایک بار اقرار کرلینے پر اسے سنگسار کردے تو بہر صورت قاضی پر ضمان واجب نہ ہوگا (عتابیہ)۔ اگر گواہ قاضی کی مجلس کے علاوہ مرد و عورت سے کہیں کہ ہم تم دونوں کے زانی ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ اس کے بعد گواہ وہ مرد و عورت قاضی کی مجلس میں لاکر اس بات کی گواہی دیں اور مرد و عورت قاضی سے کہیں کہ گواہ ہم سے یہی بات آپ کے روبرو لانے سے پہلے کہہ چکے ہیں اور ہم اپنے پاس اس کے گواہ رکھتے ہیں تو اس سلسلہ میں ان دونوں کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی اور اس کی وجہ سے گواہوں کی گواہی کے ساقط ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور ثبوت کے بعد ذکر کیے گئے مرد و عورت پر حد کا نفاذ ہوگا (مبسوط)۔ امام محمدؒ جامع صغیر کے اندر فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے بارے میں اس کی اولاد میں سے چار بیٹے یا چار پوتے یا چار بھائی یا چار مرد جو چچا کی اولاد میں سے ہوں زنا کی شہادت دیں اور یہ شخص شادی شدہ ہو اور گواہ عادل ہوں۔ اور قاضی اسے سنگسار کرنے کا حکم کرے۔ لہٰذا سنگسار کرلینے کے بعد شاہدوں کو حکم دیگا کہ تم سنگسار کرنے کا آغاز کرو۔ اس صورت میں اگر اولاد اپنے والد کو سنگسار کرے لیکن ایسا پتھر نہ پڑے کہ وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو رجوع کرنے والے پر چوتھائی دیت کا ضمان لازم آئیگا اور اپنے ذاتی مال سے ادا کرنا لازم آئے گا۔ اور اس کی ادائیگی تین برس میں ہوگی اور یہ مال سنگسار کیے گئے شخص کے ورثاء اور رجوع کرنے والے میں مشترک میراث شمار ہوگی۔ لہٰذا اس مال میں سے اس رجوع کرنے والے

---

[1] تو اس شکل میں اس کے تہمت لگانے سے اس پر حد قذف واجب نہ ہوگی۔

کے حصے کے بقدر اس کے ذمہ سے ساقط کئے جانے کا حکم ہوگا اور باقی کا ضمان اس پر لازم آئے گا جسے تین برس کے اندر ادا کر دینا واجب ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس کے چوتھائی حصہ سے دیت پوری نہ ہوتی ہو۔ مشائخ کے نزدیک رجوع کرنے والے پر اسی وقت ضمان لازم آئے گا جبکہ رجوع نہ کرنے والے اس سے یہ کہیں کہ یہ ہمارے باپ سے زنا ضرور سرزد ہوا ہے جیسی ہم شہادت دے چکے ہیں ہم اسے دیکھ چکے ہیں اور تو نے کیونکہ دیکھا نہیں اس واسطے باطل و غلط شہادت دی۔ لہٰذا اس صورت میں تاوان سارے ائمہ کے نزدیک واجب ہوگا۔ اور اگر باقی اس سے کہیں کہ تو نے بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے والد کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اور تو رجوع کرنے کے اندر جھوٹا ہے تو اس صورت میں رجوع کرنے والے پر ضمان لازم نہ آئے گا ہمارے تینوں علماء یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رجوع کرنے والے پر حد قذف کا وجوب ہوگا۔ البتہ اگر اس کے ہمراہ گواہی دینے والے اس کے اوپر حد قذف کے وجوب سے انکار کرتے ہوں تو انھیں اختیار حاصل نہ رہے گا کہ اس سے از سر نو قذف کے سلسلہ میں جھگڑا کریں۔ ہاں یہ دیکھیں گے کہ اس مرنے والے کا والد یا کوئی اور لڑکا جس نے اس کے بارے میں شہادت نہ دی ہو موجود ہے یا نہیں؟ لہٰذا اگر موجود ہو تو وہ مختار ہوگا کہ رجوع کرنے والے سے از سر نو تہمت کے متعلق جھگڑا کرے اور اگر سنگسار کردہ کا والد یا دادا یا ایسا کوئی لڑکا نہ موجود نہ ہو لیکن ان شاہدوں میں سے بعض کی اولاد موجود ہو تو یہ دیکھیں گے کہ اگر وہ رجوع کرنے والے کا لڑکا ہو تو اسے حق حاصل نہ ہوگا کہ اپنے والد سے اپنے دادا کی قذف (تہمت) کے بارے میں جھگڑا کرے۔ اگر لڑکا رجوع نہ کرنے والے گواہوں میں سے کسی کا ہو تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ رجوع کرنے والے شخص پر حد قذف کا دعویٰ کر کے حد (وا پس) لے لے یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے کہ گواہ گواہی دیئے گئے شخص کو سنگسار کریں اور ان کی ضرب کے باعث موت کے آغوش میں نہ سویا ہو۔ اور اگر وہ سنگسار کریں اور وہ موت کی آغوش میں سو جائے۔ اس کے بعد ان شاہدوں میں سے ایک شاہد اپنی شہادت سے رجوع کر لے اور بجز ان شاہدوں کے مرنے والے کا اور کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس مسئلہ کے اندر تین شکلیں ہیں (۱) رجوع کرنے والے سے باقی گواہ کہیں کہ تو اپنے رجوع کرنے اندر جھوٹا اور شہادت دینے کے اندر سچا ہے۔ (۲) گواہ کہیں کہ ہمارا باپ زانی تھا مگر تو نے اس کو زنا کا ارتکاب کرتے نہیں دیکھا یا کہیں کہ خبر نہیں تو نے اس کو زنا کرتے دیکھا یا نہیں اور تو نے باطل و غلط شہادت دی۔ (۳) باقی گواہ کہیں کہ ہمارے والد نے کبھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا اور تو ان کو زانی قرار دینے میں جھوٹا ہے۔ پس پہلی صورت میں رجوع کرنے والے پر کوئی ضمان لازم نہ آئے گا اور نہ وہ میراث سے بھی محروم قرار نہیں دیا جائے گا اور اس کے اوپر حد قذف کا وجوب بھی نہ ہوگا۔ اگرچہ وہ اپنے بارے میں حد قذف (کے لائق ہونے) کا اعتراف کرے۔ مگر چونکہ باقی گواہ قذف کے سلسلہ میں اس کے قول کی تصدیق کر چکے ہیں اور حد قذف (کے ثابت کرنے) کا حق محض انہی کا ہے اور کسی کا نہیں لہٰذا اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا یہاں تک جن کے متعلق ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور وارث حد کا مستحق موجود ہو تو وہ اس سے ذکر کی گئی حد لے گا اور باقی ماندہ گواہوں پر دیت کا کسی بھی قسم کا ضمان لازم نہ ہوگا اور باقی ماندہ تینوں شاہد ایسی شہادت کے باعث حد قذف کے مستحق قرار نہیں دیئے جائینگے۔ تیسری شکل میں سب گواہوں پر ضمان لازم آئے گا اور سب کو میراث سے محروم قرار دیئے جانے کا حکم ہوگا اور قتل کئے گئے شخص کی دیت ان کے علاوہ جو آدمی مقتول کا قریبی عزیز ہوگا اسے مل جائے گی اور ان لوگوں پر حد قذف کا نفاذ ہوگا۔ کوئی شخص دو بیویاں رکھتا ہو اور اس کے ایک زوجہ سے پانچ لڑکے ہوں پھر ان پانچ لڑکوں میں چار اپنے بھائی یعنی اس کے پانچویں لڑکے کے بارے میں گواہی دیں کہ وہ ہمارے والد کی زوجہ (سوتیلی والدہ) سے زنا کا ارتکاب

کر چکا ہے تو یہ بات دو حال و احتمال سے خالی نہیں یعنی اس کے والد نے اس مذکورہ زوجہ کے ساتھ ہمبستری کی ہوگی یا نہیں کی ہوگی نیز ان شاہدوں کی والدہ بقیدِ حیات ہوگی یا موت کی آغوش میں سو گئی ہوگی۔ نیز ان کے والد نے اُن کے قول کی تصدیق کی ہوگی یا نہیں کی ہوگی۔ نیز انہوں نے شہادت کے اندر یہ کہا ہوگا کہ اس عورت نے زنا کے سلسلہ میں اس شخص کی فرمانبرداری کی یا شہادت اس طرح دی ہوگی کہ گواہی دیئے گئے بھائی نے اس عورت کے ساتھ بالجبر زنا کیا۔ لہٰذا اگر وہ اس طرح شہادت دیں کہ ہمارے بھائی نے اس عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا اور اس عورت نے اس کی فرمانبرداری کی در آنحالیکہ ان کے والد نے اس عورت کے ساتھ صحبت نہ کی ہو۔ پس اگر ان شاہدوں کی والدہ بقیدِ حیات ہو تو ان کی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی چاہے ان کا والد ان کے قول کی تصدیق کرے یا تصدیق نہ کرے اور ان گواہوں کی والدہ چاہے انکار کرتی ہو یا دعویدار ہو اور اگر ان شاہدوں کی والدہ موت کی آغوش میں سو چکی ہو اور ان کا والد اس بات کا دعویدار ہو تب بھی ان کی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی اور اگر والد اس سے انکار کرے تو شہادت قابلِ قبول قرار دی جائے گی اگر ان کا والد اس عورت کے ساتھ ہمبستر ہو چکا ہو اور عورت نے گواہی دیئے گئے شخص کے زنا کرنے کے اندر اس کی فرمانبرداری و اطاعت کی ہو اور شاہدوں کی والدہ بقیدِ حیات ہو تو ان کی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی چاہے ان کا والد ان کے قول کی تصدیق کرے یا تصدیق نہ کرے اور چاہے ان کی والدہ اس کی مدعیہ ہو یا انکار کرتی ہو۔ اور اگر ان گواہوں کی والدہ کا انتقال ہو چکا ہو اور والد اس بات کا مدعی ہو تو شہادت قابلِ قبول نہیں ہوگی اور منکر ہونے کی صورت میں گواہی قابلِ قبول ہوگی۔ یہ ساری تفصیل اس شکل میں ہے کہ گواہ نے شہادت دی ہو کہ اس شخص نے اس عورت کے ساتھ اس کی رضا و خوشی سے زنا کیا تھا۔ اور اگر گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے اس عورت کے ساتھ بالجبر زنا کیا۔ اس صورت میں اگر ان گواہوں کی والدہ موت کی آغوش میں سو چکی ہو تو چاہے والد مدعی ہو یا منکر اور چاہے والد اس سے صحبت کر چکا ہو یا نہ کر چکا ہو۔ ان گواہوں کی شہادت بہر صورت قابلِ قبول قرار دی جائے گی۔ اگر ان گواہوں کی والدہ بقیدِ حیات اور ان کا والد اس بات کا مدعی ہو تو گواہوں کی شہادت قابلِ قبول و معتبر ہوگی اور والد منکر ہو تو ان کی گواہی قابلِ قبول قرار نہیں دی جائے گی چاہے ان کی والدہ اس بات کی مدعی ہو یا انکار کرتی ہو۔ ہر وہ شکل جس میں ان کی شہادت قابلِ قبول ہوگی تو ان کے بھائی پر اور عورت نے بھی اگر رضامندی زنا کرایا ہو حد کا نفاذ ہوگا۔ (محیط) اگر چار عیسائی دو عیسائیوں سے زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں اور قاضی ان کی شہادت کے باعث فیصلہ کر دے۔ اس کے بعد مرد یا عورت اسلام قبول کر لے تو فرماتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں سے حد کے ساقط ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد اگر گواہ بھی اسلام قبول کر لیں تو ان پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا چاہے وہ از سرِ نو گواہی دیں یا نہ دیں اور اگر وہ دو مردوں یا دو عورتوں کے بارے میں زنا کی شہادت دیں۔ اس کے بعد حاکم ان پر نفاذِ حد کا حکم کر دے اور دونوں مردوں یا دونوں عورتوں میں سے ایک اسلام قبول کر لے تو اسلام قبول کرنے والے اور اس کے رفیق سے حد کے ساقط ہونے اور اسلام قبول نہ کرنے والے پر حد کے باقی رہنے اور ساقط نہ ہونے کا حکم ہوگا (مبسوط)، امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جس کے بارے میں زنا کی گواہی دی گئی ہے دو شاہد لائے اور وہ یہ شہادت دیں کہ زنا کی شہادت دینے والوں میں سے ایک شاہد ایسا ہے کہ جس پر زنا کی تہمت لگ چکی ہے تو قاضی ان شاہدوں سے پوچھے گا کہ اس شاہد پر حد قذف کس طریقے سے قائم ہوئی یعنی قائم کرنے والا کون تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اگر حد قذف بادشاہ یا بادشاہ کے نائب کی طرف سے قائم کی گئی ہو تو ایسے شاہد کی گواہی ناقابلِ قبول و باطل قرار دی جائے گی۔ اگر رعایا (پبلک) میں سے کوئی شخص خلیفۃ المسلمین کی بلا اجازت اس کے اوپر حد کا نفاذ کر دے تو اس شخص کی شہادت اس حد کے باوجود باطل و کالعدم نہیں ہوگی پس حد کے نافذ کرنے والے کے بارے میں معلوم کرنا ضروری ہے۔ اگر اس کے دونوں شاہد کہتے ہوں کہ فلاں پرگنہ کے قاضی نے اس پر حد قذف نافذ کی ہے اور حد قائم کرنے والے

قاضی کا نام بھی لے۔ پس وہ شاہد جس کے اوپر حد قذف نافذ ہونے کی گواہی دی گئی ہو کہے کہ میں قاضی کے اس اقرار کا کہ اس نے مجھ پر حد نافذ نہیں کی ہے گواہ پیش کرتا ہوں اور شاہدوں کے دونوں فریق کسی تاریخ اور (معین) وقت کا ذکر نہ کریں تو قاضی یہ فیصلہ کر دیگا کہ اس کے اوپر حد قذف نافذ کی گئی اور اقرار کے شاہدوں کی گواہی کے باعث اس فیصلہ کو نہ روکے گا کہ اس شخص پر تہمت کے باعث حد قذف نافذ کی گئی ہے۔ اگر شاہد اس کے حد کے نفاذ کا کوئی (متعین) وقت بھی ذکر کرتے ہوں مثلاً کہیں کہ فلاں مقام کے قاضی نے ٥٠ھ میں اس پر حد قذف نافذ کی ہے۔ اس کے بعد وہ شخص جس کے بارے میں گواہی دی گئی ہے اس قاضی کے ٥٥ھ میں مر جانے کا ثبوت بہم پہنچائے یا اس بات کے گواہ پیش کرے کہ یہ ٤٥ھ میں فلاں دوسرے ملک چلا گیا تھا تو قاضی گواہوں کی گواہی کی طرف توجہ کئے بغیر یہ حکم کریگا کہ اس پر حد قذف نافذ ہو چکی ہے۔ البتہ اگر ان باتوں میں سے کوئی بات مشہور و معروف ہو چکی ہو مثلاً ذکر کئے گئے قاضی کا موت کی آغوش میں اس سے پہلے سو جانا جبکہ گواہی دیئے گئے شخص کے گواہ ثابت کر رہے ہوں اور اس پر حد قذف کا نفاذ ثابت کر رہے ہوں۱۔ اور قاضی کا اس سے پہلے مر جانا عوام میں مشہور ہو چکا ہو اور ہر چھوٹا بڑا، عالم، جاہل اس سے آگاہ ہو۔ یا مثلاً جس برس کے بارے میں گواہ بیان کریں کہ اس برس میں اس پر حد قذف نافذ کی گئی۔ اسی سال ذکر کئے گئے قاضی کا کسی اور ملک میں ہونا معروف و مشہور ہو چکا ہو اور ہر بڑا چھوٹا اس سے آگاہ ہو تو اس صورت میں قاضی یہ حکم نہ دیگا کہ اس پر حد قذف نافذ ہو چکی ہے اور قاضی گواہی دیئے گئے شخص پر حدِ زنا کا حکم کریگا۔ (محیط) اگر ایسا شخص جس کے بارے میں زنا کی گواہی دی گئی ہو دعویٰ کرے کہ یہ گواہ ایسا ہے جس پر حد قذف لگ چکی ہے۔ اور میں اس بات کے اپنے پاس گواہ رکھتا ہوں تو اسے زیادہ نہیں البتہ کچہری برخواست ہونے تک مہلت دیدی جائے گی۔ اگر وہ اس عرصہ میں گواہ لے آئے تو فبہا ورنہ اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا۔ پس اگر وہ اپنے گواہوں کے شہر میں موجود نہ ہونے کا اقرار کرے اور درخواست کرے کہ چند دن کی مہلت عطا کر دی جائے۔ تو قاضی اسکو مہلت عطا نہیں کریگا۔ اگر گواہی دیا گیا شخص کسی طرح کا دعویٰ نہ کرے بلکہ اور کوئی شخص شاہدوں میں سے کسی شاہد پر یہ دعویٰ کرے کہ اس نے مجھ پر تہمت لگائی ہے تو گواہی دیئے گئے شخص کو قید میں رکھیں گے اور قذف (تہمت) کے شاہدوں کا حال دریافت کریں گے۔ لہٰذا اگر ان کا عادل ہونا ثابت ہو جائے تو پہلے حدِ قذف کے نفاذ کا حکم کیا جائیگا پس گواہی دیئے گئے شخص سے حدِ زنا ساقط و ختم قرار دی جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر زنا کے شاہدوں میں سے کوئی گواہ قاضی کے روبرو کسی کو تہمت لگائے اور تہمت لگایا گیا شخص حد قذف کا طالب ہو تو اس کے اوپر حد قذف نافذ کئے جانے اور زنا کی حد کے ساقط ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر تہمت لگایا گیا شخص حدِ قذف کے مطالبہ کی خاطر نہ آئے تو زنا کی حد نافذ کر دی جائیگی۔ اگر زنا کی حد نفاذ کے بعد تہمت لگایا گیا شخص آکر حد قذف کا طلب گار ہو تو اس کی خاطر حد قذف کا نفاذ ہوگا اسی طریقے سے بجائے تہمت (زنا) کے چوری کا الزام لگایا گیا ہو یا کسی حقوق العباد میں سے کسی حق کے متعلق گواہی دی گئی ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا (مبسوط) اگر چار اشخاص ایک شخص کے متعلق زنا کی شہادت دیں اور ابھی تک گواہوں کے عادل ہونے کو نہ دیکھا گیا ہو کہ اسی دوران گواہی دیا گیا شخص کسی شخص کو مار ڈالے اس صورت میں اگر عمداً قتل کر دیا ہو تو قصاص۲ اور غلطی سے قتل کرنے کی شکل میں قتل کرنے والے کی مددگار برادری پر دیت کا وجوب ہوگا۔ اسی طریقے سے گواہوں کے عادل ہونے کا ثبوت فراہم ہونے اور ان کی عدالت ثابت ہو چکنے کے بعد اسے قتل کرے اور ابھی تک سنگسار کرنے کا حکم نہ ہوا ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (کافی) جس طرح ان دونوں شکلوں میں نفس کے ضمان کا وجوب ہوتا ہے یعنی بالکل قتل کر دے

---

۱ مثلاً گواہ یہ ثابت کر رہے ہوں کہ ٥٠ھ میں اس پر حد قذف نافذ کی گئی۔ حالانکہ مذکور قاضی اس سے پہلے مر چکا ہو ۲ جان کے بدلے جان۔

تو قصاص یا دیت کا وجوب ہوتا ہے اسی طریقے سے اگر کسی عضو کو کاٹ ڈالے یا ضائع کر دے تو اس کے ضمان کا بھی وجوب ہوگا مثلاً اس کے ہاتھ کو کاٹ ڈالے یا آنکھ پھوڑ ڈالے تو ضمان لازم آئے گا۔ (محیط) اگر اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیدیا گیا ہو اس کے بعد اسے کوئی شخص عمداً یا غلطی سے قتل کر دے تو اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا (کافی) جس طریقہ سے اس شکل میں اس کے نفس کے ضمان کا وجوب نہیں ہوتا اسی طریقے سے اس شکل میں اس کے اعضاء کا ضمان بھی واجب نہ ہوگا اور اگر قتل کرنے والے کے قتل کرنے کے بعد اس شکل میں شاہد رجوع کر لیں تو قاتل کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ (محیط) اگر حکم و فیصلہ (رجم) ہو جانے کے بعد اسے عمداً قتل کر دے۔ اس کے بعد گواہوں کا غلام یا کافر ہونا معلوم ہو یا ظاہر ہو کہ گواہ ایسے ہیں جن پر حد قذف لگ چکی ہے تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ قصاص کا وجوب ہو۔ اور استحساناً قاتل کے اوپر تین برس کے اندر اندر اپنے مال سے مقتول کی دیت ادا کرنی واجب ہوگی۔ اگر قاتل اسے رجم کے طریقہ پر کرے اس کے بعد ذکر کئے گئے گواہوں کے بارے میں پتہ چلے کہ وہ غلام ہیں تو اس کی دیت کا وجوب بیت المال سے ہوگا کیونکہ قاتل نے جو کام انجام دیا وہ خلیفۃ المسلمین کے حکم کی بنا پر کیا اس کے برعکس اگر اسے شمشیر کے ذریعہ قتل کرے تو یہ امام المسلمین کے حکم کی فرمانبرداری نہ ہوگی۔ لہٰذا یہ حکم بھی نہیں ہوگا۔ (کافی) اگر شاہد ایک شخص کے بارے میں کہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت کی ہے اور یہ نہ کہیں کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا تو ان گواہوں کی گواہی باطل قرار دی جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر کہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت کی یا پہلو میں لٹایا تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا اور گواہوں پر حد کا وجوب نہ ہوگا (مبسوط)، اگر شاہد ایک شخص کے متعلق زنا کی شہادت دیں اور کہیں کہ ہم نے قصداً گہری نظر سے دیکھا ہے تو ان کی شہادت قابلِ قبول قرار دی جائے گی۔ اگر شاہد یہ کہیں کہ ہم نے حصولِ لذت و سرور کی خاطر قصداً نظر ڈالی تو بالاتفاق انکی گواہی قابلِ قبول و معتبر ہوگی (فتح القدیر)، چار شاہد ایک شخص کے بارے میں زنا کی شہادت دیں اور امام اُن پر حد نافذ کرنی چاہے اس کے بعد اُن گواہوں میں سے ایک شاہد دوسرے پر تہمت (زنا) لگائے اور تہمت لگایا گیا شخص اس بات سے ڈرے کہ اگر میں حدِ قذف کا طلب گار رہوا تو شہادت باطل و کالعدم ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ اس بنا پر حد قذف کا طالب نہ ہو تو فرماتے ہیں کہ ان گواہوں کی گواہی درست ہوگی اور گواہی دیئے گئے شخص پر حد کا نفاذ ہوگا۔ (مبسوط)، چار شاہد ایک شخص کے متعلق زنا کی شہادت دیں اور دو شاہد یہ گواہی دیں کہ یہ شادی شدہ ہے اور قاضی اسے سنگسار کرنے کا حکم دے اور وہ سنگسار کیا جانے لگے کہ اسی دوران اس کے شادی شدہ ہونے کے گواہ رجوع کر لیں یا ان گواہوں کا غلام ہونا ثابت ہو اور ذکر کیا گیا شخص پتھروں سے مجروح ہو گیا ہو لیکن ابھی مرا نہ ہو تو قیاس کا تقاضا ہے کہ اس کے اوپر سو کوڑوں کی حد نافذ کی جائے۔ امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں اور استحساناً اس سے کوڑوں کی سزا اور باقی ماندہ سنگساری کی سزا ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور زخموں کے سلسلہ میں نہ گواہوں پر ضمان لازم آئے گا اور نہ بیت المال سے تاوان کی ادائیگی کی جائے گی۔ چار گواہ ایک شخص کے متعلق زنا کی شہادت دیں اور اس کے شادی شدہ ہونے پر کوئی گواہی نہ دے اور قاضی اس کے درّے مارنے کا حکم کر دے اس کے بعد دو شاہد جبکہ اس کے سو درّے مارے جا چکے ہوں اس کے شادی شدہ ہونے کی شہادت پیش کریں تو پہلی صورت پر قیاس کرتے ہوئے اس شکل میں اس کے سنگسار کئے جانے کا حکم ہونا چاہیئے۔ اور استحساناً اس کے سنگسار کرنے کا حکم ہوگا۔ اس مسئلہ کے اندر ہمارے علماء (احناف) استحسان ہی کی شکل کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ حکم جو ہم ذکر کر چکے ہیں اس شکل میں ہے کہ اس کے پورے درّے مارے جا چکے ہوں۔ اگر ابھی تک پورے درّے نہ مارے گئے ہوں کہ دو شاہدوں نے اس کے شادی شدہ

ہونے کی شہادت دیدی تو یہ حد سنگسار کرنے سے رد کنے والی نہ ہوگی۔ (محیط) اگر چار اشخاص ایک شخص کے بارے میں زنا کی گواہی دیں پس وہ شخص شبہ کا مدعی ہو یعنی میں نے اسے اپنی زوجہ یا باندی خیال کیا تھا تو اس کے ذمہ سے حد کے ساقط نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر یہ کہے کہ یہ عورت میری زوجہ یا باندی ہے تو اس صورت میں نہ اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا اور نہ گواہوں پر حد نافذ کی جائے گی (سراج الوہاج) اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ اس نے اس باندی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ پس وہ کہے کہ میں نے اسے بذریعہ بیع فاسد خرید لیا تھا یا بائع کو ایسی کی شرط پر خرید چکا تھا یا صدقہ یا ہبہ کا مدعی ہو یا کہے کہ میں اس کے ساتھ نکاح کر چکا تھا اور گواہ یہ کہتے ہوں کہ اس نے یہ اقرار و اعتراف کیا تھا کہ اس کے اندر میری کوئی ملکیت نہیں تو کیونکہ شبہ پایا گیا اس لئے حد کے اسکے ذمے سے ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے عورت کے آزاد ہونے کی صورت میں بھی مروی ہے۔ یعنی اگر گواہی دیا گیا شخص یہ کہے کہ میں نے اسے خرید لیا تھا تو اس کے ذمے حد کے ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طرح اگر شاہد یہ کہیں کہ یہ اسے حلقہ غلامی سے آزاد کر چکا تھا۔ اس کے بعد اس سے زنا کا ارتکاب کرے اور وہ آزادی عطا کرنے سے منکر ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (عتابیہ) اگر گواہ ایک مرد اور ایک عورت کے بارے میں شہادت دیں اور عورت مدعیہ ہو کہ اس نے میرے ساتھ زنا بالجبر کیا ہے اور گواہ اس کی شہادت نہ دیں بلکہ یہ کہیں کہ عورت نے اس کی اطاعت کی اور برضامندی زنا کا ارتکاب کیا تو اس صورت میں عورت کے اوپر بھی حد کا وجوب ہوگا (مبسوط) اگر شاہد ایسی حد کے بارے میں شہادت دیں جسے ایک مدت دراز بیت چکی ہو تو اس شکل میں بجز حد قذف کے کسی اور حد کا نفاذ نہ ہوگا (کنز) اگر ایسے زنا کے بارے میں شہادت دی جائے جسے ایک عرصہ بیت گیا ہو تو اس کے اندر فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ شاہدوں پر حد قذف کا نفاذ ہوگا اور بعض کے نزدیک ان پر بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) ایک مدت گذر جانے کے سلسلہ میں یہ ضروری ہے کہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہو۔ اگر عذر کے باعث تاخیر ہو مثلاً بیماری یا مسافت کی طوالت یا راستہ کا خوف و خطرہ وغیرہ تو گواہی قابل قبول قرار دی جائے گی اور گواہی دیئے گئے شخص پر حد کے نافذ ہونے کا حکم کیا جائیگا (نہر الفائق)، زیادہ مدت گذر جانے کی بنا پر جس طرح گواہی قابل قبول نہیں ہوتی اسی طرح فیصلہ قاضی کے بعد نفاذ فیصلہ کے اندر بھی مانع و رکاوٹ بن جاتی ہے ہمارے (احناف) کے نزدیک یہی حکم ہے۔ لہٰذا اگر تھوڑی سی حد کا نفاذ ہوا تھا وہ فرار ہو گیا پھر زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد قید ہو کر آیا تو اس کے اوپر باقی ماندہ حد نافذ نہ ہوگی۔ تقادم یعنی عرصہ و زمانہ کی طوالت کے اندر اختلاف ہے کہ کتنی مدت تک تقادم کہا جائیگا امام محمدؒ کے نزدیک تقادم کی مدت ایک ماہ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ سے بھی اسی طرح منقول ہے اور اسی کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے (ہدایہ) بجز شراب نوشی کے اور حدود کے اندر تقادم کی مدت متفقہ طور پر ایک ماہ ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شراب نوشی میں تقادم کی مدت یہی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ شراب نوشی کے اندر تقادم کی مدت بدبو کا کافور ہو جانا ہے (فتح القدیر) اگر وہ خود حد متقادم کا اعتراف کرے تو اس پر حد کے نفاذ کا حکم ہوگا۔ البتہ شراب نوشی کی حد اس سے مستثنیٰ ہے (فتح القدیر) جو شخص کسی معین عورت یا غیر معین عورت کے ساتھ چار بار اقرار زنا کرے۔ اس کے بعد عورت حاضر ہو جائے تو یہ دو شکلوں سے خالی نہیں یعنی یا تو عورت اس وقت حاضر ہوئی ہوگی جبکہ مرد پر حد نافذ ہو چکی ہو یا مرد پر حد کے نفاذ سے قبل حاضر ہوئی ہوگی لہٰذا اگر مرد پر حد کے نفاذ کے بعد حاضر ہوئی ہو اور وہ بھی مرد کی مانند اقرار کرلے تو اس کے اوپر حد نافذ ہوگی۔ اور اگر منکر ہو اور ذکر کئے گئے شخص پر حد قذف کی مدعیہ ہو تو ذکر کئے گئے شخص پر حد کا نفاذ نہ ہوگا کیونکہ ہمیں علم ہے کہ مرد کے اوپر دو حدوں کا وجوب نہ ہوگا۔ کیونکہ ایک تو ہم اس پر حد نافذ کر چکے ہیں۔ لہٰذا دوسری حد اس پر نافذ نہیں ہوگی۔ اور اگر اس سے پہلے مرد پر حد قائم کی جاتی حاضر ہو گئی پس اگر وہ ارتکاب زنا کا انکار کرے اور مدعیٔ نکاح ہو تو اس صورت میں مرد و عورت دونوں پر سے

حد کے ساقط ہونے اور مرد پر تاوان کے وجوب کا حکم ہوگا۔ اگر وہ نکاح کی مدعیہ نہ ہو اور زنا کا انکار کرتے ہوئے مرد کے اوپر حدِ قذف کا دعوی کرے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مرد پر سے حدِ زنا ساقط قرار دی جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر عورت اقرار کرے اور مرد غائب یا غیر حاضر ہو تو مرد کا حکم بھی اس سلسلہ میں عورت کا سا ہوگا۔ (شرح طحاوی) اگر ذکر کئے گئے مرد پر حد کے نفاذ کے بعد عورت حاضر ہو اور مدعیۂ نکاح ہو کر اپنے مہر کی طالب ہو تو اس کے لئے مرد پر مہر کا وجوب بھی نہ ہوگا۔ (مبسوط) منتقی کے اندر ہے کہ کوئی شادی شدہ شخص زنا کا اقرار کرے اور قاضی اسے سنگسار کرنے کا حکم دیدے اور وہ لوگ سنگسار کرنے کے لئے لے جائیں پس وہ اپنے اقرار سے رجوع کر لے پھر اسے ایک شخص رجم (سنگسار کرنے) کے طور پر قتل کر دے تو تاوقتیکہ قاضی ہی اس شخص پر رجم کو ختم نہ کردے تو قتل کرنے والے پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر قاضی اس پر سے رجم کے حکم کو باطل و کالعدم کردے پھر وہ کسی کو قتل کر دے تو اسے بطور قصاص قتل کئے جانے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) "اصل" کے اندر امام ابو حنیفہؒ سے ذکر کیا گیا ہو کوئی شخص اقرارِ زنا کرے اور عورت زنا بالجبر کی مدعیہ ہو تو امام فرماتے ہیں کہ مرد پر حد کا نفاذ ہوگا اور عورت پر حد نافذ نہیں ہوگی (ایضاح) جو شخص دار الحرب کے اندر اسلام قبول کرے اگر وہ اعتراف کرے کہ اس نے اندر قبول اسلام سے قبل ارتکاب زنا کیا تھا تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (محیط) اگر مسلمان شخص دار الحرب میں پروانۂ امن لے کر داخل ہو اور دار الحرب میں کسی مسلمان یا ذمیہ عورت کے ساتھ زنا کرے۔ اس کے بعد وہاں سے دار الاسلام میں لوٹ کر اقرارِ زنا کرے تو ہمارے (احناف کے) نزدیک اس کے اوپر حد کا نفاذ نہیں ہوگا (مبسوط) اگر غلام حلقۂ غلامی سے آزادی کے بعد اعتراف کرے کہ میں نے بحالتِ غلامی زنا کیا تھا تو اس پر غلاموں کے مانند حد نافذ کی جائے گی۔ غلام پر حد کا نفاذ اس کے اقرار کر لینے اور اقرار کے علاوہ دوسرے کاموں سے جو حد کو واجب کرنے والے ہوں ان کی وجہ سے بھی ہوتا ہے خواہ غلام کا آقا غائب و غیر موجود ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بوجہ چوری ہاتھ قطع کئے جانے اور قصاص کا حکم ہوگا۔ (محیط) اگر کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ اس سے دو مرتبہ زنا سرزد ہوا ہے اور دو شاہد زنا کی گواہی دیتے ہوں تو اس صورت میں اس شخص پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (تمرتاشی)

بابِ پنجم

شراب نوشی کی حد و سزا کا بیان

کوئی شخص شراب نوشی کرے اور پکڑا جائے اور ابھی تک شراب کی بدبو اس کے منہ سے آ رہی ہو یا بحالت نشہ اسے پکڑ لیا جائے اور شاہد شراب نوشی کی گواہی دیں تو اس کے اوپر حد یعنی اسی دُرّوں کا وجوب ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ خود اقرار کرے اور بدبو باقی ہو تو خواہ اس نے تھوڑی شراب نوشی کی ہو یا زیادہ یہی حکم برقرار رہے گا اگر وہ بدبو زائل ہونے کے بعد اقرار و اعتراف کرے تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ اس پر حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم فرماتے ہیں اسی طریقہ سے اگر بدبو زائل اور نشہ کافور ہونے کے بعد شاہد شہادت دیں تب بھی امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس پر حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر گواہ اسے گرفتار کریں اور اس کے منہ سے بدبو آ رہی ہو یا وہ بحالتِ نشہ ہو پھر اسے اس شہر کی جانب جہاں امام (خلیفہ) قیام پذیر ہو لے چلیں پس اس کے پاس پہنچنے سے قبل بدبو اور نشہ کافور ہو جائے تو ذکر کئے گئے شخص پر بالاتفاق حد کا نفاذ ہوگا۔ (سراج الوہاج) نشہ میں مدہوش شخص اگر اپنے بارے میں (اقرارِ زنا وغیرہ) کا اقرار کرے تو اس پر حد نافذ نہ ہوگی (ہدایہ) اس بارے میں کہ نشہ میں مدہوش کسے کہتے ہیں فقہاء

کی رائیں مختلف ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نشہ میں مدہوش وہ ہے جو زمین و آسمان اور مرد و عورت کے درمیان تمیز نہ کر سکے۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب اس کا کلام مخلوط ہو جائے اور کلام کا اکثر حصہ ہذیان پر مشتمل ہو تو یہی نشہ میں مدہوشی ہے۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ گواہ قاضی کے سامنے ایک شخص کے بارے میں شراب نوشی کی شہادت دیں۔ گواہ ان سے پوچھے کہ خمر (شراب) کسے کہتے ہیں۔ پھر قاضی ان سے پینے کی کیفیت دریافت کریگا کیونکہ اس کے اندر اس کا احتمال ہے کہ کسی نے زبردستی نہ پلادی ہو۔ پھر قاضی ان سے پوچھے کہ کب پی اسلئے کہ اسکے اندر تقادم اور زیادہ مدت بیت جانے کا احتمال موجود ہے۔ اس کے بعد اُن سے پوچھے گا کہ کہاں اور کس جگہ پر پی کیونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ دارالحرب میں پی ہو (فتاویٰ قاضی خاں)۔ جب گواہ یہ مذکورہ تفصیل بیان کر دیں تو قاضی اسے گواہوں کے عادل ہونے کا سوال کرنے تک قید میں ڈالدے اور قاضی کو بھی چاہیئے کہ گواہوں کے صرف ظاہری طور سے عادل ہونے پر فیصلہ نہ کردے (بلکہ ان کے بارے میں تحقیق و جستجو کرے)، گواہی دیئے گئے شراب نوش کا عاقل بالغ مسلمان اور گفتگو کرنے والا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا بچہ پر، پاگل پر اور کافر پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اور خانیہ میں ہے کہ گونگے شخص پر بھی حد نافذ نہ ہوگی۔ خواہ گواہ گواہی دیں یا وہ خود ایسا معین اشارہ کرے جو اور معاملات میں اس کا اقرار سمجھا جاتا ہو اور نابینا پر حد کا نفاذ ہوگا (بحرالرائق)۔ اگر کوئی شخص دارالاسلام میں شراب نوشی کر لے اور کہے کہ مجھے اس کے حرام ہونے کا علم نہیں تو اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا۔ (سراجیہ)۔ اگر کوئی گواہی دیا گیا شخص کہے کہ میں نے گمان کیا کہ شراب نہیں دودھ ہے یا کہے مجھے اسکے شراب ہونے کا علم نہیں تو اس کا قول قابل قبول و معتبر نہ ہوگا اور اگر وہ کہے کہ میں نے اسے نبیذ خیال کیا تھا تو اس کا قول قابل قبول ہوگا (بحرالرائق)۔ شراب نوشی دو گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جاتی ہے اور ایک بار شراب نوش خود اقرار کرلے تو ثابت ہو جائے گی۔ اس کے اندر مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی معتبر و قابل قبول نہ ہوگی (ہدایہ)۔ اگر گواہ ایک نشہ میں مدہوش شخص کے بارے میں گواہی دیں تو نشہ زائل ہونے تک اس پر حد قائم و نافذ کریں گے۔ اور افاقہ ہونے (ہوش آجانے) پر حد کا نفاذ ہوگا خواہ شراب کی بدبو زائل ہو چکی ہو یا نہ ہوچکی ہو۔ کوئی مسلمان شخص اگر شراب کی قے کرے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی کیونکہ اس کے اندر یہ احتمال ہے کہ اس نے زبردستی بحالت اکراہ پی ہو۔ اسی طرح اگر مسلمان شخص کے منھ سے شراب کی بدبو آرہی ہو تو حد نافذ نہیں کریں گے البتہ اگر گواہ اس کی شراب نوشی کی گواہی دیدیں۔ یا وہ خود اقرار کرلے تو حد کا نفاذ ہوگا۔ اگر گواہوں میں سے ایک گواہ یہ کہتا ہو کہ اس نے شراب پی اور دوسرا کہے کہ اس نے شراب کی قے کی۔ تو حد نافذ نہیں ہوگی۔ اسی طریقے سے اگر دونوں گواہ شراب نوشی کی شہادت دیں لیکن باہم وقت کے متعلق اختلاف ہو جائے تو حد نافذ نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک گواہ یہ کہتا ہے کہ اس نے شراب پی اور دوسرا کہتا ہے کہ اس نے شراب نوشی کا اقرار کیا ہے تو حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر ایک شاہد کہے کہ اسے شراب پینے کی وجہ سے نشہ ہوا اور دوسرا کہے کہ کسی نشہ آور چیز کی بنا پر نشہ ہوا تو حد کا نفاذ نہ ہوگا (ظہیریہ)۔ اگر بھنگ پینے کی وجہ سے نشہ ہو تو حد کے وجوب میں فقہاء کا اختلاف ہے درست قول کے مطابق حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر خمر (شراب) کے علاوہ دوسری پینے کی چیز یعنی چھوہارے، انگور اور کشمش سے کشید کی ہوئی چیز سے نشہ ہوا ہو۔ جیسے خام عرق انگور جبکہ وہ سڑ جائے اور اس میں ابال آجائے تو اس کے پینے پر حد کا وجوب ہوگا۔ مسکر[1] استعمال کر لینے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے مسکر پی لیا اور اسے نشہ محسوس ہوا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد واجب نہ ہوگی۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا حکم نچوڑے ہوئے (عرق) کا سا ہوگا وہ چیز جو دانوں اور میووں مثلاً گندم، جو، ذرہ اور اجاص[2] وغیرہ سے بنائی جائے تو تاوقتیکہ مٹھاس باقی رہے (اور

[1] ایک قسم کا شیریں مشروب۔ [2] آلو بخارہ، زرد آلو

اس کے اندر تغیر واقع نہ ہو) اس کا پینا حلال و جائز رہے گا (فتاویٰ قاضی خاں) جس شخص نے نبیذ پی اور نشہ طاری ہوا تو اس پر حد کا نفاذ ہوگا جس کے اوپر نشہ طاری ہو گیا اس پر اس وقت تک حد نافذ نہیں کی جائے گی۔ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا یہ نشہ نبیذ کی بنا پر ہے اور اس نے بلا کسی جبر و اکراہ کے برضا مندی پی ہے (ہدایہ) جس شخص نے شراب کی تلچھٹ اور میل کچیل کو پیا تو تاوقتیکہ نشہ طاری نہ ہو حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ جس شخص نے منصف[1] یا مثلث پی اور نشہ طاری ہوا تو حد کا وجوب ہوگا اور اگر شہد اور مزر اور جئی کی نبیذ سے نشہ طاری ہوا یا لبن رماک سے نشہ طاری ہو گیا تو حد کے واجب ہونے کا حکم نہ ہوگا (سراجیہ) اگر خمر (شراب) رقیق و سیال چیزوں مثلاً پانی اور دودھ اور تیل وغیرہ میں مل جائے اور پھر کوئی اسے پی لے۔ تو اگر خمر اس سیال شئ پر غالب تھی اور اس کی زیادہ آمیزش تھی تو اس کا ایک قطرہ بھی پینے پر حد کا وجوب ہوگا اور اگر خمر مغلوب اور کم مقدار میں تھی تو اس کا پینا حلال نہ ہوگا اور پی لینے پر تاوقتیکہ نشہ نہ ہو حد کا وجوب نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) خمر اور نشہ آور چیز کی پینے پر خواہ ایک ہی قطرہ پیا ہو شرعی حد (سزا) اسّی کوڑے ہیں وکستر، جس طرح کہ زنا کی حد میں چہرا و سر کے علاوہ کوڑے بدن کے مختلف حصوں پر مارے جاتے ہیں اسی طرح شراب کی حد میں بھی مارے جائیں گے اور مشہور قول کے مطابق کپڑے اتار کر (برہنہ بدن پر) مارے جائیں گے۔ اگر پینے والا غلام ہو تو اس کی حد چالیس کوڑے ہیں۔ جو شخص خمر اور نشہ آور چیز پینے کے اعتراف و اقرار کے بعد اپنے قول سے رجوع کر لے تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ (سراج الوہاج) ذمی[2] اگر پینے کی چیزوں میں سے کوئی شے (شراب وغیرہ) پی لے تو اس پر حد واجب نہ ہوگی۔ امام (خلیفہ) کے پاس کوئی شخص لایا جائے جس نے شراب پی ہو یا دو گواہ اس کی شراب نوشی کی شہادت دیں اور شرابی کہے کہ مجھے اس پر مجبور کیا گیا تھا تو اس کا قول ناقابل التفات قرار دیکر اس پر حد نافذ کی جائیگی شرابی اور ایسے شخص کے درمیان جس کے بارے میں زنا کی شہادت دی گئی ہو فرق یہ ہے کہ اگر زانی اس عورت کے ساتھ مدعی ہو تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا کیونکہ وہ یہاں سرے سے زنا ہی کا جو حد کو واجب کرنے والا ہے منکر ہے۔ اور نکاح کے باعث فعل زنا ہی باقی نہ رہا۔ رہا شراب کا معاملہ تو اکراہ و زبردستی کے عذر کے باعث سبب یعنی شراب کا پینا ختم نہیں ہوا لہٰذا یہ حد کو ساقط کرنے والا عذر گواہوں کی گواہی کے بغیر ثابت نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

چھٹا باب

حد قذف اور تعزیر کا ذکر

شرعاً قذف "زنا کی تہمت" لگانے کا نام ہے۔ کوئی شخص کسی شادی شدہ مرد یا شادی شدہ عورت پر صریح زنا کی تہمت لگائے یعنی اس طرح کہے "کہ تو نے زنا کا ارتکاب کیا ہے"۔ یا کہے "اے زانی" اور تہمت لگایا گیا شخص حد قذف کا طلبگار ہو۔ اس صورت میں اگر تہمت لگانے والا شخص آزاد ہو تو حاکم اس کے سو کوڑے مارنے کا حکم کریگا۔ اور غلام ہونے کی صورت میں چالیس کوڑے مارے جائیں گے (فتح القدیر) بجز زائد کپڑوں کے اس کے کپڑے اتارے جائیں گے جیسا کہ زنا کی حد میں حکم ہے (شرح النقایہ للشیخ ابی المکارم) دوسرے حقوق کی طرح حد قذف بھی ایک بار کے اقرار کر لینے اور دو مردوں کے گواہی دینے سے ثابت ہو جاتی ہے (اختیار شرح مختار) حد قذف میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شہادت

---

[1] دونوں شراب کی قسمیں ہیں۔ [2] دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ [3] جو کی شراب [4] جو یا گیہوں کی شراب

قابلِ اعتبار نہ ہوگی اور نہ گواہی پر گواہی کا اعتبار ہوگا اور نہ ایک قاضی کا خط دوسرے کے لئے قابلِ قبول ہوگا (فتاویٰ قاضی خان)، اگر کوئی شخص حدِ قذف کا اقرار کرنے کے بعد اس سے رجوع کرلے تو اس کا رجوع کرنا ناقابلِ قبول ہوگا۔ (کافی)، تہمت لگانے والے پر اس وقت حدِ قذف کا وجوب ہوگا جبکہ تہمت لگایا گیا شخص محصن ہو اور محصن ہونے کی پانچ شرطیں ہیں۔ یعنی وہ شخص آزاد، عاقل، بالغ، پاک دامن ہو، کبھی عمر بھر اس نے کسی عورت سے بطور زنا یا شبہ یا نکاح فاسد کے ذریعہ ہمبستری نہ کی ہو (شرح طحاوی)، لہٰذا اس کا احصان (حرام سے اجتناب)، ہر ایسی ہمبستری سے جو غیر ملک میں حرام طریقے سے قرار دی گئی ہو باطل ہو جائیگا۔ چاہے جس عورت کے ساتھ کی گئی ہو وہ نابالغ ہو یا بالغ یا ایسی عورت جس کا باندی ہونا ثابت و معلوم ہو یا تین طلاقوں یا بائن طلاق کی عدت گزارنے والی عورت ہو یا وہ کسی باندی سے صحبت کرنے کے بعد اس کے خرید لینے یا نکاح میں لے آنے کا مدعی ہو یا ایسی باندی سے صحبت کرے جو اس کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو یا ایسی عورت کے ساتھ صحبت کرے جو زبردستی اس کام کے لئے لائی گئی ہو یا شب باشی کے لئے لائی گئی عورت ہو یا بحالتِ کفر یا دار الحرب میں زنا کر چکا ہو یا بحالتِ دیوانگی زنا سرزد ہو گیا ہو۔ یا ایسی عورت کے ساتھ ہمبستری کرے جو رضاعاً اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ (خزانۃ المفتین) اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (تبیین) اگر کوئی شخص ایسی باندی خریدے جس کے ساتھ اس کا باپ صحبت کر چکا ہو یا اس کا باپ اس باندی کی والدہ کے ساتھ صحبت کر چکا ہو اور (پھر) وہ اس باندی کے ساتھ ہمبستر ہو اور کوئی اس پر تہمت لگائے تو اس صورت میں بالاتفاق تہمت لگانے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص ایسی باندی خریدے جس کی والدہ کو وہ (بشہوت) چھو چکا ہو یا اس کی بیٹی کو شہوت سے چھوا ہو یا اس کی والدہ یا بیٹی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھا ہو یا اس کے والد یا اس کے لڑکے نے باندی کی شرمگاہ کی طرف نظر دیکھا ہو پھر وہ اس باندی کے ساتھ صحبت کرے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کا "احصان" ختم نہیں ہوگا اور تہمت لگانے والے پر حد نافذ کی جائیگی امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اس کا "احصان" زائل و ختم ہو جائے گا۔ اور تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اسی طرح کا اختلاف اس صورت میں بھی ہے جبکہ اس صفت اور اس قسم کی عورت کو نکاح میں لا کر اس سے ہمبستری کرلے۔ (ظہیریہ)، کسی شخص پر تہمت لگائی جائے کہ وہ اپنی باندی سے ہمبستر ہوا درآنحالیکہ وہ آتش پرست ہے یا کسی اور کی منکوحہ ہے یا بطورِ بیع فاسد خریدی ہوئی ہے یا اپنی بیوی سے بحالتِ حیض ہمبستری کی یا بحالتِ ظہار صحبت کی یا اس کا علم ہوتے ہوئے کہ اس نے فرض روزہ رکھا ہے ہمبستری کی یا اپنی مکاتبہ باندی سے صحبت کی ہے تو اس صورت میں اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا (فتح القدیر) منتقی میں ہے کہ کسی شخص نے چار کے بعد پانچویں عورت سے بھی نکاح کرکے صحبت کرلی تو تہمت لگانے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا اور اگر کسی مسلمان شخص نے اپنی ایسی باندی سے ہمبستری کی جو کہ اسلام سے پھر گئی تھی تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ ہوگا۔ منتقی میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ایسی باندی سے ہمبستری کرے جو اپنے خاوند کی عدت گذار رہی ہو تو میں تہمت لگانے والے پر حد نافذ کرونگا۔ (محیط) اگر کسی شخص نے آزاد عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے ایک باندی سے نکاح کرلیا یا دو بہنوں سے یا ایک عورت اور اس کی پھوپی سے ایک عقد کے اندر نکاح کرلیا۔ تو ان فاسد و غلط عقود و معاملات کی بنا پر ہمبستری کر لینے سے "احصان" کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت سے نکاح کرکے صحبت کرے پھر پتہ چلے کہ وہ اس کے لئے حرمتِ مصاہرت کی بنا پر حرام تھی تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے قول کے مطابق اس صورت میں بھی اس کا "احصان" ساقط و ختم ہو جائیگا (مبسوط) کسی شخص نے اپنے بیٹے کی باندی سے ہمبستری کرلی اور وہ حاملہ ہو گئی یا ہمبستری کی بنا پر حاملہ نہیں ہوئی تو اس پر تہمت لگانے والے کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ شکل جو اس شخص سے حد کو دور کرے اور اس کے اوپر مہر واجب کردے اور بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے تو میں اس کے اوپر تہمت لگانے والے پر حد نافذ کرنے کا حکم کرونگا۔ اسی طریقے سے اگر کوئی شخص بلا اجازت کسی کی باندی کے ساتھ نکاح کرکے اس سے صحبت کرلے تو میں اس پر تہمت لگانے والے کے اوپر حد نافذ کرونگا

(ظہیریہ) کوئی شخص کسی عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کرلے یا جانتے بوجھتے خاوند والی یا اپنے خاوند کی عدت گذارنے والی
عورت سے نکاح کرلے یا جانتے بوجھتے ذی رحم محرم سے نکاح کرلے تو اس صورت میں تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا اور
اگر ذکر کی گئی صورتوں میں سے کوئی صورت لاعلمی میں پیش آجائے تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ
ہوگا (جوہرہ نیرہ)، ذمی ایسی عورت کو نکاح میں لائے جو اس کے دین ومذہب کی رو سے اس کے لئے حلال ہو مثلاً اپنی ذی رحم
محرم عورت کے ساتھ نکاح کرے اس کے بعد ذمی اسلام قبول کرلے اور کوئی شخص اس پر تہمت لگائے۔ اس صورت میں اگر وہ
اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اس عورت سے صحبت کرچکا ہو تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا اور بحالت کفر اس سے
ہمبستری کی ہو تو امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک تہمت لگانے پر حد نافذ نہ ہوگی اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تہمت لگانے
والے پر حد کا وجوب ہوگا (شرح طحاوی)، کوئی شخص دو بہنوں کا مالک بن کر دونوں سے صحبت کرلے تو تہمت لگانے والے
پر حد کا نفاذ ہوگا (مبسوط)، اگر عورت پر تہمت لگائی جائے اور زنا کی حد اس پر نافذ ہوچکی ہو تو اس پر تہمت لگانے والے
کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ یا (اسی طرح اگر) عورت میں زنا کی علامت ونشانی موجود ہو اور وہ یہ کہ قاضی مرد وعورت
کے درمیان لعان کرائے اور بچہ کا نسب باپ سے منقطع کرکے ماں سے اس کا نسب ملادے اور منسوب کرے۔ یا کوئی
عورت بچہ لئے ہوئے آئے اور بچہ کے باپ کا علم نہ ہو تو اس کے اوپر تہمت لگانے والے کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔
اور اگر بچہ پر تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے پر حد کا وجوب ہوگا۔ اگر مرد وعورت کے درمیان بغیر بچہ کے لعان ہوا ہو یا بچے کے
موجود ہوتے ہوئے لعان ہو لیکن اس کا نسب باپ نے منقطع نہ کیا ہو یا نسب منقطع کرنے کے بعد زوج (مرد) نے اپنے
قول کو غلط قرار دے کر اس سے رجوع کرلیا ہو اور نسب باپ ہی سے ثابت کردیا اور ملادیا ہو پھر کوئی شخص عورت پر تہمت
لگائے تو تہمت لگانے والے پر حد کا وجوب ہوگا (شرح طحاوی)، کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے اے زانیہ اور عورت جواباً کہے
(میں نہیں) بلکہ تو زانی ہے تو ان دونوں کے درمیان لعان نہیں ہوگا اور عورت پر حد نافذ کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص اجنبیہ عورت
سے کہے اے زانیہ اور عورت کہے کہ میں نے تیرے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا تو مرد پر حد کا نفاذ نہ ہوگا اور عورت پر حد نافذ
کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے "اے زانیہ" اور عورت کہے میں نے تجھ سے زنا کیا تو لعان اور حد میں سے کسی چیز کا
وجوب نہ ہوگا۔ اور عورت پر بھی حد واجب نہ ہوگی۔ اگر عورت شروع میں زوج سے کہے کہ میں نے تجھ سے زنا کیا پھر خاوند اس کے بعد
اس پر تہمت لگائے تو دونوں میں سے کسی پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا (محیط)، کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ تیرے خاوند نے تجھ
سے نکاح سے قبل تیرے ساتھ زنا کیا تو وہ تہمت لگانے والا شمار ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ تو نے اپنی انگلی کے ذریعہ
زنا کیا تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا (تاتارخانیہ)، کوئی شخص کسی کے بارے میں کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زانی ہے
اور دوسرا کہے کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں تو دوسرے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ یوں کہے کہ جس بات کی تو نے گواہی دی
اس کی میں بھی گواہی دیتا ہوں تو حد کا وجوب ہوجائیگا۔ (عتابیہ)، کوئی شخص دو آدمیوں سے کہے کہ تم میں سے ایک زانی ہے
پس اس سے کہا جائے کہ یہ بات بعینہٖ (اور معین طور پر) ان دونوں میں سے ایک کے لئے ہے تو وہ کہے نہیں اس صورت
میں اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ کوئی شخص ایک شخص کو کہے "اے زانی" اور دوسرا شخص کہے کہ تو نے سچ کہا
تو زانی کہنے والے پر حد کا وجوب ہوگا تصدیق کرنے والے پر حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر دوسرا شخص کہے کہ جو کچھ تو نے
کہا سچ کہا تو وہ بھی تہمت لگانے والا شمار ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)، اسی طرح اگر کہے کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے
تو دوسرے پر بھی حد کا نفاذ ہوگا۔ (محیط سرخسی)، اگر کوئی شخص کسی کو کہے "اے نجبہ (فاحشہ) کے بیٹے" یا فلاں کی محبوبہ زود ست
کے بیٹے" یا بلانے والے یا بلانے والی کے بیٹے۔ تو کہنے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کہے کہ تو نے فلاں سے

حرام طور پر صحبت کی یا فلاں کو کھینچا یا کہے فلاں کہتا ہے کہ تو زانی ہے۔ یا کہے کہ تو زنا کرتا ہے یا کہے کہ میں نے تجھ سے بہتر زنا اچھا زانی نہیں دیکھا یا کہے کہ تو لوگوں میں سب سے زیادہ زنا کار ہے یا کہے کہ تو مجھ سے بڑھکر زنا کار ہے یا کہے کہ تو زنا کار عورتوں سے بڑھکر زنا کار ہے۔ یا کہے کہ تو نے شرمگاہ کے علاوہ میں زنا کیا یا کہے کہ تیری ران یا تیرے پیر نے زنا کیا یا کہے کہ اے لواطت کرنے والے یا کہے کہ اے قوم لوط کا سا عمل کرنے والے یا (عورت سے) کہے کہ تو نے زنا کیا درآنحالیکہ تو مجبور تھی یا سوری تھی یا دیوانگی طاری تھی تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اس طرح تعریض کرنے اور گونگے اور رتقاء پر تہمت لگانے کی بنا پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح دارالحرب میں اور باغیوں کے لشکر میں تہمت لگانے پر بھی حد واجب نہ ہوگی بچہ اور ایسا پاگل جس پر ہمیشہ دیوانگی طاری رہتی ہو ان کے تہمت لگانے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ پس اگر ایسا پاگل ہو کہ کبھی دیوانگی طاری ہو جاتی اور کبھی افاقہ ہو جاتا ہو تو اس پر حد قذف کا وجوب ہوگا۔ اسی طرح اگر ایسا شخص تہمت لگائے جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو تو اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر خصی اور عنین (نامرد) میں سے کوئی تہمت لگائے تو اس پر حد کا وجوب ہو جائیگا (خزانۃ المفتین) کوئی شخص کسی کو کہے کہ اے "ولد الزنا" یا کہے "اے ابن الزنا" درآنحالیکہ اس کی والدہ منکوحہ (شادی شدہ) ہو تو کیونکہ تہمت لگانے والے نے اس کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی اس لئے اس پر حد کا نفاذ ہوگا (تمرتاشی) کوئی شخص کسی قریب البلوغ لڑکے پر تہمت لگائے بہرحال عمر کے لحاظ سے یا احتلام کی بنا پر بالغ ہونے کا مدعی ہو تو اس لڑکے کے قول کی وجہ سے تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (محیط) کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کہے کہ "اے زانیہ" تو امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک تہمت لگانے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا (شرح طحاوی) یہ حکم استحساناً ہے (محیط) کوئی شخص کسی عورت کو بغیر ھاء (ہ) کے اس طرح کہے کہ "اے زانی" تو بالاتفاق سب کے نزدیک تہمت لگانے پر حد کا وجوب ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو نے زنا کا ارتکاب کیا تو تہمت لگانے والے پر حد کا وجوب ہوگا (شرح طحاوی) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو نے پہاڑ میں زنا کیا اور کہے کہ میری مراد پہاڑ پر چڑھنے سے تھی درآنحالیکہ غصہ کی حالت میں اس نے یہ جملہ کہا ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہیں کریں گے اور امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ (فتح القدیر) اگر اس سے پہاڑ پر چڑھنا مراد نہ لے تو بالاتفاق سب کے نزدیک اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ (تبیین) اگر کوئی شخص کہے کہ تو نے پہاڑ پر زنا کیا تو بالاتفاق حد کا وجوب نہ ہوگا (مضمرات) اگر بحالت غصہ کہے کہ تو نے پہاڑ پر زنا کیا (چڑھا) تو بعض فقہاء کے قول کے مطابق اس پر حد واجب ہوگی اور بعض کے قول کے مطابق حد کا وجوب نہ ہوگا۔ یہ دوسرا قول ہی زیادہ قابل توجیہ (اور صحیح) ہے (فتح القدیر) اگر کہے کہ تو نے پہاڑ میں زنا کیا تو بالاتفاق حد کا وجوب ہوگا۔ (شرح طحاوی) اگر کوئی شخص ہمزہ کے ساتھ کہے "اے زانئ" اس بارے میں اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر وہ یہ کہے کہ اس سے میں نے کسی چیز پر چڑھنے کا ارادہ کیا تھا تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور بلا کسی کی اختلاف رائے کے (بالاتفاق) حد کا وجوب ہوگا (محیط) ابراہیم ابن محمدؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص اپنی باندی کو بلائے اور اس کا جواب کوئی آزاد عورت دے درآنحالیکہ اس شخص نے اس عورت کو دیکھا نہ ہو۔ پس وہ کہے "اے زانیہ" پھر کہے کہ میں نے یہ خیال کیا تھا کہ میری باندی ہے تو ابراہیم ابن محمدؒ کہتے ہیں کہ ہم اس پر حد کا نفاذ کریں گے اور اس کے قول کی تصدیق نہیں کرینگے (محیط سرخسی) کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے کہ تو نے زنا کا ارتکاب کیا اور فلاں شخص تیرے ہمراہ تھا تو وہ دونوں پر تہمت لگانے والا شمار ہوگا۔ اگر کہے کہ میرا منشا یہ تھا کہ فلاں تیرے بارے میں گواہی دینے والا ہے تو اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کوئی شخص کسی کو کہے کہ "اے زانیہ کے بیٹے" اور یہ شخص عورت کے ہمراہ ہو تو وہ شخص دوسرے پر تہمت لگانے والا قرار دیا جائیگا۔ اسی طریقے سے اگر دوسرے شخص سے کہے کہ تو "اس کے ساتھ

۵؎ قذف یعنی تہمت لگانا۔

ہے (یعنی ولد الزنا ہے)، تب بھی وہ تہمت لگانے والا شمار ہوگا (محیط)، اگر کوئی شخص کسی سے کہے "اے زانیہ کے بیٹے" اور فلاں شخص اس عورت کے ہمراہ ہو تو وہ اس کی ماں اور فلاں پر تہمت لگانے والا قرار دیا جائے گا۔ اور اگر کہے کہ فلاں تیرے ساتھ تھا تو اسے تہمت لگانے والا نہیں دیں گے۔ اگر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہ تیرے ساتھ تھا یا یہ نہ کہے کہ "وہ تیرے ساتھ تھا" تب بھی وہ تہمت دونوں کی کیلئے شمار کی جائے گی (خزانۃ المفتین) بحوالہ ابن سماعہؒ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ "اے زانیہ کے بیٹے" اور یہ تیرے ساتھ ہے تو امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ یہ ایک کلام ہے لہٰذا وہ دوسرے پر تہمت لگانے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی سے کہے "اے زانی اور یہ تیرے ساتھ ہے تو وہ دونوں پر تہمت لگانے والا قرار دیا جائیگا۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ "اے زانیہ کے بیٹے اور یہ" اور لفظ "معک" (تیرے ساتھ) نہ کہے تب بھی وہ دوسرے پر تہمت لگانے والا شمار ہوگا (محیط) جو شخص زانی پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ چاہے وہ بعینہٖ اسی زنا کی تہمت لگائے یا کسی اور زنا کے ساتھ متہم کرے (مبسوط)، اگر کہے کہ تو نے دونوں عورتوں میں سے ایک کے ساتھ یا ان دونوں کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ تو اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا (عتابیہ)، کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو فلاں سے یہ کہدے "اے زانی" پس اگر قاصد اس شخص پر جس کے پاس اس کو بھیجا ہو یہ کہے کہ فلاں تجھے کہتا ہے "اے زانی" تو اس صورت میں قاصد اور بھیجنے والے دونوں میں کسی پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر قاصد بھیجنے والے کا حوالہ دیئے بغیر جس کے پاس بھیجا گیا ہو اسی سے (محض) یہ کہے کہ "اے زانی" تو قاصد (پیغامبر) پر حد کا وجوب ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، کوئی شخص کسی سے کہے کہ "یا ابن ماء السماء" (اے آسمانی پانی کے بچے)، تو اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کسی عربی شخص سے کہے کہ "اے نبطی" یا کہے کہ "تو اہل عرب میں سے نہیں" تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا (کافی)، کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو قبیلۂ بنی فلاں میں سے نہیں (حالانکہ وہ اسی قبیلہ کا ہو)، تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا کوئی شخص کسی مسلمان سے کہے کہ تو اپنے والد کے لئے نہیں ہے۔ درآنحالیکہ اس کے والدین کافر ہوں تو کہنے والے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ تو اپنے والد کے لئے نہیں ہے درآنحالیکہ اس کے والدین مسلمان ہوں اور وہ دونوں آزاد ہو چکے ہوں تو آقا پر حد کا وجوب نہ ہوگا چاہے غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہی کیوں نہ ہو گیا ہو (فتاویٰ قاضی خاں)، اگر کہے تو اپنی والدہ کے لئے نہیں تو تہمت لگانے والا شمار نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کہے کہ تو اپنے والدین کے لئے نہیں تو تہمت لگانے والا شمار نہ ہوگا اگر کہے کہ تو اپنے والد کا نہیں درآنحالیکہ اس کا والد غلام اور والدہ آزاد عورت ہو تو ماں کے آزاد ہونے کے باعث تہمت لگانے والے پر حد کا وجوب ہوگا۔ اور اگر والد آزاد اور والدہ باندی ہو تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا البتہ تعزیر (مناسب حال سزا) کا حکم ہوگا کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو اپنے والد کا نہیں یا کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں اور یہ بحالتِ غصہ کہا ہو تو اس صورت میں حد کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا (کنز) اگر کہے کہ تو فلاں یعنی اپنے دادا کا بیٹا نہیں تو حد کا وجوب نہ ہوگا (کافی)، کوئی شخص بغیر غصہ وغضب کسی شخص کو اس کے والد کے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب کرے تو حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر بحالت غصہ منسوب کرے تو حد کے واجب ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ اور اگر اسے دادا کی طرف منسوب کرے تو کیونکہ دادا بھی (گویا) باپ ہی ہے اسلئے حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر اسے چچا یا ماموں یا اس کی ماں کے خاوند (سوتیلے والد) کی طرف منسوب کرے تو کیونکہ یہ بھی مجازاً آباء (باپ) کہلائے جاتے ہیں اس واسطے حد کا وجوب نہ ہوگا (تمرتاشی) اگر کہے کہ تو فلاں کی ولادت سے نہیں تو اسے قذف قرار نہ دیں گے۔ اگر کہے کہ تو اپنے والد کا نہیں یا تجھکو تیرے والد نے نہیں جنا تو ان صورتوں میں وہ اس کی والدہ پر تہمت لگانے والا شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ تو رشدہ (پاکدامن) عورت کا نہیں (یعنی حلال ...) تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم ہوگا (ظہیریہ)، کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تیرا دادا زناکار ہے تو اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا (ایضاح)، اگر کہے "اے زانی کے برادر" تو وہ اس کے بھائی پر تہمت لگانے والا شمار ہوگا۔ اگر اس کے صرف ایک

بھائی موجود ہو تو اس کو اس بارے میں اس سے نزاع اور نالش کا حق حاصل ہوگا۔ اگر کہے کہ اے "زانی کے برادر" اور وہ جواباً کہے (میں نہیں، بلکہ تو۔ تو اس صورت میں دوسرے پر حد کا نفاذ ہوگا اور اس کے دوسرے بھائی کو زانی کہنے والے پر نالش کا حق حاصل ہوگا (عتابیہ) اگر کہے کہ اے "دو زانیہ عورتوں کے لڑکے" درآنحالیکہ اس کی حقیقی والدہ مسلمہ ہو تو کہنے والے پر حد کا نفاذ ہوگا۔ اور اس کی دادی چاہے مسلمہ ہو یا نہ ہو اس سے حکم میں کوئی فرق نہ پڑیگا۔ اور اگر دادی مسلمہ ہو اور والدہ کافرہ ہو تو کہنے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ کیونکہ پیدائش کی نسبت پہلے اس کی طرف جاتی ہے جو سب سے قریب (رشتہ کے لحاظ سے) ہو۔ اس کے بعد وہ جو اس سے قریب ہو (مثلاً دادی)

کوئی شخص کسی کو کہے کہ "یا ابن الف زانیہ" (اے ہزار زانیہ کے بیٹے) تو وہ اس کے باپ اور ماں پر تہمت لگانے والا شمار ہوگا۔ اگر دونوں بقید حیات ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا ان کو حق ہوگا اور اگر وہ دونوں موت کی آغوش میں جا چکے ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا اس کو اختیار حاصل ہوگا (فتاوی قاضی خاں) کوئی شخص کسی اجنبیہ عورت سے کہے کہ تو نے اونٹ یا بیل یا گدھے کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا تو اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ تو نے اونٹنی یا گائے یا کپڑے یا درہم کے ساتھ زنا کیا تو اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ اگر کہے کہ تو نے اونٹ یا اونٹنی یا ان جیسے کسی اور جانور کے ساتھ زنا کیا تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ تو نے باندی یا گھر یا کپڑے کے ساتھ زنا کیا تو اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ (ظہیریہ) امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو زنا کا ارتکاب کریگا تو کیونکہ یہ آئندہ زمانہ سے متعلق ہے اس لئے حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ تو زنا کریگا اور تجھکو سزا دی جائے گی؟ تو کیونکہ اس کا استعمال بطور استفہام ہوتا ہے اس لئے حد واجب نہ ہوگی۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ کرنے والے (فاعل) کے علاوہ کسی دوسرے کو سزا دی جائے (ایضاح) اگر کوئی شخص کسی آزاد عورت سے کہے کہ تو نے اپنی تخلیق سے قبل زنا کا ارتکاب کیا۔ یا کہے کہ تو نے اپنی پیدائش سے پہلے زنا کا ارتکاب کیا تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا (محیط)

کوئی شخص کسی ایسی عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگائے جو نصرانیت کی حالت میں زنا کا ارتکاب کر چکا ہو تو تہمت لگانے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا اور اس تہمت لگانے والے کا مقصود یہ سمجھا جائیگا کہ وہ بحالت نصرانیت سرزد ہونے والے زنا کی تہمت لگا رہا ہے۔ مثلاً کسی عورت سے کہے کہ تو نے کفر کی حالت میں زنا کا ارتکاب کیا تو حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی آزاد شدہ غلام سے کہے کہ تجھ سے بحالت غلامی زنا سرزد ہوا تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ جس طرح اگر تہمت لگانے والا اعتراف کرے کہ میں نے تیرے کتابیہ یا (مکمل) باندی ہونے کی حالت میں زنا کی تہمت لگائی تو تہمت لگانے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (فتح القدیر) کوئی شخص کسی سے کہے کہ اے لونڈے کے بیٹے یا کہے کہ اے حجام کے لڑکے درآنحالیکہ اس کا والد نہ ہو تو اس صورت میں کہنے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ اے ازرق یا اشقر یا اسود کے لڑکے درآنحالیکہ اس کا باپ ایسا نہ ہو تو اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ اے سندھی یا حبشی کے بیٹے تو وہ اس پر تہمت لگانے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر کسی عرب شخص سے کہے کہ اے عبد (غلام) یا اے مولی (آزاد کردہ غلام) تو اس کے اوپر حد واجب نہ ہوگی اسی طریقے اگر کسی عرب آدمی سے کہے کہ اے دہقان (دیہاتی) تو کہنے والے پر

۱؎ یعنی اس گھر میں یا وہ کپڑے اتارے بغیر زنا کیا۔ ۲؎ چتکبرا یعنی ایسا کہ جس میں دو رنگوں کے نشانات نمایاں ہوں۔

۳؎ ایسا رنگ جس میں زردی اور سیاہی کی جھلک ہو۔

حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ "اے میرے لڑکے" تو اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو میرا عبد (غلام) یا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہے تو یہ اس کے اوپر غلامی یا ولاء (آزادی کی بنا پر غلام کا آقا کو ملنے والا ترکہ) کا دعویٰ ہے لہٰذا اسے قذف (تہمت) قرار نہ دیں گے۔ اگر کہے کہ "اے یہودی یا عیسائی یا آتش پرست یا یہودی کے بیٹے" تو کہنے والے پر حد کا تو وجوب نہ ہوگا مگر اسے (مناسب سزا) دی جائے گی (مبسوط)، کوئی شخص کسی سے کہے "یا ابن الحائک" (اے جولاہے کے فرزند)، تو اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا (فتح القدیر)، کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو عربی نہیں یا کہے کہ اے درزی کے فرزند یا اے کالے کے لڑکے۔ درآنحالیکہ اس کا باپ ایسا نہ ہو تو اسے تہمت شمار نہ کریں گے اور اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا اگر کہے کہ تو فرزند آدم نہیں یا کہے تو انسان نہیں یا کہے کہ تو مرد نہیں یا کہے کہ تو آدمی نہیں تو اسے تہمت قرار نہ دیں گے۔ اور اگر کہے کہ تو حلال نہیں تو اس کو تہمت قرار دینے کا حکم ہوگا (جوہرہ نیرہ)، کوئی شخص کسی سے کہے کہ "اے زرد رنگ والے کے بیٹے" درآنحالیکہ اس کے والد ایسے نہ ہوں تو اسے تہمت شمار کرنے کا حکم ہوگا۔ (شرح طحاوی)، کہا گیا کہ فلاں شخص نیک آدمی تھا اس نے نہ کبھی شراب نوشی کی اور نہ زنا کا ارتکاب کیا اور دوسرے شخص نے کہا کہ اس سے سب کام سرزد ہوئے تھے یا کہا کہ اس سے یہ سارے ہوئے تھے تو اسے تہمت شمار نہ کریں گے اور اگر کہے کہ "اس شخص نے وہ سب کام کئے" تو اسے تہمت قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (وجیز کردری)، آثار کے اندر امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے "اے بغل" تو کیونکہ اہل عمان کی لغت میں اس کا استعمال "یا زانی" (اے زناکار) کے معنے میں ہوتا ہے اس لئے اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ "مختصر جصاص" کے اندر حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے "اے ردسپی" (اے بدکار وفاحشہ)، تو اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر کہے کہ "اے سیاہہ" یا کہے "اے غر" یا کہے "اے جلب" تو کیونکہ یہ سب الفاظ بلحاظ عرف اس کے زانیہ ہونے کی طرف اشارہ کر رہے اور بتلا رہے ہیں لہٰذا کہنے والے پر حد کا وجوب ہوگا "اصل" کے اندر اسی طرح ذکر کیا گیا ہے (ذخیرہ)، کوئی شخص کسی کو تہمت لگاتے ہوئے کہے کہ "زانیہ کے لڑکے" پھر تہمت لگانے والا مدعی ہو کہ اس کی والدہ باندی یا عیسائی ہے اور تہمت لگایا گیا شخص کہے کہ میری والدہ آزاد مسلمہ ہے تو اس صورت میں تہمت لگانے والے کا قول قابل قبول ہوگا اور تہمت لگائے گئے شخص پر شاہد کا پیش کرنا واجب قرار دیا جائیگا۔ اصل کے اعتبار سے آزاد ہونا کافی نہ ہوگا اسی طریقے سے اگر تہمت لگانے والا اپنے غلام ہونے کا اقرار کرے اور کہے کہ میرے اوپر غلاموں کی سی حد واجب ہوتی ہے۔ اور تہمت لگایا گیا شخص کہے کہ تو غلام نہیں بلکہ آزاد ہے تو تہمت لگانے والے کا قول قابل اعتبار ہوگا (ایضاً)، کوئی شخص اپنے بیٹے کی باندی یا باپ ماں یا بہن کی باندی کے ساتھ صحبت کرلے۔ اس کے بعد مدعی ہو کہ اس کا آقا اس کے ہاتھ اسے بیچ چکا ہے۔ اور اس کے بعد اس سلسلہ میں کوئی گواہ موجود نہ ہو تو تہمت لگانے پر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر خریدنے کے سلسلہ میں ایک ہی گواہ پیش کیا ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (مبسوط)، کوئی شخص کسی پر تہمت لگائے اور تہمت لگائے گئے شخص کے پاس اس بات کے شاہد موجود نہ ہوں کہ اس شخص نے اس پر تہمت لگائی ہے۔ اور وہ یہ چاہے کہ تہمت لگانے والے سے اس طرح قسم لے کہ "واللہ میں نے اسے تہمت نہیں لگائی ہے" تو اس صورت میں حاکم ہمارے نزدیک اس سے حلف نہیں لیگا۔ (جوہرہ نیرہ)، کوئی شخص دوسرے پر تہمت لگائے تو اگر تہمت لگانے والا اس کا اعتراف واقرار کرے یا گواہ پیش کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ اپنے دعوے کے درست ہونے کا ثبوت بہم پہنچا دے۔ اگر وہ اپنے دعوے کو ثابت کردے تو خیر۔ ورنہ ثابت نہ کرسکنے کی صورت میں اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا فرماتے ہیں کہ اگر ابھی اس پر تھوڑی سی حد نافذ کی گئی تھی کہ اس نے اپنے سچے ہونے کے ثبوت میں گواہ پیش کردیئے تو گواہوں کی گواہی قابل سماعت

ہوگی اور گواہوں کی گواہیوں کی سماعت کے بعد باقی ماندہ کوڑے اس سے ساقط و ختم کئے جانے کا حکم ہوگا۔ اور تہمت لگانے والا اہلِ شہادت اور گواہی قرار دیا جائے گا۔ اور اس پر فسق چسپاں نہ ہوگا۔ (ایضاح) امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ اس نے میرے اوپر تہمت لگائی ہے۔ اس کے بعد دو گواہ اس بات کے پیش کرے کہ واقعی دوسرے شخص نے اسے تہمت لگائی ہے تو اس صورت میں قاضی ان گواہوں سے دریافت کریگا کہ قذف (تہمت) کسے کہتے ہیں اور کس طرح لگائی جاتی ہے۔ پس اگر وہ دونوں گواہ کہیں کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اس نے اس کو کہا "اے زانی" تو ان گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہوگی اور تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ دونوں شاہد عادل (شرعاً بے داغ) ہوں اور اگر قاضی ان گواہوں کے عادل ہونے سے آگاہ نہ ہو تو قاضی تہمت لگانے والے کو گواہوں کے عادل ہونے سے آگاہ ہونے تک قید میں ڈالدیگا۔ عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایسے کاموں سے اجتناب کرے جو دینی و شرعی لحاظ سے قبیح و حرام سمجھا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص دوسرے کو جمعہ کے دن "اے زانی" کہے اور دوسرا شخص گواہی دے کہ اس نے دوسرے شخص کو جمعرات کے دن "اے زانی" کہا ہے تو امام ابوحنیفہؒ اس کی گواہی قابل قبول ہونے اور تہمت لگانے والے پر حد کے نفاذ کا حکم فرماتے ہیں۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی (ظہیریہ) امام ابوحنیفہؒ کا قول اولیٰ و قابلِ ترجیح ہے (محیط)

اگر دو شاہد یہ شہادت دیں کہ فلاں شخص نے فلاں پر تہمت لگائی ہے اور (محض) اس بارے میں اختلاف رائے ہو کہ تہمت کس جگہ لگائی تھی تو امام ابوحنیفہؒ اس پر حد کے واجب ہونے اور امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ حد کے واجب نہ ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ اگر دو گواہوں میں سے ایک یہ گواہی دے کہ فلاں نے فلاں شخص پر (ملاقات کے) پچاسویں دن تہمت لگائی اور دوسرا گواہ گواہی دے کہ اس نے جمعرات کے دن تہمت لگائی تو تینوں ائمہ کے نزدیک اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ کرخی) اگر گواہوں کا اختلاف اس بارے میں ہو جائے کہ کونسی زبان میں تہمت لگائی ہے بعض کہتے ہیں کہ عربی زبان میں تہمت لگائی ہے اور بعض کہتے ہوں کہ فارسی (وغیرہ) میں تہمت لگائی ہے تو ان کی گواہی باطل و کالعدم قرار دی جائے گی۔ (فتح القدیر) اور اگر ایک جماعت یہ گواہی دے کہ ہم نے فلاں شخص کو فلاں کے ساتھ فرج (شرمگاہ) کے علاوہ زنا کرتے دیکھا تو نہ جماعت پر حد کا نفاذ ہوگا اور نہ تہمت لگائے گئے شخص پر حد نافذ ہوگی۔ اور اگر ایک جماعت کہتی ہو کہ ہم نے فلاں شخص فلاں عورت کے ساتھ زنا کرتے دیکھا اور پھر وہ جماعت سلسلۂ کلام منقطع و ختم کردے۔ اس کے بعد پھر کہے کہ "فرج (شرمگاہ) کے علاوہ" تو اس گواہی دینے والی جماعت پر حد کا نفاذ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کوئی شخص کسی پر تہمت لگائے اور اس پر ایک گواہ پیش کردے تو قاضی تہمت لگانے پر حد نافذ نہیں کریگا۔ کیا قاضی اسے قید میں ڈال سکتا ہے؟ تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر گواہ فاسق ہو تو تہمت لگانے والے کو قید میں ڈالے۔ اور اگر وہ یہ کہتا ہو کہ میرے پاس دوسرا عادل گواہ بھی (فلاں) شہر میں موجود ہے تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے محبوس نہ کیا جائے اور استحساناً اسے دو یا تین دن قید میں ڈالے رکھے۔ اگر وہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس شہر کے باہر دوسرا گواہ موجود رہے تو اس صورت میں بھی اسے محبوس نہ کیا جائے۔ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ وہ جگہ جہاں پر گواہ موجود ہو اس شہر سے اتنی دور اور فاصلہ پر ہو کہ تین روز کے عرصہ میں اس کا حاضر ہونا ممکن نہ ہو۔ اور اگر اتنا قریب ہو کہ تین روز کی مدت کے اندر حاضر ہو سکے تو تہمت لگانے والے کو قید میں ڈالنے کا حکم ہوگا (ظہیریہ) اگر تہمت لگانے والا دعویٰ کرے کہ تہمت لگایا گیا شخص زناکار ہے اور میرے پاس اس بات کے گواہ بھی موجود ہیں تو اسے گواہ پیش کرنے کی مہلت دی جائے گی۔ اگر وہ گواہوں کو پیش کردے تو فبہا ورنہ اس پر حد کا نفاذ ہوگا۔ اگر کوئی ایسا شخص میسر نہ ہو کہ جسے گواہوں کے پاس

بھیجا جا سکتا ہو تو خود اسے کوتوال کی حفاظت میں بھیجا جائے۔ پس اگر گواہ نہ مل سکیں تو حد نافذ کی جائے گی۔ اگر وہ حد کے نفاذ کے بعد گواہ پیش کرے تو ان کی گواہی قابل قبول ہوگی (تاتارخانیہ)

کوئی شخص کسی پر تہمت لگائے۔ اس کے بعد چار فاسق گواہ پیش کرے کہ تہمت لگایا گیا شخص ایسا ہی ہے جیسا وہ کہتا ہے تو تہمت لگانے والے پر سے حد اٹھ جانے اور ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور اسی طرح تہمت لگائے گئے شخص اور گواہوں پر سے بھی حد ختم ہو جائے گی (ظہیریہ) مقطعات میں ہے کہ اگر تہمت لگایا گیا شخص بقید حیات ہو تو بجز اس کے اور کسی کو اس بارے میں نزاع و نالش کا حق نہ ہوگا چاہے وہ حاضر ہو یا غیر حاضر۔ اور اگر تہمت لگایا گیا شخص مطالبہ سے پہلے یا مطالبہ کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے یا تہمت لگانے والے پر تھوڑی سی حد کے نفاذ کے بعد پیغام اجل کو لبیک کہے یا تہمت لگانے والے پر سے حد کے اٹھ جانے اور ختم ہو جانے کا حکم ہوگا اور باقی ماندہ حد خواہ ایک کوڑا ہی کیوں نہ ہو اس کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا (فتاویٰ کرخی) اگر تہمت لگایا گیا غائب شخص حاضر ہو جائے اور تہمت لگانے والے کو قاضی کے روبرو لے آئے۔ اس کے بعد تہمت لگانے والے پر تھوڑی سی حد کا نفاذ ہوا تھا کہ تہمت لگایا گیا شخص پھر غائب ہو گیا تو (باقی ماندہ) حد پوری نافذ نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ پوری حد کی طلب اور حاضر ہونا شرط ہے (غایۃ البیان)

کوئی شخص کسی انتقال شدہ شادی شدہ شخص پر تہمت لگائے تو اس کے والدین کو خواہ کتنے ہی اونچے درجے کے ہوں (یعنی مثلاً دادا پردادا، دادی پردادی) یا کتنے ہی نیچے درجے کے ہوں (مثلاً لڑکا، پوتا، پرپوتا وغیرہ) اس پر نالش کرنے اور نزاع کا حق ہوگا چاہے وہ (شرعاً) اس مرنے والے کا وارث قرار پاتا ہو یا قرار نہ پاتا ہو مثلاً کافر ہو یا قاتل[1] ہو یا غلام ہو۔ تو اس صورت میں وارث نہیں ہوگا لیکن اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے۔ نیز اس سلسلہ میں زیادہ قریب کے عزیز اور دور کے عزیز کا حکم برابر ہوگا اور اگر اعزہ میں سے بعض مطالبہ نہ کریں تو بعض کو مطالبہ کا حق حاصل ہوگا۔ (تمرتاشی)

مرنے والے کے عزیز و وارث اسی صورت میں حد قذف کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے جبکہ تہمت کے باعث اس نسب میں خلل و نقصان واقع ہوتا ہو (ہدایہ) لڑکے کا لڑکا اور لڑکی کا لڑکا دونوں کا حکم روایت کے ظاہر کے مطابق مطالبہ کے سلسلہ میں برابر ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) ماں کے والد (نانا)، اور ماں کی ماں (نانی) کو مطالبہ کا حق حاصل ہوگا (محیط) بھائیوں، بہنوں، چچا، پھوپھیوں، ماموں اور خالاؤں کو بھی حد قذف کے مطالبہ کا حق و اختیار حاصل نہیں ہوگا (شرح طحاوی) اگر تہمت لگانے والا باپ اور دادا میں سے کوئی ہو اگرچہ اونچے درجے کا ہو (یعنی پردادا وغیرہ) یا نانی دادی میں سے کوئی ہو تو لڑکے کو حد قذف کے مطالبہ کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ (ایضاح) اگر کوئی شخص اپنے والد یا ماں یا بھائی یا پھوپی پر تہمت لگائے تو اس کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا۔ کوئی شخص اپنے لڑکے سے کہے "اے زانیہ کے بیٹے" درآنحالیکہ اس لڑکے کی والدہ موت کی آغوش میں سو چکی ہو اور اس مرنے والے کے ایک اور بیٹا بھی دوسرے شوہر کا موجود ہو اور وہ حد قذف کا طلبگار ہو تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر تہمت لگائے گئے شخص کے دو لڑکے موجود ہوں اور ان میں سے ایک لڑکا تہمت لگانے والے کے قول کو درست قرار دے تو دوسرے لڑکے کو حد قذف کے مطالبہ کا حق و اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر تہمت لگائے گئے شخص کے محض ایک بیٹا موجود ہو اور وہ تہمت کے سلسلہ میں تہمت لگانے والے کے قول کی تصدیق کر دے اس کے بعد حد قذف کا طلبگار ہو تو اس صورت میں اسے یہ حق و اختیار حاصل نہ رہے گا (مبسوط) امام محمدؒ جامع صغیر کے اندر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ایک غلام رکھتا ہو اور اس غلام کی والدہ آزاد مسلمہ ہو اور وہ موت کی آغوش میں سو چکی ہو۔ پھر آقا اس غلام کی والدہ پر

---

[1] اور تہمت لگائے گئے شخص سے فسق کا داغ دھل جائے گا۔

تہمت لگائے تو غلام کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ آقا کے لئے حدِ قذف کا طلبگار ہو (محیط)

دو آدمیوں کی باہم گالی گلوچ ہو۔ پس ان میں سے ایک کہے کہ نہ میں زانی و بدکار ہوں اور نہ میری والدہ زانیہ ہے تو فرماتے ہیں کہ اس شکل میں حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ اور اگر کہے کہ جس شخص نے اس طرح کہا ہو تو وہ زانیہ کا بیٹا ہے اور ایک شخص کہے کہ میں نے اس طرح کہا ہے تو ابتدا کرنے والے کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا (فتاویٰ کرخی) کوئی شخص کسی غلام سے کہے "اے زانی" اور وہ کہے کہ (میں نہیں) تو زانی ہے تو غلام پر حد کے نافذ ہونے اور آزاد شخص پر حد کے نافذ ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر دونوں آزاد ہوں تو دونوں کے اوپر حد کا نفاذ ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

کوئی اجنبی شخص کسی اجنبیہ عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور اجنبیہ عورت شادی شدہ ہو لہٰذا تہمت لگانے والے پر حد نافذ کی جائے اور پھر اس عورت پر دوسرا شخص تہمت لگائے تو دوسرے شخص پر بھی حد کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط) بحوالہ ابن سماعہ امام محمدؒ سے رقیات کے اندر مروی ہے کہ چار شخص ایک شخص کے بارے میں گواہی دیں کہ اس نے فلانہ سے جو فلاں کی بیٹی قبیلہ مخزوم کی ہے کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا اور یہ نام لی گئی معروف و مشہور ہو اور وہ اس کے نام و نسب کو درست طور پر بیان کرے اور یہ بھی بتائے کہ زنا کسے کہا جاتا ہے اور اسے ثابت بھی کردے وراں حالیکہ عورت غائب و غیر موجود ہو۔ لہٰذا ذکر کئے گئے شخص کو سنگسار کر دیا جائے۔ اس کے بعد ایک شخص اس غائب عورت کے اوپر تہمت لگائے اور عورت ایسے قاضی کی عدالت سے حدِ قذف کی طلبگار ہو جو ذکر کئے گئے شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دے چکا ہو تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ قیاس کی رو سے تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ ہوگا لیکن میں استحساناً عورت پر تہمت لگانے والے کے اوپر حد کے نافذ نہ ہونے کا حکم کرتا ہوں (ظہیریہ) اگر عورت کسی دوسرے قاضی کے یہاں حد کا مطالبہ کرے تو قاضی اس پر حد نافذ کریگا۔ البتہ اگر وہ پہلے قاضی کے فیصلہ پر شاہد پیش کردے تو اور بات ہے (تاتارخانیہ) کوئی شخص ایک سے زیادہ مرتبہ تہمت لگائے یا ایک سے زیادہ مرتبہ زنا کرے یا ایک سے زیادہ بار شراب نوشی کرے تو ایک دفعہ کی حد ان سب کے لئے کافی ہو جائے گی (کافی) اگر کوئی شخص ایک جماعت کو ایک ہی کلمہ سے تہمت لگائے یا الگ الگ کلام کے ذریعہ تہمت لگائے یا مختلف و متفرق دنوں میں تہمت لگائی ہو۔ پس وہ سب نالش کریں اور حد کے طلبگار ہوں تو ان سب کی طرف سے اس پر ایک حد کافی ہوگی۔ اسی طرح اگر ان میں سے بعض حد طلب کریں اور بعض نہ کریں تو نافذ کردہ حد ان سب کی جانب شمار ہوگی۔ اسی طرح اگر ان میں سے ایک شخص حاضر ہوا ہو تو تہمت لگانے والے پر محض ایک مرتبہ حد نافذ کی جائے گی۔ اگر اس کے بعد ان میں سے وہ شخص حاضر ہو جس نے (پہلے) حدِ قذف کا مطالبہ نہیں کیا تھا تو اس کے حق و حصہ کی حدِ قذف باطل و کالعدم قرار دی جائے گی اور دوبارہ اس کے اوپر حد کا نفاذ نہ ہوگا اگر تہمت لگانے والے پر تہمت کے باعث حد نافذ کی جا چکی ہو۔ اس کے بعد وہ کسی اور شخص کو تہمت لگائے تو اس صورت میں اس کے اوپر دوسری بار حد کا نفاذ ہوگا۔ حدِ قذف کا نفاذ اس سے پہلی ساری واجب حدوں کو باطل و ختم کر دیتا ہے۔ البتہ وہ حدیں جو اس کے بعد واجب ہوئی ہوں وہ اس کی وجہ سے باطل و ساقط نہیں ہونگی (سراج الوہاج) کسی شخص پر زنا یا شراب نوشی کے باعث کچھ حد نافذ کی جائے۔ اس کے بعد وہ فرار ہو جائے۔ پھر وہ از سر نو زنا کا ارتکاب کرے یا شراب نوشی کرے تو اس پر نئے سرے سے حد کے نافذ کئے جانے کا حکم ہوگا۔ اگر حدِ قذف میں ایسی صورت پیش آئے تو دیکھیں گے کہ اگر وہ پہلا شخص جس پر تہمت لگائی تھی حاضر ہو جائے تو اس کی خاطر حد کے مکمل کئے جانے کا حکم ہوگا۔ اور وہ دوسرا جس پر تہمت لگائی گئی ہو اس کی خاطر کوئی سزا نہ دینے کا حکم کیا جائیگا اور محض دوسرا تہمت لگایا گیا شخص حاضر ہو تو تہمت لگانے والے پر دوسرے کے اوپر تہمت لگانے کے باعث نئے سرے سے حد کا نفاذ ہوگا اور پہلے کی باقی ماندہ حد باطل قرار دی جائے گی۔ اگر کسی شخص پر مختلف نوع کی حدیں جمع ہو گئی ہوں مثلاً وہ تہمت لگائے۔ زنا کا ارتکاب کرے

چوری کرے اور شراب نوشی کرے تو اس پر یہ ساری حدیں نافذ کی جائیں گی۔ البتہ لگاتار ان سب کا نفاذ نہ ہوگا کیونکہ اس طرح اس کے ہلاک و ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے بلکہ پہلی حد کے نفاذ کے بعد اس کے اچھا ہو جانے تک دوسری حد نافذ کرنے کا انتظار کریں گے۔ لہٰذا حد قذف کیونکہ بندہ کا حق ہے اس لئے پہلے وہی حد نافذ کی جائے گی۔ پھر امام المسلمین کو حق و اختیار ہے کہ خواہ اول حدِ زنا کا نفاذ کرے اور خواہ ہاتھ قطع کرے البتہ شراب نوشی کی حد اور حدود سے مؤخر کرنے کا حکم کیا جائیگا اگر ان ساری حدوں کے واجب کے ساتھ وہ کسی کو زخمی بھی کر دے اور اس کے بدلہ کا اس کے اوپر وجوب ہو تو اول یہ بدلہ لیا جائیگا۔ اور اس کے بعد حدِ قذف نافذ کی جائے گی۔ اس کے بعد باقی حدوں میں سے جو سب سے زیادہ قوی و سخت ہو پھر اس کے بعد جو سخت ہو بالترتیب سب کا نفاذ ہوگا۔ (تبیین) کوئی شخص کہے کہ تم سارے زانی ہو مگر ایک تو حد واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ تہمت کی بنا پر حد واجب ہو جاتی ہے اور یہاں پر جس کو مستثنیٰ کیا جا رہا ہے وہ متعین نہیں لہٰذا ہر ایک کو حدِ قذف کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا۔ (فتاویٰ کرخی)

کوئی غلام ایک آزاد عورت پر تہمت لگائے۔ اس کے بعد وہ حلقۂ غلامی سے آزاد کر دیا جائے اس کے بعد وہ دوسرے پر تہمت لگائے اور دونوں تہمت لگائے گئے شخص بالاتفاق دعویٰ کریں تو اس شخص کے اسی کوڑے مارے جانے کا حکم ہوگا۔ اگر اول وہ شخص آئے جس پر پہلے تہمت لگائی ہو اور اس کی خاطر چالیس درے مارے گئے ہوں پھر دوسرا تہمت لگایا گیا شخص مدعی ہو تو اسی کی تعداد پوری کر دی جائے گی یعنی اس کی خاطر مزید چالیس درے مارے جانے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس سے پہلے کہ دوسرا تہمت لگایا گیا شخص اسے لاتا اس نے کسی اور آزاد شخص کو تہمت لگا دی تو دونوں کی خاطر اس کے اسی درے مارے جائیں گے۔ لیکن نئے سرے سے نہیں ماریں گے کیونکہ دروں کی باقی ماندہ مقدار آزاد لوگوں پر تہمت کے باعث لگائی جانے والی حد کا تتمہ ہے لہٰذا اس کے اندر کئی آزاد دعویٰ کرنے والے داخل کئے جا سکتے ہیں۔ (فتح القدیر)

ایسا مسلمان جس پر تہمت لگانے کے باعث حد لگ چکی ہو ہمارے (احنافؒ) کے نزدیک اس کی شہادت دائمی طور پر کالعدم و باطل قرار دی جائے گی۔ اور کسی معاملہ کے اندر اس کی شہادت قابل قبول نہ ہو گی۔ خواہ وہ تائب بھی کیوں نہ ہو جائے۔ البتہ عبادات کے اندر اس کی گواہی قابل قبول ہو سکتی ہے۔ (شرح طحاوی) اگر تہمت کے باعث کسی کافر پر حدِ قذف نافذ ہو چکی ہو تو اس کی گواہی دوسرے ذمیوں (دار الاسلام کے غیر مسلم باشندے) کے سلسلہ میں درست و جائز شمار نہ ہوگی۔ اس کے بعد اگر وہ اسلام قبول کرے تو پھر اس کی شہادت مسلمانوں اور کافروں سب کے حق میں قابل قبول قرار دی جائے گی۔ اور اگر قذف (تہمت) کے سلسلہ میں ایک کوڑا مارا جائے اور پھر باقی کوڑے مارے جائیں تو اس کی گواہی قابل قبول قرار دی جائے گی۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔ اور کم زیادہ کے تابع ہوا کرتا ہے۔ مگر پہلے قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے (ہدایہ) اگر کوئی شخص بحالتِ کفر تہمت لگائے پھر بحالتِ اسلام اس پر حد نافذ کی جائے تو اسکی گواہی دائمی طور پر باطل و کالعدم قرار دی جائے گی۔ اگر غلام پر تہمت کی بنا پر حد لگائی جائے۔ اس کے بعد وہ حلقۂ غلامی سے آزاد ہو کر توبہ کرے۔ تب بھی اس کی گواہی دائمی طور پر قابل قبول نہ ہوگی۔ اور اگر غلامی کی حالت میں تہمت لگائے۔ پھر حلقۂ غلامی سے آزاد کر دیا جائے تو اس پر غلام کی سی حد نافذ کی جائے گی (شرح طحاوی)

اگر کسی مسلمان شخص پر تھوڑی سی حد نافذ کی گئی تھی کہ وہ پوری ہونے سے قبل بھاگ گیا۔ تو ظاہر روایت کے موافق

---

۱ یعنی مطالبہ کی صورت میں۔ ۲ یعنی کئی آزاد اشخاص کے دعوے کی بنا پر تہمت لگانے والے کے اسی درے مارے جائیں گے اور یہ حد سب کی جانب سے شمار ہو گی۔

تاوقتیکہ اس پر پوری حد نافذ نہ ہو جائے اس کی گواہی قابل قبول ہو گی (سراج الوہاج) مبسوط میں ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ اگر اس پر حد کے نفاذ کے بعد (بھی) چار گواہ اس کے صدق و سچے ہونے کی گواہی دیں تو اس کی گواہی قابل قبول ہو گی (فتح القدیر) اگر تہمت لگایا گیا شخص تہمت لگانے والے پر حد کے نفاذ سے پہلے زنا کا ارتکاب کرلے یا کسی غیر مملوک سے حرام طور پر ہمبستری کرلے تو اس صورت میں تہمت لگانے والے پر حد ساقط ہو جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر تہمت لگایا گیا شخص اسلام سے پھر جائے تو خواہ پھر اسلام قبول کرلے مگر تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہو گا اسی طریقے سے اگر تہمت لگایا گیا شخص ایسا مخبوط الحواس ہو جائے کہ عقل ہی جاتی رہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (مبسوط)

اگر تہمت لگایا گیا شخص تہمت لگانے والے کے قول کی تصدیق کردے یا چار گواہ۔ تہمت لگائے گئے شخص سے زنا کے سرزد ہونے کی گواہی دیں خواہ انھوں نے حد کے نفاذ سے پہلے شہادت دی ہو یا نفاذ حد کے دوران دونوں صورتوں میں روایات میں سے ایک روایت کے مطابق تہمت لگانے والے سے حد کے ساقط ہو جانے کا حکم ہو گا۔ (سراج الوہاج)

تہمت لگائے گئے شخص کے بارے میں اگر چار گواہوں سے کم اس سے زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں تو گواہی قابل قبول نہ ہو گی۔ اس کے بعد اگر تہمت لگانے والا چار ایسے شاہد لائے جو تہمت لگائے گئے شخص سے ایک عرصہ قبل زنا سرزد ہونے کی شہادت دیں تو تہمت لگانے والے پر سے استحساناً حد کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم ہو گا۔ اگر تین شاہد تہمت لگائے گئے شخص سے زنا سرزد ہونے کی گواہی دیں اور تہمت لگانے والا کہے کہ چوتھا شاہد میں ہوں تو اس کا یہ قابل التفات نہ ہو گا اور باقی تینوں شاہدوں پر بھی حد قذف جاری کئے جانے کا حکم ہو گا، اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں تہمت لگائے گئے شخص کے اقرار زنا کی گواہی دیں تو اس صورت میں تہمت لگانے والے اور تینوں شاہدوں سب پر سے حد کے ساقط ہو جانے کا حکم ہو گا (مبسوط)

اگر مکاتب غلام اتنا مال چھوڑ کر انتقال کرے جو کہ معاوضہ کتابت کی ادائیگی کے لئے کافی ہو۔ لہٰذا مال کتابت کی ادائیگی کرکے زندگی کے آخری ساعت میں اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کر دیا جائے اور اس کے باقی ماندہ ترکہ کو اس کے آزاد ورثاء کے درمیان بانٹ دیا جائے پھر اس مرنے والے مکاتب کو کوئی شخص تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہو گا (محیط) اگر دار الحرب کے باشندوں میں سے کوئی شخص پروانۂ امن حاصل کرکے ہمارے یہاں یعنی دار الاسلام میں آئے اور وہ کسی مسلمان شخص پر تہمت لگائے تو اس کے اوپر حد کا وجوب ہو گا۔ امام ابو حنیفہؒ کا آخر قول یہی ہے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ (شرح طحاوی) تہمت کی حد اور زنا کی حد کے اندر فرق یہ ہے کہ تہمت لگانے کی بنا پر قائم ہونے والی حد زیادہ مدت گذر جانے کی وجہ سے ساقط و کالعدم نہیں ہوا کرتی اور شراب نوشی و زنا کی حد طویل عرصہ گذر جانے کے باعث ساقط ہو جاتی ہے۔ حد قذف کا نفاذ اسی وقت ہو گا جبکہ تہمت لگایا گیا شخص اس کا مدعی ہو۔ حد قذف کے ثبوت کے بعد معاف کرنے اور بری الذمہ کر دینے سے ساقط و ختم نہیں ہوتی۔ اسی طریقے سے اگر قاضی کے روبرو نالش سے قبل معاف کردی جائے تب بھی ساقط ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ اسی طریقے سے اگر قذف کے اندر کوئی شخص مال کے عوض صلح کرلے تو اسے باطل قرار دینے اور مال لوٹانے کا حکم کیا جائے گا۔ اور ہمارے (احنافؒ) کے نزدیک اس کے بعد بھی تہمت لگائے گئے شخص کو حد قذف کے مطالبہ کا حق و اختیار حاصل ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں) اور قاضی کو اپنے علم کے مطابق اس حد کے قائم کرنے کا حق ہے بشرطیکہ یہ علم اسے ان ایام میں ہو جبکہ وہ منصب قضاء پر فائز (بھی) ہو۔ اسی طرح اگر قاضی کے روبرو تہمت لگائے تو وہ اس پر حد کا نفاذ کریگا۔ اور اگر وہ قاضی کے منصب پر فائز ہونے سے قبل اس سے آگاہ ہوا اور پھر عہدۂ قضا ملے تو قاضی کو محض اپنے علم کی بنیاد پر حد کے نفاذ کا حق نہ ہو گا۔ البتہ اگر اس کے پاس گواہوں کی گواہی کے ذریعہ ثبوت مہیا ہو جائے تو اور بات ہے۔ (فتح القدیر)

اگر تہمت لگایا گیا شخص اپنے مطالبہ سے باز آجائے تو یہ موزوں و اچھا ہے۔ اسی طریقہ سے حاکم کے لئے مستحسن و بہتر ہے

کہ جب اس کے یہاں نالش کی جائے تو ثبوت بہم پہنچنے سے قبل وہ مدعی سے درگذر کے لئے کہے (ایضاح) امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک غائب کی جانب سے حد یں ثابت کرنے کے لئے وکیل مقرر کرنا درست ہے اور اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ حد کے نفاذ کو پورا کرنے کے لئے وکیل مقرر کرنا درست نہیں۔ (فتح القدیر)

فصل ——— تعزیر کا بیان

تعزیر سے مراد تنبیہ و سرزنش ہے اور وہ ایسی جرم کی بنا پر واجب ہوتی ہے کہ جس جرم کے باعث حد کا وجوب نہ ہوتا ہو (نہایہ) یہ دو قسموں پر مشتمل ہے حق اللہ اور حق العبد (بندہ کا حق) اللہ کے حق کی بنا پر واجب ہونے والی سزا و تعزیر کا نفاذ امام المسلمین (خلیفہ) کے لئے ضروری ہے اور اس کا ترک کرنا درست و حلال نہیں۔ البتہ اس صورت میں کہ اسے اس کا علم ہو جائے کہ جرم کے مرتکب پر پہلے بھی زجر و توبیخ ہو چکی ہے۔ اسی سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا و نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ فلاں شخص نے اس طرح کے جرم کا (یعنی اللہ تعالیٰ کی خلاف ورزی کا) ارتکاب کیا ہے اور اس کے ہمراہ کوئی شخص شاہد بھی ہو تو درست ہے کہ امام مدعی بن جائے اور دعوہ دار گواہ بن جائے۔ اس طرح دو گواہوں کی گواہی کے ذریعہ جرم ثابت کرنا درست ہو گا۔ (نہر الفائق) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کو معصیت کا ارتکاب کرتے دیکھے تو اس وقت ہر مسلمان کو سزا دینا درست ہے۔ البتہ اگر معصیت کا ارتکاب کر چکے تو فارغ ہونے کے بعد بجز حاکم کے اور کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ قنیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو ایسی معصیت کا ارتکاب کرتے دیکھے جس کے باعث تعزیر واجب ہوتی ہو۔ پھر وہ محتسب و حاکم کی اجازت کے بغیر اسے سزا دے تو محتسب و حاکم کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اس سزا دینے والے کو سزا دے مگر شرط یہ ہے کہ اس شخص نے مجرم کے معصیت سے فارغ ہو چکنے کے بعد اسے سزا دی ہو (بحر الرائق)

شیخ ابوجعفر ہندوانیؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کے ہمراہ کسی شخص کو دیکھے تو کیا اس کے لئے اس کو قتل کر دینا حلال ہو گا فرماتے ہیں کہ اگر وہ اس سے آگاہ ہو کہ چیخنے اور ہتھیار کے علاوہ کسی اور شخص کے مارنے کی بنا پر زنا سے رک جائیگا تو اس کا قتل جائز و حلال نہ ہو گا۔ اور اگر بجز قتل کے اس کے زنا سے باز رہنے کی کوئی صورت نہ ہو تو اس کو قتل کر دینا حلال ہو گا۔ اور اگر زوجہ نے اس شخص کی فرمانبرداری کی ہو تو اسے بھی قتل کر ڈالنا درست قرار دیا جائے گا (نہایہ)

جو شخص بڑے درجہ کا ظالم ہو اور ڈاکو اور زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا اسی طرح سارے ظالم اور اُن کے معاون اور ظلم کے سلسلہ میں سعی کرنے والے ان سب کا قتل کر ڈالنا درست و حلال اور ان کا قتل کرنے والا مستحق ثواب ہو گا (نہر الفائق تمرتاشی مجتبیٰ) آقا کے لئے اپنے غلام اور باندی کو بے ادبی کے باعث اگر ضرورت سمجھے سزا دینا درست ہے (محیط سرخسی)

جو تعزیر حق عبد مثلاً تہمت وغیرہ کی بنا پر واجب ہوتی ہو تو کیونکہ اس کا نفاذ دعوے پر منحصر ہے اور مدعی کے دعوے کے بغیر تعزیر نہیں دی جا سکتی لیس بجز حاکم کے اور کسی شخص کو اس کے نفاذ کا حق نہ ہو گا۔ البتہ اگر فریقین کسی شخص کو ثالث بنا لیں تو درست ہے (فتح القدیر) دوسرے حقوق کی طرح تعزیر کے اندر بھی برأت، معافی اور شہادت کے اوپر شہادت اور قسم ان سب کا نفاذ اور ان پر عملدرآمد ہوتا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) تعزیر کیونکہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کی جنس ہے اس لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے گی (تبیین کافی محیطین)

کوئی شخص دوسرے کے بارے میں دعویٰ کرے کہ اس نے مجھے فحش گالی دی ہے یا اس بات کا مدعی ہو کہ اس نے مجھے زدوکوب کیا ہے اور کہے کہ میرے دعوے کے شاہد شہر کے اندر ہیں اور مدعا علیہ سے اس کی جان کے کفیل و ضامن

طلب کرے۔ تو اس صورت میں مدعا علیہ سے تین دن کے لئے اس کے کفیل و ضامن لیں گے۔ لہٰذا اگر وہ اپنے دعوے کے گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں پیش کرے یا دو شاہدوں کی شہادت پر دو شاہد پیش کر دے تو اس شکل میں مدعا علیہ سے گواہوں کے عادل ہونے وغیرہ کے بارے میں معلوم ہونے تک مدعا علیہ کے نفس کا کفیل لیں گے۔ لہٰذا اگر گواہوں کا عادل ہونا ثابت ہو گیا تو اسے تعزیر دیئے جانے کا حکم کیا جائیگا (فتاویٰ قاضی خاں) تعزیر کبھی حبس و قید کرنے کی صورت میں اور گاہے گوشمالی اور کسی وقت سخت کلامی اور کسی موقع پر زدوکوب کرنے کی شکل میں دی جاتی ہے۔ اور کبھی تعزیر اس طرح بھی دی جاتی ہے کہ قاضی اس کی جانب غضب آلود نگاہ سے دیکھے (نہایہ) امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ بادشاہ کے لئے بطور تعزیر اس کا مال لینا درست ہے۔ امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ اور باقی تینوں ائمہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) فرماتے ہیں کہ بادشاہ کے لئے بطور تعزیر اس کا مال لینا درست نہیں ہے (فتح القدیر) امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق تعزیر کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مال کا کچھ حصہ لیکر ایک مدت تک اپنے پاس رکھے تاکہ وہ باز آ جائے اور تائب ہو جائے اس کے بعد حاکم اسے لوٹا دے۔ یہ مقصود ہرگز نہیں کہ حاکم اپنے لئے یا بیت المال کی خاطر اس کا مال لے جیسا کہ بعض ظالم لوگ وہم کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی مسلمان کا مال شرعی سبب کے بغیر لینا جائز نہیں۔ (بحر الرائق)

شافی میں ہے کہ تعزیر کے کچھ درجات ہیں (۱) شرفاء میں سے اشرف و افضل کی تعزیر یعنی علماء و سادات کی تعزیر تو اُن کے لئے اعلام و اظہار ہی کافی تعزیر ہے یعنی قاضی اُن سے کہدے کہ مجھے ایسا کرنے کی اطلاع ملی تو وہ صرف اتنا ہی کہنے پر باز آ جائیں گے ——— (۲) اشراف کی تعزیر۔ اس زمرہ میں امراء اور زمیندار لوگ ہیں۔ تو ان کی تعزیر کے لئے اسقدر کافی ہے کہ اُن کے فعل کا اظہار کر دیا جائے اور انھیں قاضی کے دروازہ پر کھینچا جائے اور نالش کی جائے تو وہ باز آ جائیں گے ——— (۳) اوساط، یعنی بازاری لوگ۔ ان کے لئے تعزیر کی صورت یہ ہے کہ اُن کے فعل کا اعلان و اظہار ہو اور انھیں قاضی کے پاس بھیجا جائے اور حسبِ ضرورت قید میں بھی ڈالدیں ——— (۴) کمینہ لوگ۔ ان کی تعزیر کی شکل یہ ہے کہ ان ذکر کی گئی ساری باتوں کے ساتھ ساتھ ان کو زدوکوب بھی کیا جائے۔ (نہایہ)

تعزیر کے کوڑوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۳۹ اور کم سے کم تین کوڑے ہیں ہمارے مشائخ (احناف) کے نزدیک اس کی کم سے کم مقدار کا تعین امام کی رائے پر موقوف ہے کہ اس کے نزدیک جتنی کم سے کم مقدار میں وہ باز آ جائے اسی مقدار کا تعین کر لے (ہدایہ) قاضی کے لئے موزوں ہے کہ اس کے سبب پر نظر کرے۔ اگر ایسا سبب ہو کہ اس کی بناء پر حد کا وجوب ہوتا ہو اور کسی عارض و مجبوری کے باعث اس پر حد کا وجوب نہ ہوتا ہو تو قاضی کو چاہیئے کہ اس پر بالکل آخری درجہ کی تعزیر کا انفاذ کرے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غیر کی باندی یا ام ولد کو کہے "او زانیہ"، تو کہنے والے پر آخری درجہ کی تعزیر واجب ہو گی۔ کیونکہ حد کا وجوب اس لئے نہیں ہو گا کہ مقذوف (تہمت لگائے گئے) میں احصان کی صفت موجود نہیں اور اس کا تعلق اسی جنس سے ہے جس کے باعث حد کا وجوب ہوا کرتا ہے۔ اور اگر ایسی جنس سے ہو کہ اس کی بنا پر حد کا وجوب نہ ہوتا ہو مثلاً کسی شخص کو کہے "اے خبیث"، تو تعزیر کا وجوب ہو گا اور تعزیر کی مقدار امام کی رائے پر موقوف و منحصر ہو گی (محیط) اور زدوکوب کرنے کے بعد اگر قید کرنے میں مصلحت ہو تو اسے قید میں ڈالدینا بھی صحیح ہے (عینی شرح کنز) قید میں رکھنے کی مدت حاکم کی رائے پر منحصر ہو گی۔ (بحر الرائق) سب سے زیادہ زور سے تعزیر کے درے مارے جانے کا حکم ہے پھر حد زنا، پھر حد شراب، پھر حد قذف کے دروں کا حکم ہے۔ جو شخص حد یا تعزیر کی بنا پر مر گیا تو اس کا خون معاف ہے۔ اور کوئی ذمہ دار نہیں۔ اس کے برعکس اگر خاوند زوجہ کو زینت و آرائش ترک کر دینے کی بنا پر تعزیر کرے یا بستر پر آنے سے انکار کی بنا پر یا نماز چھوڑ دینے یا گھر سے باہر نکلنے کے باعث تعزیر کرے اور زوجہ موت کی آغوش میں چلی جائے

تو حاکم پر ضمان لازم ہوگا (نہر الفائق) تعزیر کا نفاذ کھڑا کر کے کپڑوں سمیت کیا جائے گا۔ البتہ اس کے زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ اور تعزیر دیتے وقت اسے کھینچا نہیں جائیگا اور وہ اس کے فرج (شرمگاہ) اور سر کے علاوہ بدن کے متفرق حصوں اور مختلف اعضا پر مارے جائیں گے۔ امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں (فتاوی قاضی خاں)، حدود الاصل کے اندر اسی طرح ذکر کیا گیا ہے اور اشربۃ الاصل کے اندر مذکور ہے کہ تعزیر کا نفاذ (بدن کے) ایک ہی حصہ و مقام پر ہوگا۔ واضح رہے کہ نفس مسئلہ کے اندر مختلف روایات نہیں بلکہ موضوع کے مختلف ہونے اور بدل جانے کی وجہ سے جواب میں بھی اختلاف واقع ہو گیا یعنی متفرق اعضا پر ضرب کا حکم تعزیر کے آخری درجہ یعنی ۳۹ کوڑے ہونے کی شکل میں ہے اور ایک ہی عضو و حصہ پر ضرب کا حکم اس شکل میں ہے جبکہ تعزیر آخری درجہ تک نہ پہنچے بلکہ اس سے کم رہے۔ (تبیین) تعزیر کے واجب ہونے کے سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ وہ شخص جو ایسی بات کا ارتکاب کرے جو شرعاً ممنوع و منکر ہو یا کسی مسلمان کو ناحق اپنے قول یا فعل کے ذریعہ تکلیف پہنچائے تو اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا۔ البتہ اگر جھوٹ اس کے قول سے ظاہر ہو مثلاً کسی شخص کو کہے "اے کتے" یا "اے خنزیر" یا اس کی مانند کچھ اور کہے تو اس صورت میں اس کے اوپر حد کا وجوب نہ ہوگا۔ (شرح طحاوی) اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (فتاوی قاضی خاں) بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ ایسا برا لفظ کسی شریف کو کہے مثلاً فقہاء میں سے کسی فقیہ کے متعلق یا کسی علوی (اولاد حضرت علیؓ) کے بارے میں کہے تو کہنے والے پر تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ اور عوام میں سے ہونے کی صورت میں تعزیر نہیں دی جائے گی اس قول کو بہتر و عمدہ قرار دیا گیا ہے (ہدایہ)، کوئی شخص کسی مسلمان کو کہے "اے فاسق" درآنحالیکہ فاسق نہ ہو یا کہے "اے ابن فاسق" یا کافر یا یہودی یا عیسائی۔ یا عیسائی کے بچے۔ یا کہے "اے خبیث" یا "اے چور" درآنحالیکہ وہ چور نہ ہو۔ یا کہے اے فاجر یا منافق یا لوطی (لڑکوں سے بدفعلی کرنے والا)، یا اے وہ شخص جو قوم لوط کا سا عمل کرنے والا ہے یا کہے "اے بچوں سے کھیلنے (مذاق) کرنے والے" یا کہے "اے سود کھانے والے یا شراب پینے والے" یا کہے "اے دیوث" یا کہے "اے مخنث" یا کہے "اے خائن" یا کہے "اے فاحشہ کے لڑکے" یا کہے "اے بے دین" یا کہے "قرطبان" (اے بھڑوے یا دیوث) یا کہے اے زناکاروں کے ٹھکانہ یا کہے "اے چوروں کے ٹھکانہ" تو ان سب صورتوں میں کہنے والے کو تعزیر دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کہے اے تمیس (ذلیل؟) یا کہے "اے سانپ" یا کہے "اے بھیڑیئے" یا کہے "اے حجام" (پچھنے لگانے والا) یا کہے "اے زانیوں کے ٹھکانہ" یا کہے "اے بدکاروں کو ٹھکانہ دینے والے" یا کہے "اے حرام کی اولاد" یا کہے "اے عیار" یا کہے "اے ناکس" یا کہے "اے منکوس" یا کہے "اے سخرہ" یا کہے "اے کشخان" یا کہے "اے ضحکہ" یا کہے "اے مسوس" یا کہے "اے مسوس کے بیٹے" یا کہے "اے اسود (بہت کالے) کے بیٹے" درآنحالیکہ اس کا باپ اسود نہ ہو۔ یا کہے "اے گاؤں والے" درآنحالیکہ وہ دیہاتی نہ ہو یا کہے "اے ننگے" تو کہنے والے پر تعزیر کے نفاذ کا حکم نہ ہوگا (کافی)، اگر کوئی شخص کسی کو کہے "اے فاجرہ یا فاسقہ کے بیٹے" تو کیونکہ کہنے والے نے ایک نوع کا عیب لگایا اس لئے اس پر تعزیر کا وجوب ہوگا (غایۃ البیان)، اگر کوئی شخص فاسق سے کہے "اے فاسق" یا شراب نوش سے کہے "اے شراب نوش" یا ظالم شخص سے کہے "اے ظالم" تو اس صورت میں کہنے والے پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا (عتابیہ)،

کوئی شخص کسی بامروت و صالح شخص سے کہے "اے چور" یا اے مشرک یا اے کافر تو کہنے والے پر تعزیر کا نفاذ ہوگا (غایۃ البیان)، اگر کہے "اے پلید" تب بھی تعزیر کا وجوب ہوگا (واقعات) اگر کہے "اے اسفہ" (کمینہ)، تب بھی تعزیر کا وجوب ہوگا (جوہرہ نیرہ)، کوئی شخص کسی صالح آدمی کو کہے "اے سفیہ" (اے بے وقوف) تو تعزیر کا حکم ہوگا (سراجیہ)، کوئی شخص کسی صالح آدمی سے کہے "اے معفوج[1] یا قرطبان و دیوث کے بیٹے" تو ناطفی بیان کرتے ہیں کہ اس کے اوپر حد کا وجوب ہوگا

[1] معفوج پاخانہ کے راستہ (دُبر) میں صحبت کرنے والا [2] اکس اونٹ جیسا گر ہوا لا بنکوس اوندھا گرا ہوا کشخان دیوث اپنی زوجہ سے حرامکاری کرانے والا

[3] دسور ڈالنے والا۔

اور اگر کہے "اے بندر" یا کہے "اے جلاد" یا کہے "اے جواری" تو کہنے والے پر تعزیر کا وجوب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) صدر الشہید فرماتے ہیں کہ "جواری" کہنے کی صورت میں تعزیر کا وجوب ہوگا (خلاصہ) اگر کہے "اے معفوج" تو تعزیر کے نفاذ اور حد کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ ان دونوں کے نزدیک "اے معفوج السبیل" کہنے کی شکل میں تعزیر کا وجوب ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وہ تہمت لگانے والا تو شمار نہ ہوگا۔ البتہ ایک قسم کا عیب لگانے کے باعث اس کے اوپر تعزیر کا وجوب ہوگا (ظہیریہ) اگر کہے "اے ابلہ" یا کہے "اے لاشئ" (اے بے وجود) یا کہے "اے ستور" تو اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا اگر کہے "اے قذر" (اے نجاست) تو کہنے والے پر تعزیر کا وجوب ہو جائیگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کوئی شخص کسی حادثہ کے سلسلہ میں علماء کا فتویٰ حاصل کرکے اپنے نالش کرنے والے اور لڑنے جھگڑنے والے کے سامنے پیش کرے اور وہ کہے کہ اس کے اوپر عمل پیرا نہ ہوں گا۔ یا وہ کہے کہ بات اس طرح نہیں جس طرح انھوں نے فتویٰ دیا درانحالیکہ وہ جاہل ہو اور اس نے علماء کا ذکر تحقیر کے ساتھ کیا تو اس کے اوپر تعزیر واجب ہوگی اور اگر کسی شخص کو زناکاری کی تعریض (واشارہ) کرے تو کہنے والے پر تعزیر کا وجوب ہوگا۔ (حاوی) آدمی کے لئے موزوں یہ ہے کہ جب اسے کوئی ایسی بات کہی جائے جو کہنے والے پر حد اور تعزیر واجب کرتی ہو تو اس کے جواب (اور اس کے خلاف کارروائی) سے گریز کرے۔ مشائخؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو کہے "اے خبیث" تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کا کچھ جواب نہ دے اور زبان بند رکھے اور تنبیہ کی خاطر قاضی کے یہاں نالش کردے تو یہ بھی جائز ہوگا۔ اور اگر اس کا جواب اس طرح دے (میں نہیں) "بلکہ تو خبیث ہے" تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ (بحر الرائق) ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص طرح طرح کے فسق و فجور اور فساد کو اپنی عادت اور اوڑھنا بچھونا بنالے تو اس کے اوپر اس کا مکان گرایا جائیگا۔ (سراجیہ) فخر الاسلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مساجد کے دروازوں کو چرانے کا عادی بن جائے تو واجب ہے کہ اس کے اوپر تعزیر میں مبالغہ سے کام لیا جائے اور زیادہ تعزیر دی جائے اور تاوقتیکہ وہ تائب نہ ہو جائے اسے محبوس و مقید رکھیں۔ (بحر الرائق) تعزیر کو واجب کرنے والی چیزوں میں سے مکر و فریب آمیز جھوٹے خطوط اور قبالہ لکھنا بھی ہے۔ نیز احکام شریعت کا مذاق اڑانا بھی ہے۔ ابن رستم نے تعزیر کو واجب کرنے والی اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر بوڑون کی دم قطع کردے یا اپنی باندی کے سر کے بالوں کو مونڈ ڈالے تو تعزیر کا وجوب ہوگا۔ نیز اگر بادشاہ کسی کو کسی مسلم کے قتل پر مجبور کرے اور کہے کہ اگر تو نے اسے قتل نہ کیا تو تجھے ہلاک کردونگا۔ لہٰذا اس نے جبر کی بناء پر اسے قتل کر ڈالا تو اس صورت میں بادشاہ کے اوپر قصاص اور قتل کرنے والے پر تعزیر کا وجوب ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں تعزیر کو واجب کرنے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی کو زنا کے ارتکاب پر مجبور کرے اور وہ جبر کی بناء پر زنا کا ارتکاب کرے تو اس شکل میں زنا کرنے والے پر تعزیر کا وجوب ہوگا تعزیر کو واجب کرنے والی چیزوں میں سے زہر بار دینا بھی ہے (تاتارخانیہ) اگر کوئی شخص چوپایہ کے ساتھ صحبت کرے یا شبہ کی بناء پر ہمبستری کرے یا کسی مسلمان کے تھپڑ مارے یا بازار میں اپنے سر سے رومال اتار دے یعنی ننگے سر پھرے تو اس کے اوپر تعزیر کا وجوب ہوگا (سراجیہ) اگر گواہی دیئے گئے شخص پر تعزیر کے نفاذ کے بعد گواہوں کے غلام یا کافر ہونے کا علم ہو درانحالیکہ تعزیر دیا گیا شخص تعزیر کے باعث موت کی آغوش میں سو گیا ہو یا دروں کی ضرب کی وجہ سے زخمی ہو جائے یا گواہ گواہی کے بعد رجوع کرلیں تو اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گواہوں پر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کی رائے اس بارے میں مختلف ہے۔ (محیط سرخسی) قنیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ "اے فاسق" اس کے بعد گواہوں کے ذریعہ اس کے فسق کا ثبوت ایسے بہم پہنچانا چاہے تاکہ تعزیر کا اس پر وجوب و نفاذ نہ ہو تو اسکے پیش کردہ گواہوں کی گواہی قابل سماعت نہیں ہوگی۔ اور اگر ضمنی طور پر اسکے فسق کو ثابت کرنا چاہے تو اسکے اندر زخمی ہونے کے گواہوں کے مانند جھگڑا و مقدمہ درست نہیں ہوگا۔ اگر کہے کہ میں نے اسقدر رشوت دی ہے تو اسکے اوپر لازم ہوگا کہ رشوت کے مال کو لوٹادے اور گواہی قابل قبول ہوگی۔ اسی طرح یہاں بھی حکم ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ گواہ کچھ تفصیل بتائے بغیر اس کے فسق کی گواہی دیں۔ اور اگر فسق کی تفصیل کے سلسلہ میں ایسی بات بھی ذکر کردیں جو اللہ تعالیٰ یا بندہ کے حق سے متعلق ہو تو ایسی شہادت قابل قبول ہوگی۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو کہے "اے فاسق" اس کے بعد الزام لگایا گیا شخص الزام لگانے والے کو قاضی کے روبرو

بے جائے اور الزام لگانے والا دعوی کرے کہ میں نے اُسے اجنبیہ عورت کا بوسہ لیتے یا اسے چپٹاتے دیکھا ہے یا اس کے ساتھ خلوت (تنہائی) وغیرہ میں دیکھا ہے یا اور کوئی فسق کی بات کا ذکر کرے۔ اسکے بعد دو شاہد پیش کرے اور وہ شہادت دیں کہ ہم نے اسے ایسے فعل کا ارتکاب کرتے دیکھا ہے تو بلاشبہ اس طرح کی گواہی قابل قبول ہوگی اور الزام لگانے والے سے حد کے ختم ہو جانے کا حکم ہوگا (بحر الرائق)، اگر کوئی شخص کسی شخص کے بارے میں ایسی بات کا مدعی ہو جس سے کفر لازم آتا ہو اور دعوی کرنے والا اپنے دعوے کو ثابت نہ کرسکے تو اس صورت میں مدعی پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ کلام اس کی جانب سے حاکم کے سامنے دعوے کے طور پر ہو۔ اور اگر وہ یہ بات بدگوئی یا قصاص کے طور پر کہے تو اسے ایسی تعزیر دی جائے گی جو اس کے حال کے مناسب ہو۔ (نہر الفائق منقول عن السراجیہ) کوئی حنفی مذہب و مسلک شافعی اختیار کرلے تو اس پر تعزیر کا حکم ہوگا (جواہر اخلاطی)، کوئی شخص کسی کو زدوکوب کرے اور دوسرا بھی پہلے کو ناحق مارے تو اس صورت میں دونوں پر تعزیر کا نفاذ ہوگا - - - - - اور دونوں میں سے اول اس پر تعزیر کا نفاذ ہوگا جس نے مارنے میں سبقت کی ہو (بحر الرائق)

جو شخص شراب نوشوں کی مجلس و مجمع میں بیٹھے یا جو لوگ شراب نوشوں کی اندر جمع ہوں اور ان کے بارے میں شراب نوشی کا شبہ ہوتا ہو خواہ شراب نوشی نہ بھی کی ہو تو اس صورت میں ہر ایک پر تعزیر کا حکم ہوگا۔ اور جس کے پاس شراب کا رکوہ (ساغر) ہو اس پر تعزیر کا نفاذ ہوگا اور اسے قید کیے جانے کا حکم ہوگا۔ جو شراب نوش یا سود خور ہو اس پر تعزیر کا نفاذ ہوگا اور تا وقتیکہ وہ تائب ہو جائے اسے محبوس رکھا جائے گا۔ اسی طرح گانے بجانے والے اور مخنث[1] اور رونے والیوں[2] پر تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ اور تا وقتیکہ تائب نہ ہو جائیں قید میں ڈالے رکھنے کا حکم کیا جائیگا (نہر الفائق)، خانیہ میں ہے کہ اگر کوئی مقیم (غیر مسافر) عمداً افطار کرے تو تعزیر کا حکم ہوگا اور اگر اس کا اندیشہ ہو کہ دوبارہ افطار کریگا تو اسے محبوس کردینے کا حکم کیا جائیگا (تاتارخانیہ)، جو شخص کسی آزاد اجنبیہ عورت یا باندی کا بوسہ لے یا معانقہ کرے یا شہوت کے ساتھ چھوئے تو اس پر تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اسکے ساتھ فرج (شرمگاہ) کے علاوہ میں (مثلاً ران میں) صحبت کرے تو تعزیر کا وجوب ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)، اگر کوئی عورت کسی بندر کو اپنے اوپر قابو دیدے اور اسے صحبت کرنے دے تو اس کا حکم مرد کے کسی چوپایہ کے ساتھ صحبت کرنے کا سا ہوگا (جوہرہ نیرہ فی باب حد الزنا)، جو شخص قتل اور چوری اور لوگوں کو زدوکوب کرنے کے ساتھ متہم ہو تو اسے محبوس کردیں گے اور تا وقتیکہ وہ (اعلانیہ) تائب نہ ہو جائے اسے قید ہی میں رکھا جائیگا۔ (فتاوی قاضی خاں)، شیخ علی ابن احمدؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص کسی کے بارے میں دعوی کرے مگر وہ دعوی کیا گیا شخص اسے نہ ملے۔ پس مدعی اس کے اہل وعیال کو ناحق ظالموں کے حوالہ کردے اور بغیر کسی کفالت و علم اذیت کی، ذمہ داری کے وہ اس طرح کرے۔ اور ظالم لوگ انھیں قید خانہ میں ڈالدیں اور شدید زدوکوب کریں اور ان کا بہت سا مال ناحق چھین لیں۔ پھر وہ لوگ صحیح طور سے یہ باتیں قاضی کے روبرو ثابت کردیں تو کیا ایسا کرنے والے پر تعزیر کا وجوب ہوگا۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس کے اوپر تعزیر کا وجوب ہوگا (تاتارخانیہ منقول عن التیمیہ)، کوئی شخص کسی زوجہ یا بالغہ لڑکی کو دھوکہ دہی سے نکالے اور کسی شخص کے ساتھ اسکی شادی کردے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میں اسے مسلسل محبوس رکھونگا حتی کہ وہ اس عورت کو لوٹادے یا خود موت کی آغوش میں سوجائے۔ (فتاوی کبری)، کوئی شخص اپنے نابالغ بچہ کو شراب پلائے تو اسکے اوپر تعزیر کا حکم ہوگا (تاتارخانیہ)، مشت زنی[3] کرنا حرام ہے اور ایسا کرنیوالے پر تعزیر کا وجوب ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ یا باندی کو اپنے عضو مخصوص سے کھیلنے دے حتی کہ اسے انزال ہو جائے تو باعث کراہت ہے اور ایسے شخص پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ (سراج الوہاج)، شیخ ابونصر دبوسیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کے ہاتھ کو کاٹ ڈالے یا اسے قتل کردے تو اس کے اوپر تعزیر کا وجوب ہوگا (حاوی)، کوئی غلام اپنے آقا سے کہے کہ وہ اسکی ذات خود اس کو فروخت کردے درانحالیکہ آقا اس کے حسن صحبت اور اس کے ساتھ اچھی طرح رہنے کا اعتراف کرتا ہو لیکن اس کی یہ درخواست قبول نہ کرے تو کیونکہ آقا اس صورت میں تعنت (حق بات سے گریز کرنے والا) ہے اس لئے اس پر تعزیر کے نفاذ کا حکم کیا جائیگا۔ (فتاوی کبری)

ختم شد

[1] یعنی اغلام کرانے والا [2] کسی کے مرنے پر اجرت لیکر رونے والیاں [3] یعنی عضو مخصوص کو ہاتھ لگا کر منی نکالنا۔